فتوحاتِ شام

اور صحابہ کرام کے مجاہدانہ کارنامے
ایمان افروز، عام فہم اور مستند تاریخی حقائق

تالیف
حضرت مولانا فضل محمد یوسف زئی صاحب دامت برکاتہم العالیہ
اُستاذُ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن

مکتبہ ایمان و یقین

فتوحاتِ شام

بُصریٰ واذرعات سے لے کر دمشق اور بیت المقدس تک کے علاقے کیسے فتح ہوئے، حلب کے پاس کیا ہوا اور انطاکیہ پر کیسے چڑھائی ہوئی اور ہرقل شام سے کیسے بھاگا، سرزمین شام میں صحابہؓ کرام کے بڑے بڑے جہادی معرکے اور عظیم الشان فتوحات اور عجیب وغریب جنگیں نہایت دلکش انداز سے اس کتاب میں پیش کی گئی ہیں۔

مؤلف

مولانا فضل محمد یوسف زئی صاحب مدظلہم العالی

اُستاذ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ بنوری ٹاؤن کراتشي

ناشر

مکتبہ ایمان ویقین

نام کتاب : فتوحات شام

مصنف : مولانا فضل محمد یوسف زئی صاحب مدظلہم العالی

باہتمام : حکیم اللہ، نصرت اللہ

طبع : نہم

تعداد : گیارہ سو (۱۱۰۰)

سن طباعت: شعبان ۱۴۳۲ھ بمطابق جولائی ۲۰۱۱ء

طباعت : الحبیب پرنٹنگ سروسز، ناظم آباد 0321-2156429

ناشر : مکتبہ ایمان و یقین (فون: 0333-7993963)

ملنے کے پتے

- اسلامی کتب خانہ بنوریؒ ٹاؤن کراچی
- مکتبۃ الامام محمد، بنوری ٹاؤن کراچی
- مکتبۃ الرازی، بنوری ٹاؤن کراچی
- سعدی کتب خانہ، گلشن اقبال کراچی
- ممتاز کتب خانہ، پشاور
- مکتبہ فاروقیہ، شاہ فیصل کالونی کراچی
- المعصوم کتب خانہ، وانا
- مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ کوئٹہ
- اسلامی کتب خانہ، چوک بازار بنوں
- المکتبۃ المنصور، راولپنڈی
- علمی کتب خانہ، میران شاہ
- ضیاء بک سیلر، میر علی
- نیز ملک کے دیگر بڑے کتب خانوں سے طلب فرمائیں۔

انتساب

اسلام کے اُن نامور سپوتوں، غازیوں ـــ اور شہیدوں کے نام جن کے مقدس خون سے چار دانگِ عالم میں گلشنِ اسلام کی آبیاری ہوئی۔

فضل محمد

فہرست مضامین

محمد بن عمرو واقدی غیر معتبر حدیث میں کلام اور تاریخ کا امام کے حالات 12

موجب تالیف رد روافض 13

خولہ رضہ 77 کے صفت نبی پاک آسمانی کتابوں میں 134

60 vs 60,000 197

Ladies ashar in jang 219

نبی پاک کی دھمکی ۱۹-۲۱

کھانے کے شوقین ابوہریرہؓ ۲۴ کافر کا پردہ ۲۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد:

حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین قرآن کریم کے اولین مخاطب، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بلا واسطہ تلمیذ اور بعد کی پوری امت کے معلم اول ہیں۔ بعد کے قرنوں کو جو کچھ ملا انہی کے دم قدم سے ملا، اعتراف ان تاریخ میں، انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد، صحابۂ کرامؓ سے اعلیٰ وارفع اور افضل کوئی مخلوق ہوتی تو حق تعالیٰ شانہٗ اپنے محبوب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان صحبت سے مشرف کرنے کے لئے اسی کا انتخاب فرماتے۔ اور اسے مقام صحابیت پر فائز کرتے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل الرسل ہیں۔ اور آپ کے اصحاب تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے اصحاب سے افضل الاصحاب ہیں۔

حضرات صحابۂ کرامؓ حق تعالیٰ شانہٗ کے اس ارشاد کا مصداق تھے:

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۚ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ ۖ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ وَالْقُرْآنِ ۚ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ ۚ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُم بِهِ ۚ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝

اللہ نے خرید لی مسلمانوں سے ان کی جان اور ان کا مال اس قیمت پر کہ ان کے لئے جنت ہے لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں پھر مارتے ہیں اور مرتے ہیں وعدہ ہو چکا اس کے ذمہ پر سچا توریت میں اور انجیل اور قرآن میں اور کون ہے قول کا پورا اللہ سے زیادہ سو خوشیاں کرو اس معاملہ پر جو تم نے کیا ہے اس سے اور یہی ہے بڑی کامیابی۔ (ترجمہ شیخ الہند)

ان حضرات نے اللہ کی راہ میں جہاد کا حق ادا کر دیا، اور قیصر و کسریٰ کے تخت الٹ دئے۔ ان کے مجاہدانہ کارناموں کو مؤرخ شہیر علامہ محمد بن عمر الواقدی (۱۳۰ھ - ۲۰۷) نے "المغازی النبویہ"، "فتوح الشام"، "فتوح العراق"، "فتح العجم"، "فتح مصر والاسکندریہ" وغیرہ میں قلم بند کیا ہے۔ ان کتابوں کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ صحابۂ کرامؓ کی نظر میں دنیا کی زندگی کس قدر بے قیمت و بے وقعت تھی؟ ان کے لئے راہ خدا میں جان کا نذرانہ پیش کرنا کتنا آسان تھا۔ انہوں نے اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جان و مال کی کیسی کیسی قربانیاں پیش کیں؟ وہ بے سروسامانی کے عالم میں کس قوت ایمان کے ساتھ جابر طاغوتی طاقتوں سے ٹکرائے؟ اور حق تعالیٰ شانہٗ نے ان کے اخلاص و ایمان کو کس قدر پذیرائی بخشی اور نصرت خداوندی کس طرح ان کے شامل حال رہی؟ بے شبہ صحابۂ کرامؓ کے یہ مجاہدانہ کارنامے ملت اسلامیہ کا سرمایۂ حیات ہیں، جن کے پڑھنے سے ایمان کو جلا حاصل ہوتی ہے، اور دین قیم کی صداقت کا اذعان و وجدان نصیب ہوتا ہے۔

ضرورت تھی کہ صحابہ کرامؓ کی ان فتوحات کو جدید سے جدید اسلوب میں مرتب کر کے

عام مسلمانوں تک پہنچایا جائے تاکہ صحابہ کرامؓ کے سینوں کی یہ امانت (الجہاد فی سبیل اللہ)

بھی آئندہ نسلوں تک منتقل ہو۔ رفیق محترم جناب مولانا فضل محمد صاحب زید مکارمہم نے

اس ضرورت کا احساس فرمایا۔ اور علامہ واقدیؒ کی "فتوح الشام" سے صحابہ کرام رض

کے چند ایمان افروز مجاہدانہ کارناموں کو پیش نظر مجلد میں مرتب فرمایا۔ اور بعض دیگر کتب

سے بھی چند اہم واقعات کا انتخاب فرمایا۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ شانہٗ محض اپنے لطف سے جناب مؤلف کی اس محنت کو

شرف قبول نصیب فرمائیں۔ اور عام قارئین کے ساتھ اس ناکارہ روسیاہ کو بھی اپنے ان محبوب

ومقبول بندوں کی محبت اور آخرت میں ان کی معیت ورفاقت نصیب فرمائیں۔ آمین! یا رب العلمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

۱۴/۱۱/۱۳ھ

ایک ضروری وضاحت

علامہ محمد بن عمر وواقدی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰۷ھ) تاریخ اور مغازی کے بڑے امام ہیں انہوں نے سرزمین شام پر صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عظیم کارناموں سے متعلق عربی میں ایک مایۂ ناز کتاب **"فتوح الشام"** کے نام سے لکھی ہے اسی طرح انہوں نے **"فتوح العجم"** کے نام سے ایک اور کتاب بھی لکھی ہے جس میں آپ نے مصر وفارس پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے جہادی کارناموں کا مکمل بیان کیا ہے۔ نیز آپ نے **"فتوح الأفريقيه"** کے نام سے بھی ایک عظیم الشان کتاب لکھی ہے۔

میں نے کافی عرصہ پہلے **"فتوح الشام"** کا خلاصہ اردو زبان میں مرتب کیا تھا۔ جس کا نام میں نے "فتوحات الشام" رکھا تھا یہ کتاب جب چھپ کر منظرِ عام پر آگئی تو عوامی حلقوں میں نہایت مقبول ہوئی اور اس کے کئی ایڈیشن شائع ہوگئے۔

لیکن چونکہ اس کی کتابت ہاتھ سے لکھی گئی تھی اور ایک کاتب کی بجائے دو کاتبوں نے کتابت میں حصہ لیا تھا۔ اس لئے اس میں کافی نقائص موجود تھے، ضرورت محسوس کی گئی کہ کمپیوٹر کے ذریعہ سے عمدہ کتابت ہوجائے چنانچہ کچھ ترمیم اور اضافے کے ساتھ نہایت عمدگی سے یہ کتاب نئے انداز اور نئی شان وشوکت سے چھپ کر آپ کے ہاتھوں تک پہنچ گئی ہے۔ آگے آیئے اور فائدہ اُٹھایئے۔ شاعر کہتا ہے:

تَمَتَّعْ مِنْ شَمِيمِ عَرَارِ نَجْدٍ   فَمَا بَعْدَ الْعَشِيَّةِ مِنْ عَرَارٍ

ترجمہ: نجد کے عرار نامی پھول سے فائدہ اٹھاؤ۔ کیونکہ شام کے بعد یہ پھول نہیں ہونگے ہم چلے جائیں گے۔

فضل محمد یوسف زئی

استاذ جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

۱۲ محرم الحرام ۱۴۳۲ھ مطابق ۱۹ دسمبر ۲۰۱۰ء

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ اَلۡمَلِكِ الرَّحۡمٰنِ الدَّيَّانِ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ الۡاَتَمَّانِ الۡاَكۡمَلَانِ عَلٰى سَيِّدِالۡاِنۡسِ وَالۡجَانِ، اَفۡصَحِ بَنِى عَدۡنَانِ، وَاَبۡلَغِ بَنِى قَحۡطَانِ، صَاحِبِ الۡجَمَلِ الۡاَحۡمَرِ وَالسَّيۡفِ الۡمُشَهَّرِ، اَلضَّحُوكُ الۡقَتَّالُ نَبِىُّ الۡمَلَاحِمِ وَنَبِىُّ الرَّحۡمَةِ،

فَمَنۡ كَانَ اَوۡمَنۡ قَدۡ يَكُوۡنُ كَاَحۡمَدَ
نِظَامٌ لِحَقٍّ اَوۡنَكَالٌ لِمُلۡحِدٖ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصۡحَابِهِ الَّذِيۡنَ رَفَعُوۡا لِوَآ الۡاِسۡلَامِ عَلٰى سَائِرِ الۡاَدۡيَانِ، فَفَتَحُوۡا الۡبُلۡدَانَ، مُتَقَلِّدِىۡ السُّيُوۡفِ وَحَامِلِى الۡقُرۡاٰنِ،

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطَانِ الرَّجِيۡمِ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ، فَقَاتِلۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفۡسَكَ وَحَرِّضِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۝ يَا اَيُّهَا النَّبِىُّ حَرِّضِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ عَلَى الۡقِتَالِ ۝

محترم قارئین

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے غزوات اور جہاد میں ان کے کارنامے بیان کرنا اور انہیں قیدِ قلم میں لانا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ پھر عجیب بات یہ بھی ہے کہ یہ کارنامے چند گنے چنے صحابہ کے نہیں، بلکہ تقریباً تمام صحابہ کرام کا امتیازی وصف میدانِ کارزار میں جوہرِ شجاعت دکھانا تھا، چاہے وہ صُفہ کا طالب علم ہی کیوں نہ ہو، آپ حیران رہ جائیں گے کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں خیال تک نہیں گذرتا تھا کہ انہوں

نے بھی جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا ہوگا لیکن تاریخ وغزوات کے ضمن میں آپ پڑھ لیں گے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم **رهبان الیل اور فرسان النهار** کی وصف سے متصف تھے جس کا اقرار ان کے مدمقابل دشمن نے بھی کھلے الفاظ میں کیا۔ مزید یہ کہ اسلام کے کچھ معرکے کفّار کے ساتھ ایسے بھی پیش آئے کہ ساٹھ آدمیوں نے ساٹھ ہزار کا مقابلہ کیا ہے، کبھی ایک یا دو آدمیوں نے سینکڑوں کا مقابلہ کیا ہے، دس بیس کے قریب مسلمان خواتین نے تین ہزار جنگ آزمودہ کفّار کو اس حالت میں شکست دی کہ وہ خود قید میں تھیں، بعض اوقات چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہزاروں کے مجمع میں کود پڑے، سوکھی روٹی چباتے چباتے بڑے بڑے جرنیلوں کو گھسیٹ کر لائے، کبھی جسم پر صرف ایک چادر ستر چھپانے کے لئے موجود ہے اور سخت سردی میں میدانِ کارزار میں کود پڑے ہیں، دربارِ کفّار میں اگر کبھی جانا پڑا ہے تو اس انداز سے داخل ہوئے ہیں جیسا کہ یہ بادشاہ ہیں اور سامنے والے غلام ہیں۔ ان تمام نقشوں کو دیکھ کر اور پڑھ کر کبھی خیال گذرتا ہے کہ آیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہماری طرح اولادِ آدم تھے یا کوئی اور مافوق الفطرۃ مخلوق تھے، ہاں البتہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ **اختار ھم اللہ لصحبة نبیه و لا قامة دینه** کہ وہ انسانیت کا نچوڑ اور خلاصہ تھے اور اسی منظر کو دیکھ کر حضرت سفیان ثوریؒ کا مقولہ سمجھ میں آتا ہے۔ فرمایا کہ:

> ''اگر ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھ لیں تو ہم کہیں گے کہ یہ دیوانے مجنون ہیں، اور اگر وہ ہم کو دیکھ لیں تو کہیں گے یہ منافق یا کافر ہیں۔''

اس کتاب میں کما حقہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کارناموں کو جمع کرنا تو محال ہے تاہم بعض معرکوں میں بعض نامور شہبازوں کا تذکرہ کیا جائے گا، ترتیب کے لحاظ سے میں نے یہ مناسب جانا کہ ایک معرکہ میں جتنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نمایاں کارنامے انجام دیئے ہیں انہی کا تذکرہ کیا جائے گا، جنگ کا نقشہ کھینچنے کے لئے کچھ تذکرہ مدمقابل دشمن کا

بھی ہوگا، گاہ گاہ کچھ دلچسپ رجزیہ اشعار نقل کرنے کی بھی کوشش کروں گا۔
ان کارناموں کے نقل کرنے میں بنیادی طور پر میں فتوح الشام پر اعتماد کروں گا بلکہ یہ مندرجات فتوح الشام عربی سے اختصار ہے ہاں کبھی کوئی اہم بات البدایہ والنہایہ سے بھی نقل کروں گا البتہ اس کا حوالہ ساتھ ساتھ درج ہوگا۔

محمد بن عمر وواقدی مدنی رحمہ اللہ

یہ بات یاد رہے کہ علامہ واقدیؒ پر فنِ حدیث میں اگرچہ کلام ہے لیکن وہ فن تاریخ کا امام ہے اور مستند عندالانام ہے۔ ابن کثیر رحمہ اللہ البدایہ والنہایہ میں جابجا واقدی کا حوالہ دیتے رہتے ہیں۔

آپؒ ۱۳۰ھ کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے تھے واقد آپ کے جدامجد کا نام ہے۔ مدینہ ہی میں آپؒ نے ابتدائی تعلیم جبال العلم سفیان ثوریؒ، امام مالک بن انسؒ اور معمر بن راشد سے حاصل کی، گندم کی تجارت آپ کا ذریعہ معاش تھا مگر ۱۸۰ھ ہجری میں مامون الرشیدؒ کے دور خلافت میں آپؒ عراق منتقل ہوگئے جہاں ان کے علم وفضل کی وجہ سے یحییٰ بن خالد برمکی نے انہیں ہاتھوں ہاتھ لیا، مامون الرشید کے خاص لوگوں میں ان کا شمار ہوا اور بہت جلد بغداد کے قاضی مقرر ہوئے اور تادم حیات اسی عہدہ پر قائم رہے۔ جبکہ ۲۰۷ھ کو آپ کا انتقال ہوا، طبقات ابن سعد کے مصنف محمد بن سعدؒ آپ کے شاگرد ہیں، بہرحال تاریخ ومغازی میں آپؒ امام ہیں، خطیب بغدادیؒ تاریخ بغداد میں لکھتے ہیں کہ:

> ''واقدیؒ کے سامنے جب کوئی واقعہ بیان کیا جاتا تو وہ خود وہاں جاکر تحقیق اور معائنہ کرکے لکھتے تھے۔

فتوح الشام ص ۲۲۱ پر وہ خود اس طرح رقمطراز ہیں:

''اللہ تعالیٰ زیادتی اور نقصان سے بچائے کیونکہ صدق دراصل ایک امانت ہے اور

کذب خیانت ہے اس ذات وحدہٗ لاشریک لہٗ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور جو حاضر و غائب کے جاننے والے ہیں کہ میں نے اپنی اس کتاب میں سوائے صدق کے اور کسی چیز پر اعتماد نہیں کیا اور قاعدۂ حق کے سوا کسی حدیث اور بات کو اس کے اندر بیان نہیں کیا تاکہ میں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی فضیلتیں، بزرگیاں اور ان کا جہاد ثابت کر کے اہل رفض کی، جو اہلِ سُنّت سے خارج ہیں، آبرو خاک میں ملا دوں کیونکہ اگر مشیت ایزدی ان کے شامل حال نہ ہوتی تو نہ شام کے شہر مسلمانوں کے ہاتھ میں آتے اور نہ اس دین کا جھنڈا ان کے قلعوں کی چوٹیوں پر لہراتا ہوا دکھائی دیتا، صحابہؓ کی یہ تمام تر کوششیں محض اللہ کی رضا کے لئے تھیں یقیناً انہوں نے جہاد کا حق ادا کر دیا۔"

"علامہ واقدی ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ اللہ جل جلالہٗ کی قسم جن کے سوا کوئی معبود نہیں اور کھلی اور چھپی ہر چیز کے جاننے والے ہیں، میں نے ان فتوحات میں سوائے معتبر ثقات اور اصدق الرواۃ شخصوں کے کسی دوسرے کی خبر پر اعتماد نہیں کیا بلکہ مجھے جو کچھ سچ مچ پہنچا اُسے بلا کم و کاست نقل کیا ہے تاکہ میں اصحاب رسول ﷺ کے جہاد فی سبیل اللہ کو ثابت کر کے اہل رفض پر حجت قائم کر دوں کہ اگر اللہ کی مشیت ان کے شامل حال نہ ہوتی تو یہ ممالک مسلمانوں کی فتوحات میں ہرگز نہ آتے اور نہ اس دین کا پرچم اس طرح لہراتا ہوا دکھائی دیتا، انہوں نے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کر کے جہاد کا حق ادا کر دیا، اپنے دین کی نصرت کی، دشمنوں کے مقابلہ میں ثابت قدم رہے حتیٰ کہ کفر کی ٹانگ پکڑ کے اُسے اس کے تخت سے اتار کے پھینک دیا۔"

بہر حال میدان کارزار کے وہ نامور جیالے اور محمدی کچھار کے وہ شیران ژیاں جن کا تذکرہ عموماً اس کتاب میں ہوگا ان نامور سپوتوں میں سے چند کے نام ذکر کرتا ہوں

تا کہ کچھ اجمال ذہن میں آ جائے اور برکت بھی۔ حضرت خالد بن ولید، حضرت ضرار بن ازور، حضرت شرحبیل بن حسنہ، حضرت ابو عبیدۃ بن الجراح، حضرت فضل بن العباس، حضرت رافع بن عمیرہ، حضرت یزید بن ابی سفیان، حضرت عمرو بن العاص، حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت قیس بن ہبیرہ، حضرت عبادۃ بن الصامت، حضرت عبداللہ بن جعفر، حضرت عکرمہ، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت ذوالکلاع حمیری، حضرت ربیعہ بن عامر، حضرت معاذ بن جبل، حضرت مقداد بن اسود، حضرت حذیفہ، حضرت ابو موسیٰ اشعری رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ ترتیب کے لحاظ سے پہلے معرکہ کا نام آئے گا پھر ان ابطال المسلمین اور جیش الموحدین کے نمبروار نام آئیں گے اس دوران اگر کوئی خط مرکز سے امیر المومنین کا یا قرارگاہ سے امیر الجیوش کا آیا ہو یا معرکہ سے ان کو خط لکھا گیا ہو اس کا تذکرہ بھی انشاء اللہ ہوگا۔

اس سب پس منظر اور پیش منظر میں آپ اس حقیقت کو پالیں گے کہ ہم کون تھے، ہمارے بڑے کیسے تھے، اور اب ہم کیسے ہیں، انہوں نے زندگی بھر کیا کیا اور ہم کیا کر رہے ہیں، میرا تو یہ عقیدہ بن گیا ہے کہ اس کہنے میں جھوٹ کا خطرہ ہے کہ ہم یہ کہہ دیں کہ ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر گامزن ہیں۔ کیونکہ انہوں نے تو عملی میدان میں قرآن کریم کی تفسیر عمل سے دکھائی اور ذوالقرنین کی مہمات کے تذکروں کو عملی جامہ پہنا کر دکھایا ہے، شام مصر جزیرہ عرب، عراق، فارس، مشرق و مغرب اور جنوب و شمال میں ایسی مہمات سر کیں کہ ذوالقرنین کا نقشہ پیچھے رہ گیا۔ سرزمین شام، مصر اور فارس کا وہ کون سا حصہ ہے جہاں صحابہ رضی اللہ عنہم کا مقدس خون نہ گرا ہو؟ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا تھا یَاقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الخ صحابہ کرامؓ کے پانچ جرنیلوں نے فجر کی نماز انہیں آیات سے پڑھائی اور پھر بیت

المقدس پر چڑھائی کر کے اسے فتح کر کے داخل ہو گئے۔ خدا کرے کہ ہم اپنے آپ کو پہچان لیں اور اپنی عظمت رفتہ کو دوبارہ بحال کرنے کے لئے آگے بڑھیں اور جہاد میں حصہ لیں۔ علماء کرام پر بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ محلّہ و مسجدوں میں جہاد کے فضائل بیان کریں اور عمل عملی جہاد میں بھی حصّہ لیں۔ علمی کم مائیگی اور لسانی اجنبیت کا تقاضا تو یہ تھا کہ میں کچھ نہ لکھتا، لیکن جب احباب کرام کی شرافت اور عفوو درگذر کے متعلق سوچتا ہوں تو پھر کچھ ہمت ہو جاتی ہے۔

کتاب کی ابتدا کس نام سے کروں یہ تو بعد کی بات ہے سب سے پہلے مناسب ہو گا کہ حضور علیہ السلام کے خطوط کے چند جملے درج کروں جس میں ایک خط قیصر روم، دوسرا کسریٰ فارس اور تیسرا مقوقس مصر کے نام آپ ﷺ نے بھیجا ہے اور جس میں آپ ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت دی ہے اور اتنی ہی دعوت واجب کے درجہ میں ہوتی ہے پھر میدان میں دعوت دینا مستحب اور مسنون ہے۔ آنحضرت ﷺ کے مبارک خطوط کے ان تاریخی جملوں کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وہ خط نقل کروں گا جس میں آپ نے مسلمانوں کو جہاد کی دعوت دی ہے۔ لیجئے پہلے حضور ﷺ کے خطوط کے بعض جملے ملاحظہ فرمائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک خط ہرقل کے نام

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ اِلَی ہَرَقْلُ عَظِیْمِ الرُّوْمِ سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی.

اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّی اَدْعُوْکَ بِدِعَایَۃِ الْاِسْلَامِ اَسْلِمْ. تَسْلَمْ.

یعنی ایمان لے آؤ بچ جاؤ گے ورنہ تیرا بچنا اور ملک کا باقی رہنا محال ہے۔"

شاہ مصر مقوقس کے نام آپ ﷺ کا والا نامہ آپ ﷺ کا والد نامہ شاہ مقوقس کے نام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ، مِنۡ مُحَمَّدٍ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اِلٰی الۡمُقَوۡقِسِ عَظِیۡمِ الۡقِبۡطَ سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الۡھُدٰی.

اَمَّا بَعۡدُ. فَاِنِّی اَدۡعُوۡکَ بِدِعَایَۃِ الۡاِسۡلَامِ اَسۡلِمۡ، تَسۡلَمۡ (بخاری شریف)

یعنی اسلام کی طرف کھلی دعوت ہے قبول کرلو بچ جاؤ گے ورنہ بچنا محال ہے۔"

آپ ﷺ کا فرمان شاہ فارس کسریٰ کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مِنۡ مُحَمَّدٍ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اِلٰی کِسۡرٰی عَظِیۡمِ فَارِسٍ سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الۡھُدٰی اَدۡعُوۡکَ بِدِعَایَۃِ اللّٰہِ فَاِنِّی رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَی النَّاسِ کَافَّۃً لِاُنۡذِرَ مَنۡ کَانَ حَیًّا وَیَحِقَّ الۡقَوۡلُ عَلَی الۡکٰفِرِیۡنَ اَسۡلِمۡ تَسۡلَمۡ.

"یعنی پوری انسانیت کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے رسول بنا کر بھیجا ہے تجھے اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں جس شخص کے لئے ابدی حیات جنت میں طے شدہ ہے وہ قبول کرے گا اور جسے ہلاک ہونا ہے وہ رد کرلے گا اور تجھے دعوت یہ ہے کہ اسلام قبول کرلو بچ جاؤ گے (ورنہ نہیں بچ سکتے)۔"

یہ رسول کریم ﷺ کے خطوط سے چند جملے آپ کے سامنے آگئے ہیں ان کا وزن، ان کی پختگی اور زور وجرأت اور کھلی دعوت ہر جملے سے نمایاں ہے اور اسلم تسلم کا جملہ تو ایسا ہے جس سے زمین لرز جاتی ہے اس میں عظمت اور صفائی الگ ہے اور پیشین گوئی اور

صحابہ کرام کے لئے جنگی نقشہ اور مہمات کی طرف اشارہ الگ ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام نے انہی خطوط کی بنیاد پر کارروائی کی تھی پہلے ہرقل پر فوج کشی کی پھر اسی مہم کو مصر کی طرف بڑھادیا اور پھر فارس میں کاروائی کی۔ بعض خطوط میں آپ ﷺ نے واضح الفاظ میں ان بادشاہوں کے زوال کا ذکر کیا ہے مثلاً جلندی کے دو بیٹوں جیفر اور عبد کے نام خط میں یہ الفاظ بھی ہیں:

وَاِنْ اَبَیْتُمَا فَاِنَّ مُلْکَکُمَا زَائِلٌ وَخَیْلٌ تَحِلُّ بِسَاحَتِکُمَا وَتَظْهَرُ نُبُوَّتِی عَلٰی مُلْکِکُمَا،

یعنی انکار کی صورت میں یہ جان لو کہ ملک عمان کی حکومت نہیں رہے گی اور گھوڑے تمہارے صحن میں داخل ہو جائیں گے اور میری نبوت تمہارے ملک میں ظاہر اور غالب ہو جائے گی۔

شاہ ہوذہ کے نام خط میں یہ الفاظ ہیں

وَاعْلَمْ اَنَّ دِیْنِیْ سَیَظْهَرُ اِلَی مُنْتَهَی الْخُفِّ وَالْحَافِرِ فَاَسْلِمْ تَسْلَمْ.

یعنی جان رکھو کہ میرا دین وہاں تک غالب اور ظاہر ہو جائے گا جہاں تک گھوڑے کا کھر اور اونٹ کا موزہ پہنچ سکتا ہے اسلام لے آؤ بچ جاؤ گے ورنہ نہیں۔

سبحان اللہ کیسے واضح الفاظ اور کتنی پیاری پیشینگوئی ہے اللہ کی کروڑ ہا رحمتیں ہوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر جنہوں نے حضور ﷺ کی پیشینگوئی کا ایک ایک حرف سچا کر کے دکھایا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تیاری

جب آپ رضی اللہ عنہ مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، سجاح اور طلیحہ کے خلاف کاروائی سے فارغ ہوئے اور مانعین زکوٰۃ اور مرتدین کی سرکوبی ہو گئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے شام کی طرف

لشکروں کے بھیجنے کا ارادہ کیا اور اپنی پوری ہمت رومیوں سے لڑنے کی طرف متوجہ فرمائی۔ اس عظیم مقصد کے لئے آپ نے صحابہ کرام کو جمع کر کے اس طرح خطاب فرمایا:

''اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم کو فضیلت دی ہے اسلام کی وجہ سے اور تمہیں محمد ﷺ کی امّت میں قبول فرمایا ہے اور تمہیں ایمان ویقین کی دولت سے مالا مال کیا ہے اور تمہاری واضح مدد ونصرت فرمائی اور دین اسلام کامل و مکمل تم کو عطا کیا۔ یہ بات جان لو کہ رسول اللہ ﷺ اپنے جہاد کی مہم ملک شام کی طرف لوٹانے والے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی طرف اٹھالیا اب میرا ارادہ ہے کہ میں مسلمانوں کو ان کے اہل وعیال کے ساتھ ملک شام کی طرف متوجہ کردوں کیونکہ میں نے حضور ﷺ سے یہ سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے زمین دکھلائی گئی میں نے مشرق ومغرب کو دیکھا تو عنقریب وہ زمین جو مجھے دکھائی گئی ہے میری امت کے ہاتھ میں آجائے گی۔ پس آپ حضرات کا کیا خیال ہے؟

اس پر سب حضرات نے فرمایا ''اے رسول اللہ ﷺ کے جانشین! ہم بالکل تیار ہیں آپ کی مرضی ہے ہمیں جہاں بھیجنا چاہیں ہم حاضر ہیں تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے اور اس عنوان کا خط آپ نے اہل کوفہ یمن اور عرب کے دوسرے علاقوں کے لوگوں کی طرف روانہ کیا۔

صدیق رضی اللہ عنہ کے خط کا متن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مِنْ عَبْدِاللّٰهِ الْعَتِيقِ بْنِ اَبِی قُحَافَةَ اِلٰی سَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ فَاِنِّی اَحْمَدُ اللّٰهَ الَّذِی لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَاُصَلِّی عَلٰی نَبِيِّهٖ

وَقَدْ عَوَّلْتُ اَنْ اُوَجِّهَکُمْ اِلَی الشَّامِ لِتَأْخُذُوْهَا مِنْ اَیْدِی الْکُفَّارِ الطُّغَامِ اللِّئَامِ فَمَنْ عَوَّلَ مِنْکُمْ عَلَی الْجِهَادِ فَلْیُبَادِرْ اِلٰی طَاعَةِ الْمَلِکِ الْوَهَّابِ.

یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے تمام مسلمانوں کو سلام اور اللہ تعالیٰ کی حمد اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے بعد عرض یہ ہے کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ تم کو شام بھیج دوں تاکہ تم ملک شام کو کفار سرکشوں اور نالائقوں سے چھین لو۔ پس تم میں سے جس کا بھی جہاد کا ارادہ ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرف جلدی جلدی آجائے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ یہ خط مختلف اطراف میں روانہ کر دیا اور جواب کا انتظار کرنے لگے۔ آپ نے اس خط کے آخر میں یہ آیت بھی لکھ دی تھی۔

انفرو اخفافاو ثقالاً وجاهدوا باموالکم وانفسکم فی سبیل اللّٰه.

کچھ دنوں کے بعد حضرت انس واپس تشریف لائے اور عرض کیا کہ سب لوگ تیار ہو کر آرہے ہیں۔ بس پھر کیا تھا لوگ فوج در فوج قبیلہ در قبیلہ یکے بعد دیگرے مدینہ منورہ پہنچنا شروع ہو گئے، کوئی قبیلہ رجزیہ اشعار کے ساتھ جوش جذبہ جہاد کا اظہار کرتا ہے تو کوئی رنگ برنگ جھنڈیوں سے مدینہ کا رُخ کرتا ہوا آرہا ہے کوئی نعرہ تکبیر بلند کرتا ہے تو کوئی گھوڑا اکداتا ہوا غبار اڑاکر آرہا ہے اور اپنے جوش کا اظہار یوں کرتا ہے۔

اَلْحَرْبُ عَادَتُنَا وَالضَّرْبُ هِمَّتُنَا ۔۔۔ وَذُوالْکَلَاعِ عَلٰی عِنْدِیَّ بِالرُّتَبِ

قِدْمٌ کَتَا ئِبُنَا فَالرُّوْمُ بُغْیَتُنَا ۔۔۔ وَالشَّامُ مَسْکَنُنَا بِالرَّغْمِ لِلصُّلُبِ

دِمَشْقُ لَنَا دُوْنَ النَّاسِ اَجْمَعِهِمْ ۔۔۔ وَسَاکِنِیْهَا فَاهُوِیْهِمْ اِلَی الْعَطَبِ

یعنی ہماری عادت لڑائی کی ہے اور ہمت ہی مرنے مارنے کی ہے اور ان سب عہد داروں پر ذوالکلاع سردار ہے، ہمارا لشکر آچکا ہے اور ملک روم ہمارا مطلوب و مقصود ہے اور شام ہمارا مسکن ہے اگرچہ عیسائی اس کو بُرا مانیں، دمشق ہمارا ہے اور

وہاں کے رہنے والوں کو ہم ہلاکت کے گڑھے میں پھینک دیں گے۔

قبیلہ حمیر کے لوگ اہل وعیال کے ساتھ آئے تھے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسکرا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کیا آپ نے سنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قبیلہ حمیر کے لوگ بیوی بچوں کے ساتھ آئیں گے تو خوشخبری ہے اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں سچ ہے ایسا ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ پھر مذحج کے لوگ بڑے آب وتاب کے ساتھ اسلحہ میں چھپے ہوئے جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قریب آگئے تو ان کے سردار قیس بن ہبیرہ نے بطور تعارف رجز کے یہ اشعار پڑھ لئے۔

اَتَتْکَ کَتَائِبُ مِنَّاسِرَاعاً ذَوُوالتِّیْجَانِ اَعْنِی مِنْ مُرَادٖ

فَقَدَّ مْنَا اَمَامَکَ کَیْ تَرَانَا نُبِیْدُ الرُّوْمَ بِالسَّیْفِ النَّجَادِی

ترجمہ: ہمارا لشکر آپ کی خدمت میں بہت جلد حاضر ہوگیا ہم قبیلۂ مراد کے تاج کے مالک ہیں ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں تا کہ آپ ہمیں دیکھیں اور پھر ہمیں حکم دے دیں کہ ہم رومیوں کو حمائل شدہ تلواروں سے تباہ وبرباد کردیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خوش ہوکر ان کو دعائے خیر دے دی۔

پھر قبیلہ طی کے لوگ آگئے، پھر قبیلہ ازد والے آگئے، پھر قبیلہ دوس کے لوگ آگئے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قبیلہ تھا۔ ان میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا کہ ابو ہریرہ کمان لٹکائے ہوئے اور ترکش لیئے ہوئے تیار کھڑے ہیں تو ہنس پڑے اور فرمایا کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تم کیوں چلے آئے ہو تم تو لڑائی کے فن سے کم واقف ہو (کیونکہ طالب علم تھے) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اے صدیق! اوّل تو فریضۂ جہاد کا ثواب کمانے کا ارادہ ہے، دوسری بات یہ ہے کہ شام کے سرسبز وشاداب

علاقوں میں مزیدار پھل کھاؤں گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خوب ہنسے۔ اس کے علاوہ بھی ایک خلق خدا مدینہ طیبہ میں جمع ہوگئی جب شہر میں جگہ تنگ پڑ گئی تو لوگوں نے مشورہ کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے شام کی طرف روانگی کی درخواست پیش کردی، ایک جذبہ ہے، ایک ولولہ ہے مدینہ منورہ اللہ کے شیروں سے بھرا ہوا ہے، اللہ اکبر کے نعروں سے ہر چارسُو ایک زلزلہ برپا ہے اللہ کے سپاہی اپنے ہتھیار درست کئے ہوئے اشارہ صدیقی کے منتظر ہیں شوق و ذوق عزم و جزم ایمان و ایقان رفعت و عظمت شجاعت و بسالت ایثار و قربانی کے مناظر دشت و بیابان کوہ و پہاڑ میدان و صحراء، بحر و بر کے سامنے ہیں اور سب گواہی دیتے ہیں کہ اولٰئک حزب الله، ہاں یہی اللہ کی فوج ہے تلواروں کی براقت، کمانوں کی کھٹ کھٹاہٹ، نیزوں کی چرچراہٹ، زرہوں کی جھنجھناہٹ، جوتوں کی آہٹ، گھوڑوں کی قداحت، اونٹوں کی بڑبڑاہٹ یہ موج در موج اللہ کی فوج اس طرح عملی نمونہ پیش کرتے ہیں کہ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰہِ یَرِثُھَا عِبَادِیَ الصَّالِحُوْن. ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ کو ستانا مقصود نہیں بلکہ انتظار ہے تاکہ تم سب اکٹھے جمع ہوجاؤ، لوگوں نے کہا ہم سب آگئے ہیں، بسم اللہ کیجئے اور ہمیں کفار کی طرف بھیجئے، ابوبکر رضی اللہ عنہ فوراً کھڑے ہوئے اور پاپیادہ بمعہ عثمان و علی۔ وسعید بن زید رضی اللہ عنہ وغیرھم مدینہ منورہ سے باہر نکل آئے جب لوگوں کو نکلنے کا اذنِ عام مل گیا تو نعرہ تکبیر سے پہاڑ گونج اٹھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک بلند ٹیلہ پر اس غرض سے چڑھ گئے کہ اللہ کے شیروں پر آخری نگاہ ڈال سکیں، دیکھا کہ زمین بھری ہوئی ہے خوش ہوگئے اللہ کا شکر ادا کیا اور پھر اس طرح دعا مانگی۔ اے الٰہی ان لوگوں پر صبر نازل فرما، ان کی ہر وقت مدد فرما اور ان کو دشمن کے حوالے نہ فرما، پھر سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خوش قسمت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو بلایا اپنے دستِ مبارک سے ان کو جنگی جھنڈا باندھا اور ان کو ایک ہزار شہسواروں کا امیر مقرر فرمایا پھر قبیلہ بنی

عامر سے ایک شخص ربیعہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو بلا کر جنگی جھنڈا ان کے ہاتھ میں دے دیا اور ایک ہزار شہسواروں کو ان کی کمانڈ میں دے دیا۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ یہ ربیعہ بن عامر رضی اللہ عنہ ہے جو شرافت، مفاخر، بلندی اور عظمت و بہادری میں نمایاں ہیں میں نے ان کو بھی آپ کے ماتحتی میں کر دیا ہے ان کو مقدمۃ الجیش میں رکھو، ان سے مشورہ لیا کرو اور ان کی مخالفت مت کیا کرو آپ نے عرض کیا بہت اچھا۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پیدل جا رہے تھے تو یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے اللہ کے رسول کے خلیفہ! ہم کو حیا آتی ہے اور اللہ کے غضب سے ڈرتے ہیں کہ آپ پیدل جا رہے ہیں اور ہم سوار ہیں یا تو آپ سوار ہو جائیں یا ہم اترتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں نہ تم اترو گے نہ میں سوار ہوں گا ہاں میں چاہتا ہوں کہ تمہارے ساتھ پیدل کچھ چلوں تا کہ میرے گناہ معاف ہو جائیں اور یہ چند قدم اللہ کے ہاں نیکی میں درج ہوں۔

جب ثنیۃ الوداع پر لشکرِ اسلام پہنچا تو یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے خلیفۂ رسول! ہم کو کچھ وصیت فرمائیں، تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس طرح وصیت کی۔

”جب تم جاؤ گے تو زیادہ تیز مت چلو کہ قوم کو تکلیف پہنچے، ان سے مشورہ لیا کرو، انصاف کرو ظلم سے دور رہو کہ ظالم کے ساتھ نصرت و مدد نہیں ہوتی، کسی صورت میں دشمن سے مت بھاگو، جب دشمن پر غلبہ ہو جائے تو بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو قتل مت کرو، کھیتوں، درختوں، جانوروں کو بغیر ضرورت کے خراب مت کرو، جب وعدہ یا صلح کرو تو وعدہ خلافی اور نقض صلح مت کرو، تمہارا گذر کچھ پادریوں اور راہبوں پر ہوگا یہ لوگ اپنے گرجا گھروں میں الگ تھلگ بیٹھے ہیں ان سے تعرض نہ کرو کچھ اور لوگوں پر گذر ہوگا جو صلیبوں کے پجاری اور شیطان کی جماعت سے ہیں۔ انہوں نے سر کے وسط کے بالوں کو منڈایا ہوا ہے گویا کہ پرندے کا گھونسلہ بنا ہوا ہے ان

کے خلاف کاروائی کرو، ان پر تلوار اٹھاؤ، یہاں تک کہ اسلام قبول کر لیں یا ذلیل ہو کر جزیہ ادا کریں۔'' پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مصافحہ کر کے سب کو الوداع کیا اور مدینہ واپس لوٹ گئے۔

حضرت یزید رضی اللہ عنہ جب کچھ دور چلے گئے تو تیز تیز چلنا شروع کیا تو ربیعہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے ان سے عرض کیا کہ یہ کیا انداز ہے؟ حالانکہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو اس طرح چلنے سے منع کیا تھا۔ حضرت یزید بن سفیان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے ربیعہ! ہمارے پیچھے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ دیگر لوگوں کو تیار کر کے بھیج رہے ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ سب سے پہلے دشمن کے خلاف کاروائی ہم کریں اور اس میں تین فوائد ہیں۔

(۱) اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا (۲) خلیفہ کی خوشنودی (۳) فتح کی صورت میں مال غنیمت، ربیعہ نے عرض کیا ٹھیک ہے۔ پھر یہ حضرات وادی قریٰ اور اقرع کے راستے سے نکلے تاکہ تبوک پہنچ جائیں اور وہاں سے جابیہ ہوتے ہوئے دمشق پہنچ جائیں۔

ہرقل کی تیاری

ادھر ہرقل کو بعض جاسوسوں کے ذریعہ سے پتہ چلا کہ مسلمان آرہے ہیں تو اس نے اپنے ارکانِ دولت وحکومت کو جمع کر کے یوں خطاب کیا:

''اے بنی اصفر! تم خوب سمجھ لو کہ تمہاری حکومت ختم ہونے والی ہے اور تم پسپا ہونے والے ہو کیونکہ پہلے تم اپنے دین پر صحیح قائم تھے تو بارہا فارس وغیرہ بادشاہوں نے تم پر چڑھائی کی مگر وہ ناکام ہو گئے، ترکوں نے شورش کی مگر پسپا ہو گئے اب تم نے ظلم شروع کر دیا ہے، جرائم پر اتر آئے ہو اس لئے تم پر ایک ایسی قوم بھیجی گئی ہے جس کو بھوک اور قحط نے مجبوراً تمہارے ملک پر ڈالا ہے ان کے نبی نے ان کو بھیجا ہے تاکہ تم سے تمہارا ملک چھین لیں۔''

اس پر حاضرین میں سے کچھ ڈینگیں مارنے والوں نے کہا کہ آپ ہمیں اجازت دے

دیں ہم جا کر ان کے کعبہ کو گرادیں گے اور ان کے مدینہ کو ویران کر دیں گے اور ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ علامہ واقدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر بادشاہ خوش ہو گیا اور آٹھ ہزار کا لشکر جرار تیار کیا جن میں سب نامور شہسوار تھے اور چار آدمیوں کو ان پر امیر مقرر کیا جن کے نام یہ ہیں:

① باطلیق جن کا ذکر بڑے جرنیلوں میں کیا جاتا تھا۔

② اس کا بھائی جرجیس ③ لوقا بن شمعان ④ حاکم غزہ

یہ چاروں آدمی ان کے ہاں بہادری میں ضرب المثل تھے۔ ان لوگوں نے زرہیں پہنی اور اسبابِ جنگ اور سامان تعیش زیب تن کیا اور ان کے لاٹ پادری نے ان کے لئے نماز نصرت پڑھی، دعائیں مانگیں، گرجاؤں کی خوشبوں سے ان کو دھونی دی اور عمودیہ کا پانی ان پر چھڑکایا اور یہ دعا مانگی کہ یاالٰہی! جو ہم میں سے حق پر ہے ان کی مدد فرما۔ پھر بادشاہ وغیرہ نے ان کو شان وشوکت سے رخصت کیا اور ان کے آگے آگے وہ عرب بھی تھے جو نصرانی بن گئے تھے۔ ادھر یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ تین دن پہلے تبوک پہنچ چکے تھے چوتھے دن صحابہ رضی اللہ عنہم آگے جانے کا ارادہ فرما ہی رہے تھے کہ اتنے میں رومی لشکر غبار اڑاتا ہوا اچانک آپہنچا۔

Shahadat = 120
Kafir Qatal = 2200
M = 1000

حضرت ربیعہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی کمانڈ

یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار لشکر کو کمین گاہ میں ربیعہ رضی اللہ عنہ کی کمانڈ میں رکھا اور ایک ہزار لشکر لے کر خود میدان میں مقابلہ کے لئے آگئے آپ نے صف بندی مکمل کر لی اور اس طرح وعظ فرمایا۔

اے میرے ساتھیو! اللہ نے تمہارے ساتھ مدد کا وعدہ فرمایا ہے اور مختلف مواقع میں تمہاری مدد کی ہے بارہا ایسا ہوا ہے کہ ایک قلیل جماعت بڑی جماعت پر اللہ کے حکم سے غالب آئی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت تلواروں کے سایہ کے نیچے

ہے تم پہلی جماعت ہو جو چٹے چمڑے والوں کے مقابلہ کے لئے شام میں داخل ہوئی ہے اور ابھی پیچھے سے مسلمانوں کی فوج آنے والی ہے خبر دار دشمن تم کو کمزور نہ سمجھے تم اللہ کی مدد مانگو اللہ تمہارا ناصر ہے۔

یزید وعظ کر ہی رہے تھے کہ اچانک روم کی فوج کے اوّل دستے اور پیچھے سے پوری فوج پہنچ گئی جب انہوں نے دیکھا کہ صحابہ تو بہت تھوڑے ہیں تو خیال کیا کہ بس یہ تو ہمارے لئے تر لقمہ ہیں۔ آپس میں نہایت کرخت آواز سے کہنے لگے کہ پکڑو ان لوگوں کو جو تمہارے ملک پر قبضہ کرنے آئے ہیں اور تمہاری عورتوں کی بے پردگی اور تمہارے بادشاہوں کو قتل کرنے آئے ہیں صلیب سے مدد مانگو وہ تمہاری مدد کرے گی۔ یہ کہہ کر اس نے ایک دم حملہ کر دیا۔ صحابہ کرام نے بھی نہایت چستی دکھائی اور پر عزم اور وقار کے ساتھ ان کا استقبال کیا کافی دیر تک لڑائی ہوتی رہی رومی صحابہ کرام پر حاوی ہوئے اور خیال کیا کہ بس اب یہ لوگ ہمارے قبضہ میں ہیں۔ اتنے میں ربیعہ بن عامر رضی اللہ عنہ کمین گاہ سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے شیر ببر کی طرح حملہ آور ہوئے۔ جب رومیوں نے دیکھا تو ان کی ہمتیں پست ہو گئیں اور بھاگنے لگے باطلیق ان کو ڈانٹ رہا تھا کہ مت بھاگو مت بھاگو۔ حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ نے جان لیا کہ کفر کا سر غنہ یہی ہے تو ایک دم ان پر ٹوٹ پڑے اور ٹھیک نیزہ سے ان کو مارا وہ گر کر ہلاک ہو گیا۔ ان کی ہلاکت کے بعد تو سب کے سب بھاگ گئے اور مسلمانوں کو اللہ نے فتح عطا کی۔ کفار باطلیق جرنیل کے ساتھ دو ہزار دو سو مارے گئے اور مسلمانوں کے ایک سو بیس پروانوں نے جان کی بازی لگا دی اور شہادت عظمیٰ سے سرفرازِ ہوئے۔

جرجیس کا رومیوں کے ساتھ مشورہ کرنا

رومیوں کی پسپائی کے بعد جرجیس نے ان سے کہا کہ ہم کیسے واپس جائیں گے اور بادشاہ کو کیا منہ دکھائیں گے کہ ایک چھوٹے سے دستے نے ہم کو مار دیا ہے اور ہمارے

آدمیوں سے زمین کو بھر دیا ہے اور خون کی ندیاں بہا دیں، میں تو بدلہ لے کر واپس جاؤں گا یا میں بھی مر جاؤں گا۔ چنانچہ رومیوں کی ٹوٹی ہوئی حالت پھر جڑ گئی اور ایک دوسرے کو ملامت کرتے ہوئے پھر اکٹھے ہو گئے، خیمے نصب کیئے اور اپنی زینت کا مظاہرہ کیا اور مشورہ یہ طے کیا کہ ایک نصرانی عربی کو صحابہ کے پاس بھیج دو اور ان سے معلوم کرو کہ یہ لوگ ہم سے کیا چاہتے ہیں۔ اس شخص کا نام قداح بن واثلہ تھا قداح تیز رفتاری کے ساتھ مسلمانوں کی طرف عمدہ گھوڑے پر آ رہا تھا کہ کچھ مسلمانوں نے ان کو روکا اور پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو، وہ کہنے لگا کہ مجھے اپنے جرنیلوں اور ملک کے با اثر لوگوں نے بھیجا ہے تا کہ تم کوئی آدمی ہمیں دے دو کہ ہم آپس میں مذاکرات کریں حضرت ربیعہ نے فرمایا میں جاؤں گا۔ حضرت یزید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ نے ابھی ابھی ان میں سے ایک بڑے آدمی کو قتل کیا ہے لہٰذا یہ مناسب نہیں کہ آپ خود وہاں جائیں آپ نے عرض کیا کہ جو کچھ اللہ نے لکھا ہے وہی ہو کر رہے گا اللہ ہمارا مددگار ہے ہاں اتنی بات ہے کہ آپ حضرات ہوشیار رہیں کہ اگر دشمن نے میرے ساتھ دھوکہ کیا اور میں نے ان پر حملہ کر دیا تو پھر آپ لوگ فوراً حملہ کریں۔ یہ کہہ کر حضرت ربیعہ عمدہ گھوڑے پر سوار ہو کر دشمن کی طرف چلے گئے۔

ربیعہ بن عامر رضی اللہ عنہ اور جرجیس کے مذاکرات

جس وقت ربیعہ رضی اللہ عنہ دشمن کے خیموں کے قریب پہنچ گئے تو قداح نے کہا کہ بادشاہ کی فوج کا خیال رکھو اور گھوڑے سے اتر جاؤ۔ ربیعہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں عزت سے ذلّت کی طرف جانے والا نہیں ہوں اور نہ میں گھوڑا کسی اور کے ہاتھ میں دے سکتا ہوں میں خیمہ کے پاس اتروں گا اگر یہ تم کو پسند نہیں تو میں واپس چلا جاتا ہوں کیونکہ میں تمہارے پاس از خود نہیں آیا ہوں بلکہ تم نے مجھے بلایا ہے۔ قداح نے اس گفتگو سے رومیوں کو آگاہ کیا تو ان لوگوں نے کہا کہ یہ عربی سچ کہتا ہے ان کو چھوڑ و جہاں خود اترنا

چاہتا ہے وہاں پر اترے گا۔ حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ خیمہ کے دامن میں گھوڑے سے اتر کر گھوڑے کی لگام پکڑ کر گھٹنوں کے بل پوزیشن سنبھال کر بیٹھ گئے تو جرجیس نے کہا کہ اے برادر عربی! تم لوگ ہمارے نزدیک سب سے زیادہ کمزور تھے اور ہم نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ تم لوگ ہمارے ساتھ لڑ سکو گے اب بتاؤ تم لوگ کیوں آئے ہو ہم سے کیا چاہتے ہو؟ ربیعہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم تم سے یہ چاہتے ہیں کہ تم ہمارے دین میں داخل ہو جاؤ اور ہماری طرح کلمہ توحید پڑھو، اگر یہ منظور نہیں تو پھر ذلیل ہو کر جزیہ ادا کرو اور اگر اس سے بھی انکار کیا تو پھر بہترین جج تلوار ہے جو فیصلہ سنا اور دکھا دے گی۔ جرجیس نے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ فارس کو تم لوگوں نے چھوڑ رکھا ہے اور ہمارے پیچھے آ گئے ہو حالانکہ ہماری تو تم سے دوستی بھی تھی کیا وجہ ہے کہ تم نے ہم پر پہل کی۔ ربیعہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ تم سے جہاد کی ابتدا اس لئے کی کہ تم سب سے زیادہ ہمارے قریب تھے اور قرآن کا حکم ہے کہ:

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً

”کہ جو کفار قریب ہیں انہی سے شروع کرو“۔

پھر جرجیس نے ایک پادری کو بلوایا اور مناظرہ پر مامور کیا۔ جب پادری مناظرہ میں ہار گیا تو پادری نے کہا کہ یہ دین برحق ہے اور یہ لوگ صحیح کہتے ہیں۔ اتنے میں کسی درباری نے جرجیس سے کہا کہ یہ وہی شخص ہے کہ جس نے کل تیرے بھائی کو قتل کیا تھا اس کے کہنے پر جرجیس آگ بگولہ ہو گیا اور حملہ کے لئے تیار ہو ہی رہا تھا کہ حضرت ربیعہ سمجھ گئے اور بجلی کی طرح کودے اور تلوار اٹھا کر جرجیس کو ایسا مارا کہ وہ زمین بوس ہو گیا۔ رومیوں نے آپ پر حملہ کیا مگر آپ رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہو کر مقابلہ کرتے رہے اور للکارتے رہے۔ یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ لڑائی شروع ہو گئی ہے تو آپ نے مسلمانوں کو میدان کی طرف پکارا کہ صحابی رسول کے ساتھ دشمنوں نے

Kafir Qatal : 8,000
All Army

غداری کی، فوراً نکلو۔ مسلمانوں نے یکبارگی حملہ کیا سخت جنگ جاری تھی کہ اتنے میں شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کا لشکر نمودار ہوا۔ صحابہ نے یہ دیکھ کر حملہ اور تیز کیا اور رومیوں میں گھس گئے اور سب کو قتل کیا۔ علامہ واقدیؒ لکھتے ہیں کہ اس لڑائی میں کفار کے آٹھ ہزار لشکر میں سے ایک آدمی بھی نہیں بچا اور مسلمانوں نے ان کے اموال پر قبضہ کیا۔ یہ اسلام میں پہلی غنیمت تھی جو رومیوں سے مسلمانوں کو حاصل ہوئی تھی اس لئے تمام جرنیلوں نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا کہ یہ ساری غنیمت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجنا چاہیے تاکہ اس کو دیکھ کر مسلمان جوش میں آجائیں اور بڑھ چڑھ کر کفار کی طرف آجائیں اور اس مال سے مسلمانوں کو تقویت پہنچے۔ چنانچہ جب یہ مال مدینہ منورہ پہنچا تو خوشی کی وجہ سے مدینہ میں تکبیر کے نعرے بلند ہوئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب پتہ چلا کہ رومیوں سے مال غنیمت حاصل ہو گیا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے سجدۂ شکر ادا کیا اور فرمایا کہ یہ نیک فال ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خط اہل مکہ کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ خط عبداللہ عتیق ابن ابی قحافہ کی طرف سے اہل مکہ اور مکہ کے اطراف و مضافات والوں کے نام ہے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ، حمد و صلوٰۃ کے بعد!!

''میں نے مسلمانوں کی طرف سے ان کے دشمنوں کے خلاف جہاد کرنے اور ملک شام فتح کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے اس لئے آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے فرمان کو پورا کرنے کی طرف مکمل توجہ دیجیے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ تم (جہاد میں) جایا کرو خواہ تھوڑے سامان سے (ہو) خواہ زیادہ سامان سے (ہو) اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جانوں کے ساتھ جہاد کرو یہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم واقف ہو۔''

یہ خط جب پہنچا تو مکہ مکرمہ سے حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ اور سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ اور حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ پُر جوش انداز سے تیار ہوئے اور اپنے اپنے حلقہ کے لوگوں کو ساتھ لے کر اور ان کے ساتھ اطراف کے لوگ شامل ہو کر پانچ سو اشخاص مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ادھر طائف کے قبیلۂ ہوازن اور ثقیف سے نو سو افراد مدینہ طیبہ روانہ ہوئے جن میں سے ہر آدمی یہ کہتا تھا کہ میں رومیوں کے نو سو آدمیوں کے لئے کافی ہوں۔ الغرض تمام اطراف سے شیران دلیران شمشیر بران لیکر مدینہ طیبہ میں اکٹھے ہو گئے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خطبہ

ایک روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بمعہ چند انصار و مہاجرین آئے اور وہاں جو لوگ جمع تھے ان کو تقریر فرمائی حمد و صلوٰۃ کے بعد فرمایا اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر جہاں اور فرائض مقرر فرمائے ہیں وہاں جہاد بھی ایک فریضہ ہے جس کا ثواب بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑا ہے تمہیں چاہیئے کہ اپنی نیتوں کو پاک وصاف رکھو اور اپنے رب العزت کے فریضہ کی ادائیگی اور اپنے ہادیٔ برحق کی سنّت کے اتباع میں جلدی کرو۔ تم جس نیک کام کی طرف جا رہے ہو اس میں دو ہی باتیں ہیں فتح یا شہادت اگر تمہیں شہادت حاصل ہو گئی تو جو حضرات تم سے پہلے انتقال فرما چکے ہیں تم ان سے جا ملو گے اور جو شخص تم میں سے مر جائے گا تو اس کا اجر و ثواب اللہ جل جلالہ پر ہے۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے امین ہذہ الامۃ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو تمام افواج اسلام پر امیر عام اور کمانڈر انچیف مقرر کیا اور آپ کے ہراول دستہ کا سپہ سالار عمرو بن العاص کو مقرر فرمایا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنے نو ہزار لشکر جرار کو چلنے کا حکم دیا، فوج آپ کے زیر کمان تھی، مکہ مکرمہ کے باشندوں کا دستہ آگے آگے تھا اور اس کے پیچھے بنو کلاب، ہوازن اور ثقیف کے پلٹن رسالے رواں دواں تھے۔ انصار و مہاجرین کے دستے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلنے کے لئے پیچھے رک گئے تھے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں

(۱) اے عمرو! خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔

(۲) آخرت کے لئے کام کرو اپنے مولا کو ہر کام میں خوش رکھو۔

(۳) اپنے ساتھیوں پر باپ جیسی شفقت کرو۔

(۴) چلنے میں بھاگ دوڑ اور جلدی مت کرو۔

(۵) دُور کا سفر ہے تم اپنے ساتھیوں کی خبر گیری کرو کیونکہ ان میں کمزور اور ضعیف بھی ہیں اللہ اپنے دین کا ناصر ہے وہ اس دین کو تمام ادیان پر غالب فرمائے گا اگرچہ کفار کو ناگوار ہو۔

(۶) جس وقت تم اپنے لشکر کو لے کر چلو تو جس راستے سے یزید بن ابی سفیان اور شرحبیل بن حسنہ اور ربیعہ گئے ہیں اس راستے سے مت چلو بلکہ ایلیہ کے راستے سے جاؤ تم سیدھے فلسطین پہنچ جاؤ گے۔

(۷) وہاں پہنچ کر اپنے جاسوس مقرر کرو اور ابو عبیدہ وغیرہ کی ضرورت و مدد کو بھی پیش نظر رکھو۔

(۸) جو کچھ میں کہتا ہوں اس میں ذرا بھی سستی مت کرنا۔

(۹) دشمن کی زیادہ فوج دیکھ کر تردد میں نہ پڑنا کہ ابو بکر نے ہم کو موت کے منہ میں دے دیا بلکہ بڑی فوج سے ٹکرا جانا کیونکہ تم کو معلوم ہے کہ بہت جگہ ہم بہت تھوڑے ہونے کے باوجود بڑی بڑی فوجوں کو شکست دے چکے ہیں، جنگِ خیبر اور وہاں کی فتوحات تمہارے سامنے ہیں۔

(۱۰) اپنی امارت پر فخر و غرور مت کرو، ماتحتوں کی بے قدری مت کرو بلکہ اپنے آپ کو بجائے امیر کے ایک فرد کی طرح سمجھو۔

(۱۱) کوئی معاملہ درپیش ہو تو سب کے ساتھ مشورہ کرو۔

(۱۲) نماز بڑی چیز ہے اس کا اہتمام کرنا جب نماز کا وقت ہو جائے تو فوراً اذان کہلوانا کوئی نماز بغیر اذان کے نہ پڑھنا، جو لوگ جماعت کے ساتھ شریک ہو سکتے ہیں تو بہت افضل ہے ورنہ وہ اپنے خیموں میں نماز ادا کریں۔

(۱۳) قاصدوں اور ایلچیوں کی بات خود سننا دوسرے پر نہ ٹالنا۔

(۱۴) دشمن سے ہر وقت چوکنا رہنا۔

(۱۵) جب اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو سزا دو تو زیادہ سختی مت کرنا اور ان کو بالکل آزاد بھی نہ چھوڑنا کہ وہ تم پر بھی دلیر ہو جائے۔

(۱۶) اپنے ساتھیوں کو قرآن مجید کی تلاوت کی تاکید کرنا۔

(۱۷) کسی شخص کے راز کی پردہ دری نہ کرنا بلکہ ظاہر پر اکتفا کرنا۔

(۱۸) کسی کام میں غلو اور زیادتی مت کرنا۔

(۱۹) جب ماتحتوں کو نصیحت کرنا ہو تو مختصر الفاظ میں کرنا ایک دستہ کو طلیعہ یعنی ہراول پر مقرر کرنا اور جن پر تمہارا اعتماد ہو ان کو اپنے پیچھے حفاظت کے لئے رکھنا۔

(۲۰) جب دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو صبر کرنا، استقلال رکھنا، پیچھے نہ ہٹنا تاکہ بزدلی کا اثر فوج پر نہ پڑے۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ یہ لشکر لے کر فلسطین کی طرف روانہ ہوئے۔ دوسرے دن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو جنگی جھنڈا عطا کیا اور ان کو تمام افواج پر امیر مقرر کر کے جابیہ کی طرف روانہ کیا اور ان کو بھی وہی نصائح یاد دلائیں اور کہا کہ تم نے وہ نصائح سنیں ہیں جو عمرو کو میں نے کی تھیں لہٰذا ان پر عمل کرو۔

اب نقشہ اس طرح بنا کہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے تو جابیہ کی طرف سے شام پر چڑھائی کی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ایلیہ کے راستے سے فلسطین اور شام پر چڑھائی کی یزید بن ابی

سفیان رضی اللہ عنہ اور شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ نے تبوک کے راستے سے شام پر چڑھائی کی۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی عراق کی طرف روانگی

جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تمام افواج کو رخصت کیا اور واپس مدینہ آئے تو خالد بن ولید مخزومی کو بلوایا اور قبیلہ لخم اور جذام کے لشکر جرار پر ان کو امیر و کمانڈر انچیف مقرر کیا اور پھر خالد رضی اللہ عنہ کو اس طرح تقریر فرمائی کہ اے ابو سلیمان! میں نے تمہیں اس تمام لشکر پر حاکم مقرر کیا ہے تم اس کو لے کر ملک عراق اور فارس کی طرف چلے جاؤ۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ وہ ان ممالک کو تمہارے ہاتھ سے فتح کرائیں گے اور انشاء اللہ تمہاری مدد کریں گے۔

"نو سو جانثاروں کا یہ لشکر عراق کی طرف روانہ ہوا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سیاہ رنگ کا ایک جنگی جھنڈا دیا تھا یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا جھنڈا تھا۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی یہ فوج اکثر جنگوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہی تھی۔

مدینہ منورہ سے لشکر اسلام کی روانگی، معرکہ فلسطین

Qadi = 600 (Qatal after) M = 1000
Shahadat = 7 Kafir = 10,000

جنگ کا پہلا مرحلہ

حضرت ابو بکر صدیق کے فرامین اور پھر تبوک میں کفار کی شکست کی خبریں بعض عیسائی تاجروں نے جا کر ہرقل کے سامنے بیان کیں ایلیہ و فلسطین کی طرف رُخ کا تذکرہ بھی ہرقل کے سامنے ہوا اس پر ہرقل نے پادریوں، ارکان دولت اور ماہرین جنگ کو جمع کر کے اس خبر سے مطلع کیا اور مزید کہا کہ اے چٹے چمڑے والو! یہ وہی معاملہ اور قصہ ہے جس کی خبر میں عرصہ دراز سے تم کو دیا کرتا تھا کہ اس نبی کے اصحاب یقیناً میرا تخت اور تاج چھین لیں گے اب وہ وقت بہت قریب آ گیا ہے کہ وہ لوگ اس ملک کے مالک

ہو جائیں گے، تبوک میں جو تمہاری فوج تھی وہ کاٹ ڈالی گئی ہے اب خلیفۂ محمد نے فوجوں کو تمہاری طرف روانہ کر دیا ہے اب ضرورت اس بات کی ہے کہ تم خود دار بنو، اپنے دین کے لئے لڑو اور اپنے مال وعیال اور جان کی حفاظت کی خاطر خوب دل کھول کر جنگ کرو۔

تبوک کے واقعات پر جب رومی رونے لگے تو ہرقل نے کہا کہ عورتوں کی طرح روؤمت بلکہ تمہیں چاہئے کہ اجنادین کے مقام پر اپنی جمعیت قائم کرو اور خوب مضبوط ہو جاؤ۔

اس کے بعد ہرقل نے سونے کی ایک صلیب بنوا کر سردار لشکر روبیس کو دے دی اور کہا کہ میں تجھے فوج کا سپہ سالار مقرر کرتا ہوں تو جلدی جا کر افواج اسلام کو فلسطین پر قبضہ کرنے سے روک دو کیونکہ یہ ہماری عزت ہے اور ہماری سلطنت اسی کی بدولت ہے۔ روبیس اسی روز لشکر کو مرتب کر کے اجنادین کی طرف روانہ ہوا۔

ادھر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ایلیہ سے ہوتے ہوئے فلسطین پہنچ گئے لاغر و کمزور جانوروں کو سرسبز وشاداب چراگاہوں میں چرایا اور خود آرام کیا۔ وہ جنگ کا مشورہ کر ہی رہے تھے کہ ایک مسلمان عامر بن عدی شام کی طرف سے آگئے چہرہ متغیر تھا اور پریشان سے تھے۔ ان کی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ پیچھے کیا ہو رہا ہے کیا خبر ہے؟ فرمانے لگے کہ میرے پیچھے کفار کا لشکر رینگتا ہوا مسلح ہو کر آ رہا ہے اور میرا اندازہ ہے کہ ایک لاکھ سے کم نہیں ہوں گے۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم نے مسلمانوں کو ڈرایا ان کے دلوں کو کفر کے رعب سے بھر دیا، ہم کثرت کی بنیاد پر نہیں لڑتے ہیں بلکہ اللہ کی مدد پر مقابلہ کرتے ہیں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں سے مشورہ لیا۔ بعض نے کہا کہ جنگل میں پڑاؤ کرنا چاہئے اس طرح وہ لوگ ہم پر حملہ نہیں کر سکیں گے اور اپنے قلعوں میں رہیں گے پھر ہم ان پر اچانک حملہ کر دیں گے۔

حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ بزدلوں والی رائے ہے ہم نے حضور علیہ السلام کے ساتھ مل کر بڑے بڑے لشکروں کو شکست دی ہے اللہ تعالیٰ نے ہم سے نصرت کا وعدہ کیا ہے اور ہم کو یہ حکم دیا ہے کہ قَاتِلُوا الَّذِیْنَ یَلُوْنَکُم مِّنَ الْکُفَّارِ وَلْیَجِدُوْا فِیْکُمْ غِلْظَةً کہ قرب وجوار کے کافروں سے لڑو اور دشمن تم میں سختی پائے، اور یہ تو تم جانتے ہو کہ ہم دشمن کے بیچ میں ہیں اور وہ ہم سے لڑنے کے درپے ہے۔ حضرت عبداللہ بن عُمر رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھالی کہ میں تو ان لوگوں کی لڑائی سے واپس نہیں جاؤں گا اور نہ کافروں سے اپنی تلوار پیچھے رکھوں گا پس جو چاہے تو لڑنے کے لئے اٹھے اور جو واپس جانا چاہتا ہے تو بے شک واپس ہو جائے لیکن یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی نہیں بھاگ سکتا ہے وہ کمین گاہ میں ہے۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اس رائے سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اے فاروق اعظم کے بیٹے اللہ تجھے خوش رکھے تو نے میرے دل کی بات کہہ دی اب میں چاہتا ہوں کہ تجھے اپنے لشکر سے آگے آگے ہراوّل کے طور پر بھیج دوں۔ یہ کہہ کر آپ نے ان کو ایک ہزار جوان دے کر چلنے کا حکم دے دیا اور جنگی جھنڈا ان کے ہاتھ میں دے دیا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ رات بھر چلتے رہے۔ صبح کے وقت اچانک ان کو غبار اڑتا ہوا نظر آیا۔ آپ نے ساتھیوں سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دشمن کا لشکر اور مقدمة الجیش ہے۔ پھر آپ نے کچھ توقف کیا اور ساتھیوں سے کہا کہ اسی جگہ ٹھہرو اور جب تک تحقیق نہیں ہو جاتی تم ایک دوسرے سے الگ نہ ہونا۔ یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ وہ غبار چھٹ گیا اور دیکھا تو ایک کمانڈر کے تحت دس ہزار کا لشکر جرار سروں پر آپہنچا ہے اور یہ روبیس کا مقدمة الجیش ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر سے فرمایا کہ تم انہیں مہلت مت دو بلکہ ایک دم ان پر ٹوٹ پڑو اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا یاد رکھو جنت تلواروں کے سایہ میں ہے۔ یہ سنتے ہی محمدی کچھار کے بہادر شیروں نے اس زور سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اور نعرۂ تکبیر بلند کیا کہ احجار و اشجار اور قُلَل و جبال گونج اٹھے۔ پھر فوراً حملہ کیا سب سے پہلے حملہ کرنے والے عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ تھے پھر سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ پھر ضحاک بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے للکار کر حملہ کیا پھر مہاجرین اور انصار نے حملہ کیا میدان کارزار گرم ہوا تلواروں نے اپنا کام شروع کیا نیزے سیراب ہونے لگے ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ کفار کے لشکر میں ایک آدمی جو بہت بڑے ڈیل ڈول کا ہے اور دائیں بائیں گھوڑا دوڑاتا ہوا پھر رہا ہے۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ سپہ سالارِ کفار اشرار یہی شخص معلوم ہوتا ہے حالانکہ لڑائی کی وجہ سے وہ گھبرایا ہوا تھا بزدلی اس پر چھا رہی تھی اور وہ اپنے بھاری بھرکم جسم کی وجہ سے سست اور غضبناک اونٹ کی طرح پھر رہا تھا کہ میں نے اس پر حملہ کر دیا میں نے اس کی طرف جب نیزہ بڑھایا تو اس کا گھوڑا پیچھے ہٹ گیا میں نے فوراً نیزہ روک لیا۔ اس نے خیال کیا کہ یہ بھاگنا چاہتا ہے یہ سوچ کر اس نے مجھ پر حملہ کیا میں نے نیزے کو رکھا اور تلوار سے اس کے نیزے کو مارا جس سے اس کا پھل کٹ کر گر گیا اور اس کے ہاتھ میں صرف لاٹھی ہی رہ گئی میں نے اس پر تلوار کا دوسرا وار کیا خدا کی قسم مجھے خیال ہوا کہ میں نے تلوار پتھر پر ماردی ہے اس کی جھنکار کی آواز آئی تو میں نے سوچا کہ تلوار ٹوٹ گئی مگر تلوار بدستور باقی تھی اور خدا کا دشمن شدتِ ضرب سے مذبوح ہو چکا تھا میں نے اس پر پھر تلوار سے وار کیا جس سے اس کی رگِ جان کٹ گئی اور دشمن خدا زمین پر گر پڑا میں نے اس کی زرہ اتار لی، جب کفار نے دیکھا کہ سپہ سالار مارا گیا تو وہ گھبرا گئے اور مسلمانوں نے چستی سے ان کو خوب قتل کیا۔ ضحاک کو شاباش جو محض اللہ کو راضی کرنے کے لئے لڑ رہے تھے دورانِ جنگ وہ ایک سخت مصیبت میں گرفتار ہوئے مگر اللہ تعالیٰ نے تھوڑی دیر میں مسلمانوں کو فتح عطا کی، بہت سارے کفار قتل ہوئے اور اکثر گرفتار کر لئے گئے۔

مسلمانوں نے مالِ غنیمت اکٹھا کیا چھ سو قیدی بھی ہاتھ آ گئے تھے اور مسلمانوں کے

سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ نے شہادت عظمیٰ سے نوازا پھر مسلمان عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی طرف لوٹ گئے۔ جنگ کی سرگذشت سنائی۔ آپ رضی اللہ عنہ بڑے خوش ہوئے اور قیدیوں سے لشکر کفار کے متعلق پوچھا انہوں نے کہا کہ اے گروہ عرب! ہرقل نے روبیس کو تمہارے مقابلہ کے لئے ایک لاکھ فوج دے کر روانہ کیا ہے اور ہدایت کی ہے کہ کسی شخص کو ایلیہ میں داخل نہ ہونے دو لہٰذا روبیس تم کو ہلاک کر دے گا کیونکہ وہ عرب کے ساتھ لڑائی کو خاص طور پر جانتا ہے۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کو بھی ایسا ہی قتل کر دے گا جس طرح کہ اس کے ساتھی کو قتل کیا۔ مسلمانوں نے ان لوگوں پر اسلام پیش کیا مگر سب نے انکار کیا حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہرقل کی طرف سے دشمن غصہ میں آ رہا ہے اور لڑنے کو تیار ہے ہم ان قیدیوں کو نہیں سنبھال سکتے آپ نے حکم دیا کہ سب کو قتل کر دو چنانچہ سب قتل کر دیئے گئے۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے مسلمانو! تیار ہو جاؤ دشمن تمہاری طرف آ رہا ہے۔ چنانچہ صبح کو آپ نے مسلمانوں کو کوچ کرنے کا حکم دے دیا۔ یہ تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ دشمن کا لشکر سامنے سے نمودار ہوا۔ نو صلیبیں تھیں اور ہر صلیب کے ماتحت دس ہزار شہسوار تھے۔ جب دونوں لشکر ایک دوسرے کے بالکل قریب ہو گئے تو دیکھا گیا کہ روبیس مست ہاتھی کی طرح اپنی فوج کو ترتیب دے کر لشکر کو جنگ پر آمادہ کر رہا ہے۔

فلسطین میں عظیم معرکہ

M = 70
Kafir 2

جنگ کا دوسرا مرحلہ

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنی فوج کو مرتب کیا کہ میمنہ پر ضحاک اور میسرہ پر سعید بن خالد کو مقرر کیا ساقہ پر ابو درداء کو کھڑا کیا اور قلب میں انصار و مہاجرین کے ساتھ خود

رہے۔ آپ نے تمام مسلمانوں کو تلاوت قرآن کا حکم دیا اور ترتیب صفوف اس طرح بنائی کہ رکاب رکاب کے ساتھ اور باگ باگ کے ساتھ لگی ہوئی تھی گویا کہ پوری فوج ایک مضبوط قلعہ ہے۔ روبیس نے جب دور سے دیکھا کہ عجیب ترتیب سے صف بندی ہے اور سب لوگ قرآن پڑھ رہے ہیں اور گھوڑوں کی پیشانی سے نور چمکتا ہے تو اس کو یقین آگیا کہ مسلمان غالب آجائیں گے کیونکہ میری طرح میری ساری فوج پر ایک قدرتی رعب طاری ہو گیا ہے۔

ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لشکر اسلام میں سے سب سے اول جو شخص لڑائی کے لئے نکلا وہ سعید بن خالد بن سعید رضی اللہ عنہ یعنی عمرو بن عاص کے بھتیجے تھے۔ انہوں نے نکل کر ھَلْ مِنْ مُبَارِزٍ کا نعرہ لگایا کہ اے شرک اور شک والو! تم مقابلہ کے لئے نکل آؤ اور خود شیر کی طرح حملہ کیا۔ دشمن کے میسرہ اور میمنہ پر بہت سے لوگوں کو قتل کر ڈالا اور بڑے بڑے بہادروں کو پچھاڑ دیا۔ پھر دوبارہ حملہ کیا صفوں کو چیر ڈالا اور پورے لشکر میں ہلچل مچادی بالآخر دشمنوں نے اکٹھا ہو کر آپ رضی اللہ عنہ پر حملہ کر دیا اور آپ کو شہید کیا جس پر مسلمانوں کو بہت رنج ہوا۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ واللہ اے سعید! تو نے راہ خدا میں خوب جان کی بازی لگادی، اور مسلمانوں سے فرمایا کہ تم میں سے کون بہادر ہے جو میرے ساتھ ہو جائے اور میں حملہ کر دوں تا کہ دیکھ سکوں کہ سعید کا کیا حال ہے۔

اس پر ضحاک اور ذوالکلاع، عکرمہ، معاذ بن جبل، عبداللہ بن عمر اور ابو درداء وغیرہ نے فوراً جواب دیا کہ ہم حاضر ہیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ستر جوان تھے ہم نے اس زور سے حملہ کیا کہ ہم دشمن کے بالکل قریب پہنچ گئے مگر چونکہ وہ لوگ ایک لوہے کے پہاڑ معلوم ہوتے تھے اس لئے انہوں نے ہمارے حملہ کی کچھ پرواہ نہ کی جب ہم نے ان کے استقلال کو دیکھا تو ایک دوسرے کو آواز دی کہ ان کی سواریوں کو کاٹ ڈالو کیونکہ یہی ان کی ہلاکت کا سبب ہے کوئی اور تدبیر اس وقت نہیں ہے۔ چنانچہ ہم نے ان کے گھوڑوں کے پیٹوں میں نیزے مارنے شروع کر دیئے جس کی وجہ سے ان کے

70 Hamla

گھوڑے گر گئے اور انہوں نے ہم پر حملہ کر دیا ہم نے بھی حملہ کا جواب دیا بلکہ پوری فوج میدان کارزار میں اتر گئی، ہماری فوج ان کے لشکر میں ایسی معلوم ہو رہی تھی جیسے سیاہ اونٹ کی پیشانی پر سفید نشان۔ ہمارا شعار تھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ یارب انصرا مۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم. ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس لڑائی میں ہم اتنے منہمک تھے کہ ہم کو رجز یہ اشعار پڑھنے کا موقع نہیں ملتا تھا اس قدر گھمسان کی لڑائی تھی کہ ہم حملہ کر رہے تھے اور ہم کو معلوم نہیں ہوتا تھا کہ ہماری ضرب کا نشانہ کون شخص ہے مسلمان برابر آگے بڑھتے رہے حالانکہ ان کی فوج بہت کم تھی لیکن اللہ کے بھروسہ اور اس کی قدرت پر بے جگری سے لڑتے رہے تلوار مارتے وقت زبان پر یہ دعا جاری تھی: اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی مدد فرما۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ زوال تک سخت لڑائی جاری تھی ایک طرف ہوا چل رہی تھی اور دوسری طرف فوجیں لڑ رہی تھیں مجھے حضور علیہ السلام نے ایک دعا سکھلائی تھی میں اسے پڑھ رہا تھا کہ اچانک آسمان کی طرف نظر گئی کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان کے دروازے کھل گئے ہیں اور ان دروازوں سے سفید پوش شہسوار نکل آئے ہیں جن کے ہاتھوں میں سبز جھنڈے اور ان کے نیزے چمک رہے تھے اور ایک پکارنے والا یوں کہہ رہا تھا کہ مبارک ہو اے امت محمد! بے شک اللہ کی طرف سے مدد آگئی ہے ابھی کچھ وقت ہی گذرا تھا کہ رومیوں کو شکست ہوگئی وہ بھاگ رہے ہیں اور مسلمان ان کو مار رہے ہیں فلسطین کے اس معرکہ میں دس ہزار یا کچھ زیادہ کفار واصل جہنم ہوئے مسلمانوں نے حد سے زیادہ آگے تک ان کا پیچھا کیا، رات کا وقت ہو گیا تھا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ خوش ہو رہے تھے مگر مسلمانوں کے آگے جانے کو مناسب نہیں سمجھ رہے تھے۔ اتنے میں مسلمان واپس آگئے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ان کا استقبال کیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان چہروں سے راضی ہو جائے جو اللہ کی رضا جوئی میں تھک گئے ہیں پھر

Qatal 10,000
Shahadat = 130

آپ نے فرمایا کہ کیا دشمن کا چھوڑا ہوا مال و متاع کافی نہیں تھا کہ آپ لوگوں نے دور تک ان کا پیچھا کیا؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے مال غنیمت کی وجہ سے نہیں بلکہ محض جہاد کی غرض سے ان کا تعاقب کیا تھا پھر مسلمانوں نے اپنے افراد کا تفقد کیا تو معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے ایک سوتیس (۱۳۰) آدمی جام شہادت نوش فرما چکے تھے ان میں سعید بن خالد رضی اللہ عنہ بھی تھے جب دیکھا گیا تو گھوڑوں نے ان کو روند ڈالا تھا ہڈیاں چُور چُور تھیں اور چہرہ مبارک ٹوٹ چکا تھا حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روئے اور فرمایا کہ اللہ تجھ پر رحم فرمائے تو نے اللہ کی خیر خواہی کی اور خوب خیر خواہی کی، تدفین شہداء کے بعد مسلمانوں نے مال غنیمت جمع کر کے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو ایک خط روانہ کیا۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے نام حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کا مکتوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من جانب عمرو بن العاص الی امین الأمة ابو عبیدة بن الجراح

امابعد.

حمد وصلوٰۃ کے بعد عرض ہے کہ میں فلسطین پہنچ گیا اور رومیوں کے لشکروں سے مقابلہ ہوا! ان کے بڑے کمانڈر روبیس کے ساتھ ایک لاکھ لشکر تھا مگر اللہ تعالیٰ نے ہم کو فتح عطا کی رومیوں کے گیارہ ہزار آدمی مارے گئے اور مسلمانوں کے ایک سوتیس آدمی شہید ہوئے اس وقت میں فلسطین میں مقیم ہوں اگر آپ کو کوئی ضرورت ہو تو مجھے اطلاع فرمائیں۔ والسلام علیکم و علی جمیع المسلمین.

پھر آپ نے ابو عامر دوسی کو بلا کر یہ خط ان کے ہمراہ روانہ کیا جب خط ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس قاصد لایا تو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے خیال کیا کہ یہ ابو بکر کا قاصد ہے پھر پوچھا کہ کیا خبر لائے ہو! ابو عامر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کا شکر ہے خیریت ہے اللہ نے فتح عطا کی ہے اور یہ خط عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا ہے۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے جب خط پڑھا تو سجدہ شکر میں گر پڑے

پھر قاصد نے فرمایا کہ اچھے اچھے لوگ شہید ہو گئے جن میں سعید بن خالد رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں یہ سن کر خالد بن سعید رضی اللہ عنہ نے بے ساختہ افسوس کے ساتھ چیخ ماری اور اپنے بیٹے پر خود بھی روئے اور مسلمانوں کو بھی رلایا پھر گھوڑا فوراً تیار کیا اور سوار ہو کر فلسطین کی طرف جانے کا ارادہ کیا۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے خالد! تم کہاں چلے جا رہے ہو حالانکہ تم اسلام کے ایک رکن اور ستون ہو خالد رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میرا ارادہ ہے کہ سعید رضی اللہ عنہ کی قبر دیکھوں اور پھر ان سے جا کر ملوں، اس پر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے۔

حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کا جواب عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چونکہ تم محکوم و مامور ہو اگر تمہیں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہمارے ساتھ رہنے کا حکم دیا تھا تو یہاں آ جاؤ اور اگر وہیں رہنے کا حکم دیا تھا تو وہیں پر رہو۔

والسلام علیکم و علیٰ جمیع المسلمین.

ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے اس خط کو خالد رضی اللہ عنہ لے کر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے روتے روتے خط ان کو دیا انہوں نے خالد رضی اللہ عنہ سے بیٹے کی تعزیت کی اس کے بعد خالد بن سعید رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے اپنے بیٹے کے بارے میں پوچھا کہ یہ بتاؤ کہ سعید رضی اللہ عنہ نے اپنے نیزے اور تلوار کفار کے خون سے سرخ کئے تھے یا نہیں؟ لوگوں نے جواب دیا کہ ہاں سعید رضی اللہ عنہ بڑی بہادری سے لڑے اور خوب جہاد کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی قبر کی زیارت کی پاس کھڑے ہو کر فرمایا: بیٹے! خداوند تعالیٰ تیرے متعلق مجھے صبر عطا کرے اور مجھے تم سے ملا دے، قسم ہے خدا کی اگر مجھے اللہ نے توفیق دے دی تو میں تمہارا بدلہ ضرور لوں گا۔

پھر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی اجازت سے حمیر کے دو سو نوجوان خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو کر دشمن کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے ایک میدان میں پہنچ کر سب نے ارادہ کیا

کہ یہاں قیام کر کے گھوڑوں کو چرنے کے لئے چھوڑ دیا جائے اور پھر راتوں رات سفر کیا جائے، اس دوران اچانک حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی نظر ایک بلند پہاڑی کے اوپر چند عمر رسیدہ افراد پر پڑی آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ممکن ہے کہ یہ لوگ کفار کے جاسوس ہوں اور کہیں ہم کو دشمن کی طرف سے نقصان نہ پہنچے ان کا کچھ کرنا چاہیے۔ مسلمانوں نے کہا کہ پہاڑ کی چوٹی پر آپ کیسے جاسکتے ہیں؟ وہ اوپر ہیں اور ہم نیچے کھلے میدان میں ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے لوٹنے تک تم لوگ ادھر ہی رہو اور پھر گھوڑے سے اتر کر تہبند باندھا، تلوار حمائل کی، کندھے پر ڈھال ڈالی اور فرمایا کہ جو لوگ اپنی جان کو اللہ کے لئے قربان کرنا چاہتے ہیں وہ میرے ساتھ ہو جائے یہ سن کر دس آدمی آپ کے ساتھ تیار ہو کر نکل گئے۔

جاسوس لوگ اپنی جگہ پر تھے کہ صحابہ کرام وہاں پہنچ گئے، خالد رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے فرمایا ان لوگوں کو پکڑ لو۔ مسلمان جھپٹے اور دو آدمیوں کو قتل کیا اور چار کو گرفتار کر لیا خالد نے ان سے سوال کیا انہوں نے جواب دیا کہ ہم دیر الفقیع وغیرہ علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں عرب کے داخل ہونے کا خطرہ سب کو لاحق ہو گیا ہے کچھ لوگ تو قلعوں میں چھپ گئے ہیں اور ہم نے اس ٹیلہ پر پناہ لی تھی۔ خالد رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ رومیوں کا لشکر کہاں تک پہنچ گیا ہے؟ انہوں نے کہا اجنادین کے مقام تک لشکر آچکا ہے اجنادین میں تمام لشکر اور تمام مفرورین لوگ اکٹھے ہو گئے ہیں اور وہاں سے ایک سردار رسد لینے کے لئے ہمارے پاس آیا ہے اور انہوں نے خچروں اور گدھوں کو سامان لے جانے کے لئے اکٹھا کیا ہے مگر وہ اس سے بھی ڈرتے ہیں کہ کہیں عرب ہم کو پا نہ لیں اور وہ لوگ جانے کے لئے تیار ہیں۔

خالد بن سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رب کعبہ کی قسم یہ تو مال غنیمت ہے آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ سے مدد کی دعا کی خالد رضی اللہ عنہ نے ان کو فرمایا کہ دین اسلام کے متعلق تمہارا کیا خیال

ہے انھوں نے کہا کہ ہم دین صلیب کے علاوہ کسی دین کو نہیں جانتے ہم زراعت پیشہ لوگ ہیں ہمارے قتل میں کوئی فائدہ نہیں۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ ان کو چھوڑ دیں مگر لوگوں نے فرمایا کہ ان کو اس شرط پر چھوڑ دیا جائے کہ یہ لوگ ہماری رہنمائی کریں تا کہ ہم مقام رسد تک پہنچ جائیں۔ چنانچہ وہ لوگ آگے آگے اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور ان کے تمام ساتھی پیچھے پیچھے چلے گئے یہاں تک کہ مقام رسد کے قریب پہنچ گئے، دیکھا تو وہ لوگ رسد کو جانوروں پر لاد رہے ہیں اور ٹیلہ کے گرد چھ سو سوار موجود ہیں خالد رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر مسلمانوں سے فرمایا کہ یاد رکھو کہ اللہ نے تم سے نصرت کا وعدہ کیا ہے اور جہاد تم پر فرض کیا ہے دشمن سامنے ہے کوشش کرو اور اللہ کا حکم اس طرح ہے ''اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ'' میں دشمن پر اب حملہ کرتا ہوں تم بھی میرے ساتھ حملہ کر دو۔ یہ کہہ کر آپ رضی اللہ عنہ نے حملہ کر دیا اور آپ کے ساتھ قوم حمیر نے بھی حملہ کیا حذافہ بن سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس وقت ہم نے رومیوں کو اپنے مقابلہ کے واسطے آتے دیکھا تو جو کاشت کار تھے وہ تو بھاگ گئے مگر رومی ایک گھنٹہ تک مقابلے میں ڈٹے رہے۔ ذوالکلاع حمیری رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے آل حمیر ! آسمانوں کے دروازے کھل گئے جنت تمہارے واسطے آراستہ ہوگئی، حوریں انتظار کرنے لگیں۔ یہ گفتگو جاری تھی کہ خالد رضی اللہ عنہ رومیوں کے سردار تک پہنچ گئے وہ اپنی فوجوں کو درست کر رہا تھا آپ رضی اللہ عنہ اس کی طرف آگے بڑھے اور ایک زوردار آواز سے ان کو للکارا وہ مرعوب ہو گیا خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ہائے سعید کا بدلہ'' یہ کہہ کر ایک نیزہ اس کو مارا وہ لوہے کی دیوار کی طرح زمین پر گر پڑا خالد رضی اللہ عنہ کے ہر سپاہی نے کسی نہ کسی رومی کو قتل کیا اور اس طرح رومیوں کے ۳۲۰ سپاہی قتل ہوئے اور باقی شکست کھا کر بھاگ گئے مسلمانوں نے مال غنیمت جمع کیا اور خوشی خوشی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس واپس لوٹ گئے۔ ان تمام احوال سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو

باخبر رکھا جارہا تھا اور مال غنیمت کا حصہ بھی بھیجا جارہا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عامر دوسی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ابھی تک حدود شام میں پڑاؤ کئے ہوئے ہیں اور اندر ملک میں اس وجہ سے داخل نہیں ہوسکے کہ ان کو اطلاع ملی ہے کہ اجنادین میں ہرقل نے بے تحاشا لشکر جمع کیا ہے اور اس بات کا خطرہ ہے کہ کہیں دشمن ہم پر غالب نہ آجائیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ سمجھ گئے کہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نازک طبیعت کے آدمی ہیں رومیوں کے ساتھ مقابلہ کی شدت نہیں رکھتے ہیں لہٰذا ان کی جگہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو امیر عام مقرر کرنا چاہئے، تمام صحابہ نے اس بات کو پسند کیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے نام مکتوب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از طرف عبداللہ عتیق بن ابی قحافہ بجانب خالد بن ولید السلام علیکم ورحمتہ اللہ۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد میں تمہیں مسلمانوں کے لشکر پر سپہ سالار مقرر کر کے رومیوں سے جنگ کا حکم دیتا ہوں تم اللہ عزوجل کی مرضی ڈھونڈنے اور خدا کے دشمنوں کے قتل کرنے میں جلدی کرو اور جن لوگوں نے خداوند تعالیٰ کے راستہ میں دل کھول کر جہاد کیا ہے تم بھی ان میں شامل ہو جاؤ میں تمہیں ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اور ان کی فوج پر حاکم مقرر کرتا ہوں، والسلام۔

نجم بن المفرح یہ حکم نامہ لے کر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت پہنچے جبکہ وہ عراق میں قادسیہ فتح کرنے کے لئے قریب پہنچ چکے تھے جب یہ حکم پہنچا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اَلسَّمۡعُ وَالطَّاعَۃ۔ پھر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ مجھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے افواج اسلام پر امیر مقرر کیا ہے جب تک میں آپ کے پاس نہ پہنچوں آپ اپنی جگہ سے اس وقت تک حرکت نہ کریں، والسلام۔

خالد رضی اللہ عنہ نے یہ خط عامر بن طفیل دوسی کو دے دیا کہ اس کو جلدی ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ تک پہنچائیں ہم آرہے ہیں حضرت خالد رضی اللہ عنہ عراق سے واپس ہو کر شام کی طرف روانہ ہوئے جب آپ ارض سماوہ پہنچے تو آپ نے صحابہ سے مشورہ کیا کہ اس علاقہ میں پانی کے بغیر سفر کرنا محال ہے اب پانی کا کیا انتظام ہوسکتا ہے۔ حضرت عمیرہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمیں اونٹوں کو سات دن تک پیاسا رکھا جائے اور پھر پانی سے سیراب کر کے ساتھ لے جایا جائے اور ضرورت پڑنے پر ذبح کر کے اندر اوجھ کا پانی استعمال کیا جائے۔ چنانچہ اس پر عمل کیا گیا اور سب اونٹ راستے میں ذبح ہو گئے مگر پھر بھی پانی کی قلت ہوگئی تاہم جلد بازی کی وجہ سے صحابہ کرام نے ایک مقام پر پہنچ کر وہاں کنواں کھودا اور پانی مل گیا۔ پھر صحابہ نے ایک کافر چرواہے کو دیکھا کہ شراب میں مست پڑا ہے اور عامر بن طفیل رضی اللہ عنہ قید میں بند جکڑا پڑا ہے معلوم ہوا کہ چرواہے نے ان سے غداری کر کے قید کیا ہے خالد رضی اللہ عنہ نے چرواہے کو قتل کیا اور حضرت عامر رضی اللہ عنہ کو چھڑایا اور پھر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ کیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ارکہ پر چڑھائی

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے وہاں سے کوچ کیا اور ارکہ مقام پر جا کر اترے عراق سے آنے والے مسافروں کے لئے یہ مقام انتہائی خطرناک تھا روم کی حکومت قافلوں سے ٹیکس وصول کرتی تھی جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی فوج یہاں آئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے مال غنیمت کا حکم دے دیا اور اطراف و مضافات میں جو ملا لے لیا گیا باشندگان ارکہ قلعوں میں جا کر چھپ گئے۔ ان کے ہاں شمعان نامی ایک ہوشیار شخص تھا اس نے علم مَلحَمہ بھی پڑھا تھا جس وقت اس نے مسلمانوں کو دیکھا تو اس کا رنگ فق ہوگیا اور کہا، اپنے دین کی قسم وقت آگیا ہے، لوگوں نے پوچھا کیسا وقت؟ کہنے لگا کہ میں نے علم ملحمہ میں اس قوم کا ذکر پڑھا ہے کہ جب عراق کی طرف سے سب سے اول علم

یہاں بلند ہوگا وہ فتح ونصرت کا علم ہوگا اور رومیوں کی بربادی کا زمانہ ہوگا اس لشکر کو تم غور سے دیکھو کہ اس کا علَم سیاہ، سپہ سالار چوڑا چکلا دراز قد لحیم شحیم اور شانہ کشادہ، قوی ہیکل، چہرہ پر قدرے چیچک کے داغ اور گندم گون ہو تو یاد رکھو شام کی جنگ کے لئے ان کا وہی سردار ہے اور اسی کے ہاتھ سے ملک شام فتح ہوگا لوگوں نے حکیم شمعان کی بات حاکم کے پاس پہنچائی اور درخواست کی کہ اہل عرب سے کسی نہ کسی صورت میں صلح کرلیں۔

ارکہ والوں کے ساتھ صلح

ارکہ کے جہاندیدہ اور تجربہ کار افراد حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے اور صلح کی درخواست کی آپ رضی اللہ عنہ نے نہایت نرمی سے گفتگو کی اور خندہ پیشانی سے ملے اور صلح قبول کی تاکہ دوسرے شہر والے بھی صلح پر آمادہ ہوجائیں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس بات پر صلح کرتا ہوں کہ میں اپنی فوج ہٹالوں گا اور جو لوگ اسلام میں داخل ہونا چاہیں تو ٹھیک ورنہ باقی لوگوں پر جزیہ کا حکم نافذ ہوگا۔ صاحب فتوح الشام فرماتے ہیں کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے دو ہزار چاندی کے درہم اور ایک ہزار دینار پر صلح فرمائی تھی اس کی خبر جب اھل سخنہ کو پہنچی تو انہوں نے بھی صلح کرلی اور اسی طرح اَھْلِ تَدْمُرْ نے بھی صلح کرلی اس کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ حوران کی طرف آگے بڑھ گئے۔

ادھر عامر بن طفیل رضی اللہ عنہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا خط لے کر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچ گئے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے جب خط پڑھا تو ہنسنے لگے اور فرمایا الحمد اللہ میں خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم قبول کرتا ہوں پھر تمام مسلمانوں کو آپ نے اپنی معزولی اور خالد رضی اللہ عنہ کے مقرر ہونے کی اطلاع دی۔

M=4000
K=12,000

شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کی بُصریٰ پر چڑھائی

جنگ کا پہلا مرحلہ

انہی ایام میں ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کاتب رسول صلی اللہ علیہ وسلم شرحبیل بن حسنہ کی سرکردگی میں چار ہزار سوار دے کر بُصریٰ کی طرف روانہ کئے، بصریٰ کا حاکم اس وقت روماس نامی شخص تھا جو خود بادشاہ اور رومیوں کے ہاں نہایت بلند آدمی سمجھا جاتا تھا نہایت وجیہ وشکیل اور نہایت ہوشیار و حکیم کہ دور دور سے رومی ان کے حکم ونصائح سننے کے لئے آیا کرتے تھے اس وقت بصریٰ کی آبادی بارہ ہزار آدمیوں پر مشتمل تھی شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کی فوجیں جب آئیں تو بصریٰ میں ایک شور وغوغا اٹھ کھڑا ہوا اور روماس جلدی سے گھوڑے پر سوار ہوا اور مذکرات ومعلومات کے لئے مسلمانوں کے پاس آیا اور اس طرح گفتگو شروع ہوئی۔

روماس: تم کون لوگ ہو؟

شرحبیل رضی اللہ عنہ: ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں۔

روماس: اس کا کیا ہوا؟

شرحبیل رضی اللہ عنہ: ان کو اللہ تعالیٰ نے دنیا سے اٹھالیا ہے۔

روماس: ان کی جگہ کون آگیا ہے۔

شرحبیل رضی اللہ عنہ: اس کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جانشین ہوئے ہیں۔

روماس: اپنے دین کی قسم! میں جانتا ہوں کہ تم لوگ حق پر ہو اور یقیناً تم لوگ ملک شام کے مالک بنو گے اور عراق کے بھی مالک بنو گے تاہم ہم یہ مہربانی کرتے ہیں کہ اس وقت تم لوگ بہت تھوڑے ہو اور ہم بہت زیادہ ہیں اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم لوگ واپس چلے جاؤ ہم تم سے کوئی تعرض نہیں کریں گے، اے عربی بھائی! ابوبکر میرے دوست ہیں اگر وہ یہاں موجود ہوتے تو مجھ سے کبھی نہ لڑتے۔

شرحبیل رضی اللہ عنہ : دین کے متعلق وہ اپنے بیٹے، بھتیجے وغیرہ کی بھی رعایت نہیں کر سکتے ہیں وہ خود مکلّف ہیں اور ہم کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ تم سے جہاد کریں اب تین باتوں میں سے جب تک کسی ایک کا فیصلہ نہیں ہوتا ہے ہم واپس نہیں جائیں گے۔

اول یہ کہ اسلام قبول کرلو دوم یہ کہ ذلیل ہوکر جزیہ ادا کرو سوم یہ کہ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔

روماس: رومی قوم مجتمع ہے میں ذرا ان سے معلوم کرتا ہوں کیونکہ میں اکیلے یہ فیصلہ نہیں کر سکتا اگر اکیلے مجھ کو اختیار ہوتا تو میں دین اسلام کی قبولیت کا اعلان کرتا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ یہ دین برحق ہے۔

شرحبیل رضی اللہ عنہ: ذرا جلدی کیجئے کیونکہ ہم نے جو تین باتیں پیش کی ہیں وہ ہم کر کے ہٹیں گے۔

اس کے بعد روماس اپنی قوم کے پاس گیا ان کو سمجھایا اور کہا کہ یہ دین اسلام برحق ہے تمہاری کتابوں میں لکھا ہے کہ انہی لوگوں کے ہاتھوں ملک شام فتح ہوگا یہ وہی زمانہ ہے فلسطین کے میدان کو ذرا دیکھو تھوڑے سے لوگوں نے سب کو مار بھگایا روبیس کو قتل کیا پھر حوران، تدمر، سخنہ کے تمام علاقوں کو فتح کرلیا اب بہتر یہ ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ صلح کرلو اور جزیہ ادا کرو کیونکہ ان لوگوں کے پیچھے ایک اور شخص آرہا ہے جس کا نام خالد ہے جو ابھی عراق سے لوٹ کر آیا ہے ان سے مقابلہ آسان کام نہیں ہے لہٰذا جزیہ پر راضی ہو جاؤ۔ جب رومیوں نے ان کا کلام سنا تو غصّے ہو گئے اور ان پر حملہ آور ہوئے قریب تھا کہ اس کو قتل کر دیتے، تب انہوں نے کہا کہ میں تمہاری اپنے دین سے وابستگی اور پختگی اور غیرت معلوم کرنا چاہتا تھا اب تیاری کرلو جنگ کی میں سب سے پہلے مقابلہ پر جاؤں گا۔

صاحب فتوح الشام فرماتے ہیں کہ دونوں طرف سے لوگ گھمسان کی لڑائی کے لئے آمادہ ہو گئے شرحبیل رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کو یہ تلقین کی، اللہ تم پر رحم فرمائے حضور علیہ

السلام نے فرمایا ہے کہ جنت تلواروں کے سایہ میں ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب خون کا وہ قطرہ ہے جو اللہ کے راستے میں گرے اور پھر وہ آنسو ہے جو خوف خدا سے جاری ہو۔ دشمن سے دل کھول کر لڑو اور تیروں کو ایک ساتھ فائر کرو کیونکہ اس طرح تیر ضائع نہیں جاتے پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حملہ کر دیا اور آپ کے ساتھ تمام مسلمانوں نے حملہ کیا۔ دشمن نے بھی بارہ ہزار جوانوں کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ کیا قلّت کی وجہ سے مسلمان ان کے مقابلے میں ایسے دکھائی دے رہے تھے جیسا کہ سیاہ اونٹ پر سفید داغ، مگر مسلمانوں نے ان کے سامنے ایسا صبر کیا جس طرح موت پر کوئی صبر کرتا ہے۔

دوپہر تک لڑائی ہوتی رہی دشمن برابر یہ سمجھتا رہا کہ وہ فتح حاصل کر لے گا پھر شرحبیل رضی اللہ عنہ نے عاجزی اور اضطرار سے دعا مانگی کہ مولائے کریم! مدد و نصرت نازل فرما، اے آسمانوں والے رب! تو نے اپنے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ذریعہ سے ہمیں فتح شام و فارس کی خوشخبری دی ہے، اے رب! توحید والوں کی مدد فرما اور اہل کفر و شرک کو نابود فرما، راوی کہتا ہے کہ خدا کی قسم دُعا ابھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ مدد پہنچ گئی کہ اچانک حوران کی طرف سے غبار اڑتا ہوا نظر آیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا بصریٰ پہنچنا

جنگ کا دوسرا مرحلہ

دشمن نے مسلمانوں کو اپنے گھیرے میں لے رکھا تھا کہ اچانک غبار کے نیچے سے ایک شہسوار نے آواز دی کہ مبارک ہو میں خالد بن ولید ہوں، دوسرے نے کہا میں عبدالرحمٰن بن ابی بکر ہوں تم کو نصرت خداوندی مبارک ہو۔ اس کے بعد لخم و جذام اور دوسرے قبائل کے لوگ آ گئے لشکر جرار پہنچ گیا عقاب جھنڈا آب و تاب سے لہرا رہا تھا جس کو ایک انتہائی بہادر رافع بن عمیرہ رضی اللہ عنہ نے اٹھا رکھا تھا۔

راوی کہتا ہے کہ یہ دیکھ کر رومیوں کے حواس باختہ ہو گئے بالخصوص جبکہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی گرجدار آواز کانوں میں پڑ گئی مسلمانوں نے آپس میں مصافحہ کیا ایک دوسرے کو خوش آمدید کہا حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے شرحبیل رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ پورے شام کے اکٹھے ہونے اور میلہ لگانے کے ایام تھے پھر آپ کو اس وقت مقابلہ کے لئے نکلنے میں کیوں دھوکہ ہو گیا؟ عرض کیا کہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا حکم تھا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو جنگی چالوں سے کیا کام؟ پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو آرام کرنے کا حکم دیا صحابہ کرام نے آرام کیا دوسرے دن کفار نے صحابہ کرام پر فوج کشی کا ارادہ کیا، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کفار نے ہم کو تھکا ہوا سمجھا ہے وہ ہماری طرف بڑھ رہا ہے اس لئے اللہ کا نام لے کر سوار ہو جاؤ صحابہ کرام بالکل تیار ہو گئے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے لشکر کے میمنہ پر شیر بہادر رافع بن عمیرہ طائی رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا اور میسرہ پر پہلوان اسلام شیر ژیان حضرت ضرار بن ازور کو مقرر فرمایا۔ ضرار رضی اللہ عنہ ایک جنگجو جوان تھے ہر معرکہ میں آپ کے حیران کن حملے اور بہادری مشہور تھی۔ پیدل پلٹن پر عبدالرحمٰن بن حمید رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا پھر پورے لشکر کو دو حصوں پر تقسیم کیا ایک پر مسیّب بن عتبہ رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا اور دوسرے پر مذعور بن غانم کو مقرر فرمایا اور فرمایا کہ جب میں حملہ کا حکم دوں اس وقت تم فوراً گھوڑوں سے حملہ کرو۔ صاحب فتوح الشام فرماتے ہیں کہ خالد رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ مشورہ کیلئے رہ گئے تھے انہوں نے چاہا کہ حملے کا حکم دے دیں کہ اتنے میں کفار کے لشکر کو چیرتا ہوا ایک خوش پوش قوی ہیکل سوار جس کے بدن پر حریر سونے چاندی اور یاقوت چمک رہے تھے، نکل آیا وہ دونوں لشکروں کے درمیان کھڑا ہو گیا اور عربی زبان میں یوں کہا اے عرب کے لوگوں! مناسب ہوگا کہ تمہارا امیر گفتگو کے لئے آ جائے کیونکہ بصریٰ کا حاکم اس وقت میں ہوں اس پر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نکل آئے اور ان کے بالکل قریب کھڑے ہو گئے اس نے پوچھا کہ کیا آپ مسلمانوں کے امیر الجیش ہیں۔

خالد رضی اللہ عنہ: لوگ ایسا ہی خیال کرتے ہیں اور میں اس وقت تک امیر ہوں جب تک اللہ کی اطاعت کروں، جب نافرمان بنوں تو پھر امارت نہیں۔

روماس: یاد رکھو حق چھپتا نہیں اور میں نے سابقہ کتب میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک رسول عربی ہاشمی کو بھیجے گا جس کا نام محمد ﷺ ہوگا۔

خالد رضی اللہ عنہ: وہی تو ہمارا نبی ہے۔

روماس: کیا تم پر کوئی کتاب بھی اتری ہے؟

خالد رضی اللہ عنہ: ہاں کتاب کا نام قرآن ہے۔

روماس: کیا تم پر شراب کو حرام کیا گیا ہے؟

خالد رضی اللہ عنہ: ہاں جو شخص شراب پیئے گا ہم اس پر حد جاری کرتے ہیں، جو زنا کرتا ہے اگر شادی شدہ ہے تو سنگسار کیا جاتا ہے اگر غیر شادی شدہ ہے تو اس کو کوڑے لگتے ہیں۔

روماس: کیا تم پر جہاد فرض کیا گیا ہے؟

خالد رضی اللہ عنہ: ہاں ہم پر جہاد فرض ہے اور اگر فرض نہ ہوتا تو ہم یہاں نہ آتے۔

روماس: بے شک تم حق پر ہو میں نے اپنی قوم کو پہلے سمجھایا تھا مگر وہ نہ مانی۔

خالد رضی اللہ عنہ: تم کلمہ شہادت پڑھ لو۔ روماس مجھے خطرہ ہے کہ وہ لوگ مجھے قتل کر دیں گے لیکن میں واپس جاتا ہوں اور قوم کو ڈراتا ہوں اور مرعوب کر کے جنگ سے باز رکھتا ہوں۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ صرف مذاکرات کر کے واپس مت جاؤ وہ لوگ شک کریں گے کچھ مصنوعی مقابلہ کر لو اور پھر بھاگ جاؤ۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ روماس بھاگا اور قوم سے کہا کہ عرب سے مت لڑو ان سے لڑنا آسان کام نہیں ہے قوم نے اس کو کہا کہ تم جاؤ اپنے گھر بیٹھو تم کام کے آدمی نہیں ہو ہم اپنے لئے دوسرا امیر الجیش مقرر کرتے ہیں وہ خوش ہو کر چلا گیا۔

عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور دیرجان میں مقابلہ

جنگ کا تیسرا مرحلہ

رومیوں نے روماس کے جانے کے بعد دیرجان کو اپنا امیر مقرر کیا اور دیرجان مقابلہ کے لئے فوراً میدان میں آگیا اور اپنے آب وتاب کے ساتھ مدمقابل کا خواہاں ہوا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ مقابلہ کے لئے نکلنے لگے مگر عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ امیر ہیں آپ کی وجہ سے تمام لوگ مجتمع ہیں آپ نہ نکلیں میں مقابلہ کے لئے جاتا ہوں۔ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ میدان میں نکل آئے اور دیرجان پر جھپٹ پڑے۔ دونوں طرف سے شدید مقابلہ ہوا طرفین کے لوگ دیکھ رہے ہیں۔ دیرجان نے محسوس کیا کہ اس ببر شیر کے ساتھ مقابلہ نہیں ہوسکتا چنانچہ وہ بھاگنے لگا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے تعاقب کیا مگر وہ ہاتھ سے نکل گیا اور اپنی فوج میں داخل ہوگیا۔ لوگوں نے بھاگنے کی وجہ پوچھی تو کہنے لگا کہ مجھ پر شدید حملہ ہوا تھا جس کا مقابلہ میں نہ کرسکا تم لوگ جاؤ اور لڑو اس سے رومی بزدل ہوگئے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے محسوس کیا کہ کفار اشرار ہمت ہار چکے ہیں تو آپ نے عام حملے کا حکم دے دیا۔ محمدی کچھار کے شیروں نے یکبارگی حملہ کیا ان میں پیش پیش خالد وضرار وعبدالرحمٰن وقیس بن ہبیرہ وشرحبیل بن حسنہ ورافع بن عمیرہ اور دیگر بہادر تھے رضوان اللہ تعالیٰ علیہم، رومیوں پر مصیبت ٹوٹ پڑی ان کا قتلِ عام شروع ہوگیا شہر پناہ پر ناقوس بجائے گئے، راہبوں اور لاٹ پادریوں نے چیخ وپکار شروع کی اور شرکیہ کلمات بلند کئے شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ نے اللہ کی توحید کا نعرہ بلند کیا دعا مانگی اور مسلمانوں نے آمین کہی اور ایسا سخت شدید حملہ کیا کہ بصریٰ والوں نے خیال کیا کہ شہر پناہ ٹوٹ کر قلعہ گر پڑا ہے اس سے ان کے پیر اکھڑ گئے زمین لاشوں سے بھر گئی وہ لوگ بھاگ گئے قلعہ میں پناہ لیتے لیتے ایک دوسرے کو قتل کیا اور اندر

داخل ہو گئے دروازہ بند کیا اور دیواروں پر چڑھ گئے اور چاہا کہ بادشاہ کو اطلاع دیں تا کہ مزید کمک روانہ کرے۔ صحابہ کرام نے ان کا تعاقب نہ کیا اور واپس آ کر میدان میں اپنے ساتھیوں کو ڈھونڈا معلوم ہوا کہ دو سو تیں صحابہ کرام جامِ شہادت نوش کر چکے ہیں اور دشمن کے لاتعداد افراد واصل جہنم ہوئے ہیں۔ اس موقع پر راقم الحروف نے کہا

سکھایا ہے ہمیں اے دوست طیبہ کے والی نے
کہ بوجہلوں سے ٹکرا کر ابھرنا عین ایمان ہے
جہاں باطل مقابل ہو وہاں نوک سنان سے بھی
برائے دین اسلام رقص کرنا عین ایمان ہے

بصریٰ میں دیرجان کا قتل ہو جانا

رات کا کچھ حصہ گذر چکا تھا۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور دیگر ساتھی پہرہ دے رہے تھے کہ اچانک گھوڑوں نے آہٹ محسوس کیا اور ہنہنانے لگے اور ادھر اُدھر دیکھنا شروع کیا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ایک کمبل پوش تاریکی میں آ رہا ہے آپ فوراً ان پر جھپٹ پڑے اور چاہا کہ مار دیں اس نے آگے سے کہا کہ کچھ صبر کریں میں اس شہر کا حاکم ہوں میرا نام روماس ہے آپ رضی اللہ عنہ اسے پکڑ کر خالد رضی اللہ عنہ کے پاس لائے خالد رضی اللہ عنہ ہنس پڑے اور کاتب الحروف نے یہ شعر پڑھا۔

اِسْرُ الْمُلُوْکِ وَ قَتْلُھَا وَقِتَالُھَا مِنْ عَھْدِ عَادٍ کَانَ مَعْرُوْفًا لَنَا

ترجمہ: بادشاہوں سے لڑنا اور انھیں قید و قتل کرنا قدیم زمانے سے ہمارے جانے پہچانے کارنامے ہیں۔

روماس نے کہا میرا گھر بالکل قریب ہے آپ مجھے چند جوان دے دیں تا کہ یہ قلعہ فتح کر لیا جائے حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے شکریہ ادا کیا اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ایک سو

Shahadat = 230

نوجوانوں کو لے کر چلے جاؤ۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ جیسے شیران و دلیران کو لے کر روماس کے ساتھ ایک سو صحابہ کرام کے ساتھ گئے۔ روماس کے گھر میں بھاری اسلحہ تھا وہ ان پر تقسیم کیا گیا اور ۲۵ / ۲۵ صحابہ کو قلعہ کے کناروں پر مقرر کیا۔ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تم ہماری تکبیر کا نعرہ سنو تو بس حملہ شروع کردو۔ روماس نے ان صحابہ کو رومیوں کا لباس پہنایا تا کہ کوئی پہچان نہ سکے اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ و روماس زرہ پہن کر اس برج پر گئے جہاں دیرجان موجود تھا جب یہ حضرات برج کے قریب ہوئے تو دربانوں نے مزاحمت کی۔ دیرجان نے کہا تم کون ہو؟ روماس نے کہا میں روماس ہوں دیرجان نے کہا تیرے منحوس قدم یہاں کیوں آئے؟ اور یہ تیرے ساتھ کون ہے روماس نے کہا یہ میرا دوست ہے ابوبکر صدیق کا بیٹا ہے، عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اس کا نام ہے یہ اسلئے تیرے پاس آیا ہے تا کہ تجھے جہنم رسید کرے۔ دیرجان نے جب یہ سنا تو حملہ کے لئے تیار ہوا مگر عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اس کو مہلت نہ دی اور ایسا وار کیا کہ وہ کٹ کر گر پڑا اور پھر زور سے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے نعرۂ تکبیر بلند کیا جس پر نو مسلم روماس نے بھی تکبیر کہی اور مسلمانوں نے ایسی تکبیر بلند کی کہ پہاڑوں، وادیوں، درندوں اور پرندوں نے شاباش کہہ کر جواب دیا اور شکریہ ادا کیا۔ جب مجاہدین کی تکبیروں سے اطراف بُصریٰ گونج اٹھے اور تلواروں نے دشمن کا خون پینا شروع کیا تو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ میدان میں اتر آئے اور شہر کو فتح کر لیا۔ وہاں کے باشندوں نے کہا اَلْفَوْن اَلْفَوْن یعنی امن ہے امن ہے خالد رضی اللہ عنہ نے تلوار روکنے کا حکم دیا مسلمان رک گئے۔ وہاں کے باشندے پچھتائے کہ پہلے سے صلح کرتے تو یہ نقصان نہ ہوتا بہر حال جو کچھ ہونا تھا وہ ہو گیا۔ روماس نے کہا کہ میں نے اللہ کو خوش کرنے کی غرض سے یہ سب کچھ کیا ہے اور دین اسلام قبول کر لیا ہے اس کے بعد روماس کئی معرکوں میں مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں شریک رہا۔ روماس نے اپنے بچوں اور سامان کو وہاں سے منتقل کرنے کو کہا تو مسلمان اس کے لئے

چلے گئے وہاں دیکھا کہ روماس کی بیوی شوہر سے طلاق کا مطالبہ کر رہی ہے تفصیل کے بعد معلوم ہوا کہ اس نے حضور علیہ السلام کو خواب میں دیکھا ہے اور مسلمان ہوگئی ہے حضور ﷺ نے ان کو دو سورتیں سکھائی ہیں یعنی الحمد شریف اور قل ھو اللہ احد، جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تیرا شوہر پہلے سے مسلمان ہوگیا ہے تو وہ بہت خوش ہوئی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اہل بصریٰ پر جزیہ مقرر کر دیا اور ایک شخص کو بصریٰ پر اپنا نائب حاکم مقرر کر کے دمشق کا رُخ کیا اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو اطلاع دے دی کہ میں دمشق جا رہا ہوں آپ وہاں مجھ سے ملیں اور دوسرا خط حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا اور ان کو خوشخبری دی کہ میں فارس سے شام پہنچا ہوں اور ارکہ، تدمر، حوران اور بصریٰ کو اللہ نے فتح کرایا ہے اور اب میں دمشق جا رہا ہوں۔ والسلام علیکم وعلی المسلمین۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی دمشق کی طرف پیش قدمی

جنگ کا پہلا مرحلہ

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ثنیہ مقام کا رُخ کر کے وہاں پڑاؤ کر کے عُقاب جھنڈا نصب کیا آج تک اس جگہ کا نام ثنیۃ العقاب ہے۔ وہاں سے آپ نے کوچ کیا اور غوطہ مقام پر پہنچ کر نصرانیوں کے معبد کے پاس دیر میں قیام کیا اس جگہ کا نام اب تک "دیر خالد" ہے دمشق کی کیفیت اس وقت یہ تھی کہ چاروں اطراف سے لوگ یہاں جمع ہوگئے تھے۔ تعداد کا اندازہ لگانا مشکل تھا بارہ ہزار تو صرف شہسوار تھے شہر پناہ کو جھنڈوں صلیبوں اور نیزوں سے آراستہ کیا گیا تھا اور خالد رضی اللہ عنہ کے لشکر کے انتظار میں تھے خالد رضی اللہ عنہ دیر کے مقام پر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کا انتظار کر رہے تھے۔

جس وقت ہرقل کو یہ خبر پہنچی کہ خالد رضی اللہ عنہ نے ارکہ، تدمر، سخنہ اور بصریٰ کو فتح کر لیا ہے اور اب دمشق اجنادین کی طرف آ رہے ہیں تو وہ اپنے سرداروں کو جمع کر کے کہنے لگا

کہ اے بنی اصفر! میں نے تمہیں اس سے پہلے سمجھانے کی کوشش کی تھی مگر تم نے انکار کیا اب حوران، تدمر، سخنہ اور بصریٰ کے علاقے عربوں نے فتح کر لئے ہیں اب اجنادین دمشق کی طرف آرہے ہیں اور اگر دمشق کو فتح کرلیا تو افسوس کی بات ہوگی کیونکہ یہ شام کی جنت ہے اب تم میں کون شخص ہے جو مسلمانوں کے ساتھ مقابلہ کرے ان سے دو چند فوج ساتھ لے لیں اور مقبوضہ علاقوں کو آزاد کرائے میں ان علاقوں پر اس شخص کو حاکم بنادوں گا۔ کلوس بن حنا سردار جو شام کے بہادروں اور پہلوانوں میں شمار ہوتا تھا اس نے کہا کہ میں مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے تنہا کافی ہوں میں انہیں مار بھگاؤں گا۔ بادشاہ نے اسے سونے کی صلیب دے دی اور پانچ ہزار کا لشکر اس کے ساتھ کیا اور کہا کہ صلیب کو آگے آگے رکھو یہ تمہاری مدد کرے گی۔

کلوس انطا کیہ سے فوراً روانہ ہوا۔ اہلِ حمص پر گذر ہوا تو زبردست استقبال دیکھا پھر جو سے ہوتے ہوئے بعلبک پہنچا ہر جگہ اس کا استقبال ہوا پادریوں اور راہبوں نے اس کے سامنے عود وعنبر کی تبخیر کی، انجیل اپنے سینوں سے لگائے رکھی اور کلوس پر معمودیہ کا پانی چھڑکا، فتح کی دعا مانگی، کلوس کچھ آرام کے بعد جوسیہ روانہ ہوا وہاں کے لوگ پریشان تھے کلوس نے کہا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ عرب جابیہ میں ہیں پھر یہ قلعے کیسے فتح ہوئے۔ ان لوگوں نے کہا کہ عراق سے ایک شخص خالد رضی اللہ عنہ نامی آیا ہے یہ سب اس کا کارنامہ ہے۔ کلوس نے کہا ان کے پاس کتنی فوج ہے لوگوں نے کہا ڈیڑھ ہزار، کلوس نے کہا میں ابھی اس کا سر کاٹ کر نیزوں پر لٹکاؤں گا۔ یہ کہہ کر وہاں سے دمشق کی طرف چل دیا دمشق پر جو حاکم مقرر تھا اس کا نام عزرائیل تھا رومی لوگ اس کی بہت قدر کرتے تھے اور یہ مشہور بہادر شخص تھا ان کے ماتحت تین ہزار جنگجو سپاہی رہا کرتے تھے کلوس کے سامنے بادشاہ کا وہ فرمان جس میں عزرائیل کو مسلمانوں سے لڑنے کے لئے مقرر کیا گیا تھا پڑھ کر سنایا گیا کلوس نے سنا اور کہا کہ میں لڑوں گا، ضرور لڑوں گا مگر شرط یہ ہے کہ تم عزرائیل کو شہر بدر کردو لوگوں نے کہا کہ اس وقت عرب سر پر ہیں ہم کو

دس حاکم بھی خوشی سے قبول کرنا چاہئے اس وقت ہم عزرائیل کو کیسے نکال سکتے ہیں پھر ان کی خدمات بھی ہیں عزرائیل نے کہا کہ ہم مسلمانوں سے مقابلہ کریں گے جس نے مقابلہ جیت لیا شہر کا گورنر وہی ہوگا۔ اس بات کو عقلمندوں نے پسند کیا مگر کلوس و عزرائیل کے درمیان بغض پیدا ہوگیا۔ محمدی کچھار کے شیران دلیران میں سے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جو پہلے ہی ''دیر خالد'' میں قیام پذیر تھے نے جب دیکھا کہ کفار اشرار کی فوج آپہنچی ہے جس نے زمین کو بھر دیا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب کی زرہ جو مالِ غنیمت میں آپ رضی اللہ عنہ کو ملی تھی پہن لی اور اپنے عمامہ سے کمر کو باندھ لیا اور مسلمانوں کو آواز دی، اے لوگو! خدا تم پر رحم کرے، آج کا دن ایسا ہے کہ اس طرح کا دن پھر کبھی نہیں آئے گا یہ دشمنوں کا لشکر جرار پیدل و سوار آپہنچا ہے ان میں سے کوئی زندہ بچ کر نہ جانے پائے، اللہ کے دین کی مدد کرو اللہ تمہاری مدد کرے گا تم ان لوگوں میں سے ہو جاؤ جن کی جانیں اللہ تعالیٰ نے خرید لی ہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یاد رکھو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں تمہارے بھائی مسلمان مدد کے لئے آرہے ہیں۔ لوگوں نے یہ سن کر گھوڑوں کو آراستہ کیا اور دشمن کے مقابلہ میں جا کھڑے ہوئے۔ رومی جو حملہ کرنا چاہتے تھے رک گئے حضرت خالد رضی اللہ عنہ اپنی صفوں کو درست کر رہے تھے میمنہ پر رافع بن عمیرہ رضی اللہ عنہ میسرہ پر مسیّب بن نجبہ، ایک بازو پر شرحبیل رضی اللہ عنہ اور دوسرے بازو پر عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا، ساقہ پر سالم بن نوفل کو مقرر کیا اور قلب کی کمان خود سنبھال لی۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ تم جہاد میں اپنے باپ اور قوم کے طریقوں پر چلو اللہ کے دین کی اعانت کرو اللہ تمہاری مدد کرے گا، سب سے پہلے پیش قدمی تم ہی کرو اور دشمن پر اپنے زوردار حملوں سے رعب بٹھا دو۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے جو اس وقت میلے کچیلے کپڑے پہنے پرانا عمامہ سر پر تھا اور ایک لاغر بچھیرے پر جو انتہائی تیز رفتار تھا سوار تھے ایک دم حملہ کیا اور اس جوش و

خروش سے حملہ کیا کہ دشمن کی صفوں میں زلزلہ برپا کردیا اور دشمن کے چاروں بہادر شہسواروں کو تہہ تیغ کیا اس کے بعد پیادوں پر پلٹے اور چھ سرداروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا، دشمن نے پتھروں اور تیروں کی بارش شروع کردی۔ آپ رضی اللہ عنہ واپس آ گئے تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے آپ کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے زرہ پہن لی تو خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے صدیق کے بیٹے اپنے دشمن پر ایسا حملہ کرو جس سے وہ مرعوب ہو جائیں، ان کی صفوں کو چیر دینا، اللہ تعالیٰ تمہاری طاقت میں برکت ڈال دے۔ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے بھی ضرار کی طرح حملہ کیا دشمنوں کو قتل کیا اور خوب لڑے اور دل ٹھنڈا کر کے واپس لوٹے۔

سیف اللہ خالد میدان میں

اس کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے خود ایک زبردست حملہ کیا اور نیزہ بازی کے ایسے کرتب دکھائے اور بہادری اور شجاعت کے وہ بھرپور مظاہرہ کیا کہ دشمن ششدرو حیران رہ گیا۔

کلوس نے جس وقت آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو سمجھ گیا کہ یہی شخص سپہ سالار افواج اسلامیہ ہے اور یہ بھی جان لیا کہ میرے ساز و سامان اور صلیب و تاج وغیرہ دیکھ کر یہ شخص یقیناً مجھ پر حملہ کرنا چاہتا ہے یہ سوچ کر پیچھے ہٹا مگر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے تاڑ لیا اور حملہ کرنا چاہا تیر مارتے ہوئے سامنے سے چند رومی سردار آ گئے مگر خالد رضی اللہ عنہ آگے ہی بڑھ رہے تھے یہاں تک کہ کافی آدمیوں کو قتل کیا دس سردار مارے گئے آپ پھر پلٹے اور پہلے سے زیادہ جوشیلے انداز سے حملہ کیا پھر ھَلْ مِنْ مُّبَارِزٍ کا نعرہ لگاتے ہوئے میدان میں کھڑے ہوئے مگر مقابلہ کے لئے کوئی نہیں آیا آپ نے کہا مقابلہ کے لئے ایک ساتھ دو دو آ جاؤ مگر کوئی نہ نکلا، فرمایا چار چار آ جاؤ مگر کوئی نہ آیا آپ نے فرمایا دس دس آ جاؤ مگر کسی نے جواب نہ دیا تو فرمایا کہ تم پر تف ہو ایک کے مقابلہ کے لئے دس بھی نہ نکلے

اور میں میدان میں تنہا کھڑا ہوں۔

کلوس اور عزرائیل کی گفتگو

کلوس اور اعزرائیل دو گورنر ہیں عزرائیل نے کلوس سے کہا کہ بادشاہ نے تجھے لڑنے کے لئے بھیجا ہے اب میدان میں نکل جاؤ، رعایا اور شہر کی حفاظت تمہاری ذمہ داری ہے کلوس نے کہا اس ذمہ داری کا تم مجھ سے زیادہ مستحق ہو کیونکہ پہلے تم یہاں کے حاکم رہ چکے ہو عزرائیل نے کہا کہ ہمارا معاہدہ ہو چکا ہے کہ ایک دن تُو لڑے گا ایک دن میں لڑوں گا تا کہ لوگ دیکھ سکیں کہ حاکم بننے کی صلاحیت کس میں ہے کلوس نے کہا کہ تم پہلے سے حاکم ہو لہٰذا تم پہلے نکلو میں کل مقابلہ کروں گا، اس پر شور وغوغا ہوا تو لوگوں نے کہا کہ قرعہ اندازی کرو کلوس اس پر بھی تیار نہ تھا مگر مجبوراً ماننا پڑا جب قرعہ اندازی ہوئی تو بدقسمت کلوس ہی کا نام نکل آیا کلوس نکلنے کے لئے تیار ہوا زرہ اسلحہ وغیرہ باندھ لیا اور پھر کہا کہ میرا مقابلہ ایک بدوی شخص سے ہے میں چاہتا ہوں کہ ان سے گفتگو کروں اس لئے مجھے ایک ترجمان کی ضرورت ہے تا کہ ان کی بات سمجھ سکوں۔ ایک شخص جرجیس نے کہا کہ یہ کام میں انجام دوں گا، جرجیس ایک عقلمند فصیح بلیغ اور جہاندیدہ شخص تھا وہ کلوس کے ساتھ ہو گیا، راستہ میں کلوس نے کہا کہ حریف ایک نڈر سپہ سالار ہے عرب ہے انتہائی بہادر ہے اگر مقابلہ میں تم مجھے مغلوب ہوتے ہوئے دیکھو تو میری مدد کرنا جرجیس نے کہا میں لڑنا نہیں جانتا میں سفیر آدمی ہوں صرف بات چیت جانتا ہوں کلوس نے کہا کہ باتوں اور دغابازی سے اس شخص کو ٹال دینا تا کہ لڑائی میں تاخیر ہو جائے اور میرا نمبر گزر کر کل عزرائیل سے ان کا مقابلہ ہو جائے وہ مارا جائے گا تو میں تجھ کو اپنے ساتھ حکومت میں شریک کر لوں گا مگر میرا راز کسی پر ظاہر نہ کرنا۔ جب کلوس میدان میں آیا تو رافع بن عمیرہ رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ ان پر حملہ کر دیں مگر خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں میں خادمِ اسلام موجود ہوں، جب میدان میں دونوں جرنیل آمنے سامنے کھڑے ہونے

لگے تو کلوس نے جرجیس سے کہا کہ ان سے معلوم کرلو کہ تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو نیز ان کو میری سلطنت و دبدبہ سے ڈراؤ۔

جرجیس: اے عربی بھائی تم لوگ نہایت کمزور ننگے بھوکے مزدور قسم کے تھے، کھانے کو جوار جو، زیتون کا تیل اور چھوہارے میسر آتے تھے جس وقت تم ہمارے علاقہ میں آئے ہماری غذائیں کھائیں تو ہم پر شیر ہو گئے بس جتنا مزہ لینا تھا لے لیا، اب بادشاہ نے تمہارے مقابلہ کے لئے ایک مافوق الفطرت انسان روانہ کیا ہے جو بڑے بڑے معرکوں میں کسی کی پرواہ نہیں کرتا جو میرے برابر کھڑا ہے تمہیں چاہئے کہ اس سے احتراز کرو اس شخص نے از رُوئے مہربانی تم سے گفتگو کرنے کا مجھے حکم دیا ہے لہٰذا میں دریافت کرتا ہوں کہ یہاں آنے سے تمہارا مقصد کیا ہے اور چاہتے کیا ہو؟ تم لوگوں نے ایسے دریا میں تیرنا چاہا ہے جس کا پانی پینے سے حلق میں پھنس جاتا ہے اور اس میں آدمی غرق ہو جاتا ہے اگر تم اپنے لشکر کے امیر ہو تو اپنے اوپر رحم کرو اور اپنے ساتھیوں سے جا کر مشورہ کرو تا کہ اس شیر کے حملے سے تم بچ جاؤ ورنہ یہ اپنے زبردست چنگل سے تم سب کو پھاڑ ڈالے گا۔

خالد رضی اللہ عنہ: اے خدا کے دشمن! تم ہم پر مثالیں کستے ہو، یاد رکھو خدا کی قسم ہم تم کو لڑائی میں ایسا سمجھتے ہیں جیسے شکاری جال میں چڑیوں کو سمجھتا ہے کہ وہ جال میں چاروں طرف پکڑتا پھرتا ہے نہ ان کی کثرت سے گھبراتا ہے اور نہ بغیر قبضہ کئے کسی کو چھوڑتا ہے ہمارے شہر کے قحط کا جو تم نے ذکر کیا ہے یہ واقعی سچ ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اب ہم کو اس سے بہتر بدل عطا کیا ہے جو کی جگہ گندم میوہ جات، شہد اور گھی عطا کیا ہے یہ ملک ہمارا ہے ہمارے رب نے ہمیں بخشا ہے اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی ہم سے وعدہ فرمایا ہے باقی ہم تین باتیں چاہتے ہیں:

① اسلام قبول کرو ② نہیں تو ذلیل ہو کر جزیہ ادا کرو ③ ورنہ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔

رہا یہ امر کہ یہ بدکردار شخص ایسا ہے ویسا ہے تو یاد رکھو یہ ہمارے نزدیک ایک ذلیل ترین اور بد سے بدتر شخص ہے اگر یہ حاکم ہے تو ہم اسلام کے خادم ہیں اور میرا نام خالد بن ولید ہے۔ جرجیس گھبرا کر پیچھے ہٹ گیا۔ کلوس نے کہا تجھ پر افسوس، بھاگتے کیوں ہو؟ جرجیس نے کہا اپنے دین کی قسم میں تو ان کو ایک عام آدمی سمجھتا تھا لیکن یہ تو حملہ آور مینڈھا شیر بہادر شہسوار اور اس قوم کا سردار ہے۔ کلوس نے جب خالد رضی اللہ عنہ کا نام سنا تو گھوڑے کی زین پر تھرتھرانے لگا اور جرجیس سے کہا کہ اسے کہو کہ لڑائی کل پر موقوف کردیں، جرجیس نے کہا کہ اے خالد! میرا ساتھی کہتا ہے کہ ان سے کہو کہ اپنے لشکر میں جا کر مشورہ کریں۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے بے وقوف مجھے دھوکہ دینا چاہتے ہو حالانکہ میں لڑائی کی جڑ اور فن حرب کی جان ہوں مجھ سے بچ کر جانا بہت مشکل ہے اس کے بعد خالد رضی اللہ عنہ نے اپنا نیزہ سنبھالا اور جرجیس کی طرف کیا تو وہ بے ساختہ بھاگا آپ رضی اللہ عنہ نے کلوس کو جنگ کی دعوت دی اور اس پر حملہ کردیا، کلوس پیچھے ہٹتے ہٹتے اپنے لشکر کے قریب پہنچ گیا مگر آخر خالد رضی اللہ عنہ نے اسے پالیا کلوس نے بھی مجبوراً جوابی حملہ کیا اور اب حریفوں میں نیزہ بازی شروع ہوئی جس کی چنگاریاں آگ کے شعلوں سے بھی زیادہ بھڑک رہی تھیں عین لڑائی میں کلوس نے چاہا کہ بھاگ جائے مگر حضرت خالد رضی اللہ عنہ سمجھ گئے، گھوڑے کو تیز کیا اور باگ سے باگ ملا کر اس کے نیزے کو بیکار کیا اور پھر زین سے اس کو کھینچ کر اٹھالیا اور قابو کیا مسلمانوں نے یہ بہادری دیکھ کر نعرہ تکبیر بلند کیا کفار اشرار مرعوب ہوئے خالد نے کلوس کو قید کر کے مسلمانوں کو حکم دیا کہ اس کو باندھ لو اور راقم الحروف نے یہ شعر پڑھا۔

من عهد عادٍ كان معروفاً لنا

اسر الملوك وقتلها وقتالها

خالد رضی اللہ عنہ وعزرائیل میدان میں

جنگ کا دوسرا مرحلہ

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے گھوڑے پر سوار ہو کر رومیوں پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ نے ابھی ابھی دیر تک مقابلہ کیا ہے اور تھک گئے ہیں اس لئے آپ آرام کریں مقابلہ کے لئے میں جاتا ہوں خالد رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ آرام تو عالم آخرت میں کریں گے آج جو شخص جتنی محنت کرے گا کل قیامت میں اس کا پھل پائے گا، یہ کہہ کر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا حافظ اور میدان کارزار میں پھر اُتر گئے، جاتے وقت کلوس نے منت وسماجت کی کہ اگر عزرائیل سے مقابلہ ہو جائے تو اس کو زندہ مت چھوڑنا کیونکہ وہ قوم کا سردار ہے۔ خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا اکیلے ان کے قتل کی کیا بات ہے میں تو ہر اس شخص کو قتل کروں گا جو کفر کرے گا شرک میں مبتلا ہوگا اور کسی کو خدا کا بیٹا بنائے گا۔ یہ کہہ کر خالد رضی اللہ عنہ نے رجز کے یہ اشعار پڑھے۔

لَکَ الْحَمْدُ مَوْلَانَا عَلٰی کُلِّ نِعْمَۃٍ وَشُکْرًا لِمَا اَوْلَیْتَ یَاسَابِغَ النِّعَمِ
وَاَیَّدْتَنَا بِالْعِزِّ وَالنَّصْرِ وَالْھُدٰی وَشَرَّفْتَنَا بِالظُّھْرِ مِنْ خَیْرَۃِ الْاُمَمِ
فَتَمِّمْ اِلٰہَ الْعَرْشِ مَاقَدْ نَرُوْمُہٗ وَعَجِّلْ لِاَھْلِ الشِّرْکِ یَوْمًا مِنَ النِّقَمِ

جرجیس بھاگ کر فوج میں گھس چکا تھا اور رومیوں کو ڈرا رہا تھا کہ سامنے موت کے سوا کچھ نہیں اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ نہیں ہوسکتا ہے صلح کرلو، لوگوں نے کہا کہ شرم کرو خود بھی بھاگ آئے اور اب دوسروں کو بزدل بنا رہے ہو پھر رومیوں نے عزرائیل سے کہا کہ کلوس تو قید ہو گیا ہے اس نے خوب مقابلہ کیا اب معاہدہ کے مطابق آپ مقابلہ کے لئے نکلیں اور اس بدوی کو قتل کردیں، عزرائیل نے کہا اے قوم! اگر یہ آدمی مارا گیا تو اس کے قائم مقام عرب میں دوسرے لوگ بھی ہیں اور اگر میں مارا گیا تو تم بکریوں کی طرح

بغیر چرواہے کے رہ جاؤ گے لہٰذا بہتر یہ ہے کہ سب مل کر حملہ کریں، لوگوں نے کہا کہ معاہدہ کے مطابق تجھے نکلنا ہوگا، ہمارے نکلنے میں عورتوں اور بچوں کے قتل عام کا خطرہ ہے، کلوس کے حامیوں نے کہا کہ شاباش جلدی کرو نکلو تم کلوس سے زیادہ قیمتی نہیں ہو، عزرائیل نے کہا کہ میں تدبیر کی بات کرتا تھا میں کوئی ڈرنے والا تھوڑا ہوں ابھی جاتا ہوں اور اس شخص کو دکھا دیتا ہوں کہ بہادری کس چیز کا نام ہے، کلوس تو بیکار آدمی تھا تم میرے کارناموں کو ابھی دیکھ لو گے، یہ کہہ کر پاپیادہ ہوا۔ اسلحہ پہن لیا اور پھر عمدہ گھوڑے پر سوار ہو کر خالد رضی اللہ عنہ کے قریب گیا اور کہا کہ اے عربی بھائی! قریب ہو جاؤ چونکہ عربی جانتا تھا اس کے کہنے پر خالد رضی اللہ عنہ غصہ ہوئے اور فرمایا اے اللہ کے دشمن تم قریب آجاؤ تا کہ تیرا سر توڑ دوں، عزرائیل نے کہا چلو میں خود آتا ہوں اور قریب آکر کہا کہ اے عربی بھائی! تو نے یہ کیا کیا کہ خود آگئے اگر مارے جاؤ گے تو پیچھے سب لوگ بکریوں کی طرح رہ جائیں گے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے اللہ کے دشمن تم نے ابھی مجھ سے پہلے دو نوجوانوں کو دیکھ لیا وہ کیسے لڑے اور یاد رکھو کہ میرے پیچھے ایسے لوگ ہیں کہ ہر ایک یَعُدُّ الْمُوْتَ مَغْنَمًا وَالْحَیٰوۃَ مَغْرَمًا جو موت کو غنیمت اور زندگی کو بوجھ سمجھتے ہیں۔

خالد رضی اللہ عنہ: تم کون ہو؟

عزرائیل: کیا تو نہیں جانتا ہے کہ میں سواروں کا شہسوار ہوں، ترکی لشکروں اور جرامقہ جیسی قوموں کو موت کے گھاٹ اتارنے والا ہوں۔

خالد رضی اللہ عنہ: تیرا نام کیا ہے؟

عزرائیل: ملک الموت کا ہمنام ہوں عزرائیل میرا نام ہے۔

یہ سن کر خالد ہنسے اور فرمایا خدا کے دشمن! تیرا ہمنام تیرا مشتاق ہے تا کہ وہ تجھے جہنم رسید کرے وہ تجھے بہت یاد کر رہا ہے۔ (یعنی عزرائیل علیہ السلام)

عزرائیل: تمہارے دین کی تجھے قسم کھلاتا ہوں یہ بتاؤ کہ تو نے کلوس کے ساتھ کیا کیا؟

خالد رضی اللہ عنہ: وہ سامنے رسیوں میں بندھا ہوا جکڑا پڑا ہے۔

عزرائیل: وہ شخص تو قوم کا سردار ہے تو نے اس کو قتل کیوں نہیں کیا؟

خالد رضی اللہ عنہ: اس لئے کہ تجھے بھی اس کے ساتھ ملا کر قتل کر دوں۔

عزرائیل: ایک ہزار دینار لے لو دس جوڑے ریشم اور پانچ گھوڑے لے کر اس کو قتل کر دو اور اس کا سر مجھے دے دو۔

خالد رضی اللہ عنہ: یہ تو اس کا فدیہ ہوا ذرا بتاؤ کہ اپنے قتل کا کیا فدیہ دو گے۔

عزرائیل: آگ بگولہ ہو کر (کہا) بتاؤ کیا لو گے۔

خالد رضی اللہ عنہ: ذلّت وخواری کی حالت میں تیرا فدیہ خود تیری جان ہے۔

عزرائیل: کہ اے عربی! ہم جتنا تمہارا اکرام کرتے ہیں تم اتنا ہی ہمارا انداق اڑاتے ہو اب سنبھل جاؤ میں حملہ کرتا ہوں۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے بھی تیاری کر لی دو طرفہ حملہ ہوا آگ کے شعلے بلند ہوئے۔

عزرائیل: پورے شام میں اپنی شجاعت میں مشہور تھا کہنے لگا کہ اپنے دین کی قسم میں تجھ تک ابھی پہنچ سکتا ہوں مگر میں صلح چاہتا ہوں تجھ پر اور تیرے ساتھیوں پر مجھے ترس آتا ہے لہٰذا بہتر یہی ہے کہ تم میری قید میں خود آ جاؤ، بعد میں صلح کر کے میں تجھے چھوڑ دوں گا اور تم ہمارے مقبوضہ علاقوں کو خالی کر دو۔

خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کے دشمن تو کس لالچ میں پڑا ہوا ہے میرے ساتھ وہ جماعت ہے جس نے اپنی جانوں کو جنت کے بدلے فروخت کیا ہے اس کے بعد خالد رضی اللہ عنہ نے چست ہو کر ایک زبردست حملہ کیا، عزرائیل نے بھی فنون حرب کے جوہر دکھائے اور اپنے دعوؤں اور ڈینگیں مارنے پر پشیمان ہو کر کہا کے اے عربی یہ کیا مذاق ہے؟ خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرا انداق تو اللہ کی رضا جوئی کے لئے تلوار کی ضرب ہے لو ہوشیار

ہو جاؤ پھر خالد رضی اللہ عنہ نے تلوار کا وار کیا مگر تلوار اُچٹ گئی خالد کے وار سے بچ کر اللہ کا دشمن ہڑ بڑا کر بھاگنے لگا اس نے محسوس کر لیا تھا کہ خالد رضی اللہ عنہ کا مقابلہ مشکل ہے اب وہ بھاگ رہا ہے اور خالد رضی اللہ عنہ تعاقب کر رہے ہیں خالد رضی اللہ عنہ کا گھوڑا تھکا ہوا تھا لہذا کچھ پیچھے رہ گیا عزرائیل نے سوچا کہ خالد رضی اللہ عنہ مجھ سے ڈر گیا ہے تو وہیں پر کھڑا ہو گیا کہ خالد آ جائے اور میں اس کو قید کر لوں۔ خالد رضی اللہ عنہ جب پہنچے تو ان کا گھوڑا تھکا ہوا تھا پسینہ سے دونوں شرابور ہیں تو مشرک نے کرخت آواز سے کہا کہ یہ مت سوچو کہ میں تم سے بھاگ گیا تھا میں تو یہ چاہتا تھا کہ تجھے تیرے ساتھیوں سے دور کر دوں اور تجھے قید کر دوں۔ خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ تو اللہ کے علم میں ہے کہ کون قید ہو گا۔ عزرائیل نے کہا کہ اے عربی بھائی! اپنے اوپر رحم کرو ترس کھاؤ ہٹ دھرمی سے کام مت لو اور تسلیم ہو جاؤ ورنہ میں تجھے موت کا جام پلا دوں گا میں ارواح کو قبض کرنے والا ہوں میں ملک الموت عزرائیل ہوں۔ خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے اللہ کے دشمن! میرا گھوڑا کچھ کمزور ہو گیا تھا اس وجہ سے تجھے میرے بارے میں لالچ آ گئی ہے میں تجھے پیدل ہو کر قتل کروں گا جب تک تو مجھ سے بھاگ نہ جائے پھر پیدل ہو کر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے تلوار سے اس کے گھوڑے کو مارا اور شیر ببر کی طرح تلوار ہلاتا ہوا جھومتا ہوا سامنے آیا جب عزرائیل نے دیکھا کہ یہ تو پیدل ہو گیا ہے اس کو اور لالچ آ گئی کہ اب قابو ہو جائے گا وہ گدھ اور چیل کی طرح حضرت خالد رضی اللہ عنہ پر حملہ آور ہوا خالد رضی اللہ عنہ نے جب جوابی کارروائی کی تو عزرائیل بھاگنے لگا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے یہ کہتے ہوئے اس کا تعاقب کیا کہ خدا کے دشمن! تیرا ہمنام تجھ پر غصہ ہو رہا ہے اور چاہتا ہے کہ تیری جان لے لے یہ کہہ کر خالد رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور جھک کر زین سے مشرک کو اٹھا لیا اور اپنے قبضہ میں لے لیا چنانچہ عزرائیل شیر اسلام کے ہاتھ میں قید ہوا پھر کلوس اور عزرائیل پر اسلام

پیش کیا گیا دونوں نے انکار کیا تو ضرار رضی اللہ عنہ اور رافع رضی اللہ عنہ نے دونوں کو قتل کیا اور کاتب الحروف نے پھر یہ شعر پڑھا۔

من عھد عاد کان معروفاً لنا اسر الملوک وقتلھا وقتالھا

معرکہ غُوطہ

جنگ کا تیسرا مرحلہ

عجیب منظر تھا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کے ساتھ دمشق پہنچ رہے ہیں سواری سے اترنا چاہتے ہیں کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے مصافحہ کریں مگر خالد رضی اللہ عنہ نے قسم دے کر روکا کہ آپ کا درجہ بہت اونچا ہے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تجھے امیر مقرر کرنے پر مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا حکم تھا ورنہ آپ مجھ سے افضل ہیں پھر خالد بھی سوار ہوئے۔ دونوں گفتگو کرتے ہوئے جا رہے ہیں فتح ونصرت کی باتیں ہو رہی ہیں جب مسلمانوں کے پاس پہنچ گئے تو دونوں نے مسلمانوں کو سلام کیا اور سب خوشی خوشی ''دیر خالد'' میں رک گئے۔

دوسرے روز خالد رضی اللہ عنہ نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ یہ رومی لوگ ہمت ہار چکے ہیں کل یہ خوب ذلیل ہو گئے ہیں ان کے دو جرنیل قید ہو گئے ہیں اس لئے مناسب ہے کہ آپ اور ہم ان پر متفقہ حملہ کر دیں ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بہت اچھی رائے ہے چنانچہ مسلمان تیار ہو گئے اور رومیوں نے بھی تیاری شروع کر لی اور آج رومیوں کی کمانڈ بادشاہ کے داماد ''توما'' نامی شخص کے ہاتھ میں تھی چنانچہ ان کی سرکردگی میں رومی پھر میدان میں اتر گئے۔

مسلمانوں نے زوردار تکبیر کی آواز بلند کی جس سے غُوطہ کے اطراف گونج اٹھے تکبیر کے ساتھ ساتھ حملہ بھی کیا اور اصحابِ محمد رضی اللہ عنہ کے شیروں نے دشمن کے دانت کھٹے

گئے، کفار شکست کھا کر ذلیل وخوار ہوئے اور مسلمان اپنے مولا کے سامنے سرخرو اور جہاد کے نشے میں مست راضی برضا جبار ہوئے عامر بن طفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس حملہ میں ہمارے ایک ایک آدمی نے کفار کے دس دس آدمیون کا مقابلہ کیا اور ان کو قتل کیا ایک گھنٹہ کے اندر اندر دشمن بھاگ اٹھا ہم نے ''دیر خالد'' سے دمشق کے باب شرقی تک ان کا تعاقب کیا اہل دمشق نے اس شکست کو دیکھ کر شہر کا دروازہ بند کر دیا شکست خوردہ لوگوں کو مسلمانوں نے شہر کے دروازہ کے پاس یا تو قتل کیا اور یا قید کر لیا اور مسلمانوں نے باب شرقی دمشق اور باب جابیہ دونوں کا محاصرہ کر لیا۔ الحمد اللہ علی ذالک.

شام میں مسلمانوں کی تعداد

علامہ واقدیؒ فرماتے ہیں کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس نو ہزار فوج تھی جو فلسطین کے مقام پر مقیم تھی۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے ماتحتی میں سیتیس ہزار فوج تھی اور خالد رضی اللہ عنہ کے ماتحتی میں پندرہ سو جوان تھے یہ کل ساڑھے سینتالیس ہزار فوج مسلمانوں کی تھی اس میں نصف فوج خالد رضی اللہ عنہ نے لے کر باب شرقی کا محاصرہ کیا اور نصف کو لے کر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے جابیہ کا محاصرہ کیا۔ ہرقل کو ان تمام واقعات کی اطلاع دے دی گئی وہ سخت پریشان ہوا اور ارکانِ دولت کے سامنے اس طرح خطاب کیا اے بنی اصفر! میں بہت پہلے تم کو کہہ چکا ہوں کہ یہ لوگ میرے تخت کے مالک ہوں گے تم نے اس کو مذاق سمجھا اور میرے قتل کے درپے ہو گئے اب عرب شام میں مقیم ہیں بیوی بچوں کے ساتھ آ گئے ہیں جَو اور جُوار کی جگہ گندم اور پھل کھا رہے ہیں سرسبز وشاداب جگہوں پر قبضہ کر لیا ہے شام کی آب و ہوا ان کو بہت پسند آ گئی ہے ان کو بغیر سخت معرکہ کے کوئی یہاں سے نہیں نکال سکتا میرا جی چاہتا ہے کہ خود میدان میں اتر جاؤں خود بھی مارا جاؤں اہل وعیال بھی مارے جائیں۔ اگر شرم کی بات نہ ہوتی تو میں شام کو چھوڑ کر قسطنطنیہ یا کہیں اور

جگہ چلا جاتا۔

ارکان دولت نے متفقہ طور پر کہا کہ اب تک ایسی حالت نہیں آئی ہے کہ آپ میدان میں اتر جائیں۔ آپ وردان نامی جرنیل کو مقابلہ پر روانہ کریں ان کی بہادری شرق و غرب میں مشہور ہے فارس سے لڑا ہے آپ ان کو حمص سے بلا کر مقابلہ پر روانہ کریں۔ بادشاہ نے وردان کو جو والئ حمص بھی تھا بلا کر سب صورتِ حال سامنے رکھی وردان نے کہا کہ آپ نے مجھے پیچھے پیچھے رکھا ہوا ہے آگے بھیجتے ہی نہیں۔ ہرقل نے کہا اس میں حکمت تھی اب بارہ ہزار لشکر لے کر چلے جاؤ اس نے کہا کہ میں ابھی جاتا ہوں اور خالد کا سر کاٹ کر لاتا ہوں پھر مکہ و مدینہ پر چڑھائی کرتا ہوں اور اس وقت تک واپس نہیں آؤں گا جب تک ایک ایک سردار کا سر کاٹ کر نہ لاؤں اور حجاز کو فتح نہ کر لوں۔ (خوب ڈینگیں ماریں، چرب لسانی کی) ہرقل نے کہا کہ اگر ایسا کیا گیا تو میں تجھے مقبوضہ تمام علاقوں کا بادشاہ بنا دوں گا آدھا تم آدھا ہم اور میرے مرنے کے بعد سب تم۔

وردان کا میدان میں آنا

جنگ کا چوتھا مرحلہ

اس کے بعد ہرقل نے جنرل وردان کو ایک خلعت پہنائی اور سونے کی ایک صلیب عطا کی جس کے چاروں طرف بیش بہا یاقوت لگے ہوئے تھے اور کہا کہ مقابلہ کے وقت اس صلیب کو آگے رکھو یہ تیری مدد کرے گی۔ پادریوں نے گرجا میں وردان پر معمودیہ کا پانی چھڑکا، بخور کیا اور فتح کی دعائیں کیں وردان تمام اسباب سے لیس ہو کر جب نکلا تو بادشاہ نے خود اس کو رخصت کیا اور وہ معرات سے ہو کر حماۃ پہنچا۔ یہاں سے اس نے کہلا بھیجا کہ اجنادین میں عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی فوج کو روک لیا جائے کہ وہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی فوج سے مل نہ جائے اور اپنے ماتحت افسروں سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ عربوں پر غفلت کی حالت میں حملہ آور ہو جاؤں اور سب کو قید کر لوں، رومیوں نے ان

رائے کو پسند کیا اور اس پر عمل بھی شروع کیا اور وادی الحیات پہنچے ادھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے دمشق کے محصور علاقوں پر حملہ کا حکم دے دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فوراً حملہ کر دیا مگر سامنے سے رومیوں نے تیروں اور پتھروں کی بارش کر دی دمشق کا محاصرہ بیس دن تک طویل ہو گیا اور صحابہ کو اطلاع آئی کہ کفار اشرار نے اجنادین پر بڑی تعداد میں فوج جمع کر لی ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا کہ اس محاصرہ کو اٹھا کر اجنادین میں مقابلہ کے لئے جانا چاہیے۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری رائے ہرگز اس طرح نہیں ہے کیونکہ ہم نے اہل دمشق کا گھیرا تنگ کر لیا ہے اب دمشق کی فتح بالکل قریب ہے اب اگر ہل جائیں گے تو یہ محصور لوگ پھر سے تیاری کر لیں گے۔ خالد رضی اللہ عنہ نے اس رائے کو پسند کیا اور واپس جا کر اہل دمشق پر ایسا حملہ کیا کہ اس سے پہلے ایسا سخت حملہ کبھی نہیں ہوا تھا حضرت خالد رضی اللہ عنہ خود چاروں طرف گھوم گھوم کر رجز کے یہ اشعار پڑھتے تھے اور لڑتے تھے۔

فَمَنْ مُبْلِغٌ مِنَّا عَتِيقاً بِأَنَّنَا ۔۔۔ نُلَاقِي جُيُوشَ الرُّوْمِ مَعَ مَنْ يَشِيْنُهَا

اَبَى اللّٰهُ اِلَّا اَنْ اُدَمِّرَ جَمْعَهُمْ ۔۔۔ وَاَرْوِىْ سَنَانِىْ مِنْ دِمَاءِ عُيُونِهَا

فَكَمْ مِنْ قَتِيلٍ سَوْفَ اُلْقِى مُجَدَّلاً ۔۔۔ وَذَاتَ قَرِيْنٍ سَوْفَ تَبْكِى قَرِيْنُهَا

ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تک کون شخص ہمارا پیغام پہنچا سکتا ہے کہ ہم رومیوں کے ذلیل لشکر کے ساتھ لڑ رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا ہے کہ ہم کفار کی جمعیت کو تباہ کر دیں اور اپنے نیزے کی پیاس کو رومی سرداروں کے خون سے بجھا دیں، عنقریب میں بہت سارے مقتول زمین پر گرا کر چھوڑ دوں گا اور بہت سے دوست اپنے دوستوں کو روتے پھریں گے۔" (یعنی عورتیں)

محاصرہ سخت ہوتا جا رہا تھا ادھر مزید کمک بھی منقطع ہو گئی بالآخر رومی صلح پر آمادہ ہو گئے کچھ

رقم کی پیش کش کی مگر خالد رضی اللہ عنہ نے قبول کرنے سے انکار کیا اور فرمایا کہ اسلام یا جزیہ یا جنگ۔ یہاں یہ صورت حال تھی کہ اچانک رومی تالیاں بجانے لگے، خوشی کا اظہار ہونے لگا۔ دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ دمشق والوں کے لئے بادشاہ کی بے پناہ کمک پہنچ گئی ہے اس لئے کفار خوشیاں منا رہے ہیں۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے بہت جلد مسلمانوں کو تیار رہنے کا حکم دیا اور خود لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ. پڑھنے لگے

خالد رضی اللہ عنہ نے پھر ارادہ کیا کہ اُدھر دشمن پر ہلہ بول دیں مگر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے منع کیا کہ محاصرہ کمزور نہیں ہونا چاہئے۔ خالد رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ پھر دشمن سے مقابلہ کیسے ہوگا؟ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ ایک بہادر شخص کو مقابلہ کے لئے روانہ کریں اور ان کو کچھ ساتھی دے دیں وہ مقابلہ کرے اور اگر مقابلہ نہ کر سکا تو واپس آجائے پھر دیکھا جائے گا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کے بارے میں حکم دیا اور کہا کہ اس کا باپ بھی شہید ہوگیا تھا اور چچا بھی جہاد میں شہید ہوگیا تھا یہ مخلص آدمی ہے یہی بہتر ہے پھر ان کو بلا کر پانچ صد بہادروں کو ان کے ساتھ کیا۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے اللہ کا شکر ادا کیا، بہت خوش ہوئے اور کہا کہ میں اکیلے جانے کو تیار ہوں۔ خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ ساتھی بھی ساتھ لے جاؤ۔

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کی وردان کے مقابلہ کے لئے روانگی

حضرت ضرار فوراً مسلح ہوئے اور جلدی جانا چاہا خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ساتھیوں کی تیاری تک صبر کرو مگر ضرار نے جواب دیا کہ جو شخص جہاد کو افضل عبادت سمجھتا ہے وہ خود آکر مجھ سے ملے گا میں مزید نہیں ٹھہر سکتا، یہ کہہ کر آپ جلدی سے نکل کر بیت لُھا پہنچ گئے جس وقت آپ وہاں ساتھیوں کا انتظار کر رہے تھے تو دیکھا کہ دشمن ٹڈی دل کی طرح ایک پہاڑی پر سے اتر رہا ہے لشکر بہت زیادہ تھا حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کو خیال آیا کہ بغیر مقابلہ کے واپس ہو جائیں تو ضرار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم! میں تو

اللہ تعالیٰ کے راستے میں برابر لڑوں گا اور اللہ تعالیٰ کبھی میری پشت کو بھاگتے ہوئے نہیں دیکھیں گے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ یعنی پیٹھ نہ دکھاؤ، رافع بن عمیرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے قوم! بے دینوں اور ملحدوں سے کیا ڈرنا ہے کیا مختلف جگہوں میں اللہ نے ہماری مدد نہیں کی ہے؟ لہٰذا رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا پڑھو اور كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ پر بھروسہ کرو۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے پر سوار ننگے بدن دشمن کی تاک میں کھڑے ہیں ایک لمبا نیزہ آپ کے ہاتھ میں ہے اور شوق شہادت میں بے تاب کھڑے ہیں رومیوں کا لشکر جب قریب آگیا تو سب سے پہلے ان پر حملہ آپ نے کیا نعرہ تکبیر بلند کیا باقی مسلمانوں نے بھی تکبیر بلند کر کے ایک دم حملہ کیا، تکبیر کی گونج سے کافروں کے دل کانپ اٹھے، حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے دشمن کے مقدمۃ الجیش پر حملہ کیا اور گھومتے پھرتے رہے، وردان اسی مقدمۃ الجیش میں تھا اور بہادروں نے ان کو اپنی حفاظتی گھیرے میں لے رکھا تھا، حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کو یقین ہو گیا کہ سردار وردان اسی میں ہے، حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے میمنہ اور قلب پر بھی حملہ کیا اور دفاع کے لئے جو بھی آگے بڑھا اس کو ہلاک کیا، ایک بہادر کے مرنے کی وجہ سے جب صلیب زمین پر گر پڑی تو وردان نے چاہا کہ صلیب کو اٹھالے مگر مسلمان حائل ہو گئے اور اٹھانے نہ دیا، حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ سونے کی صلیب میری ہے اس پر کسی اور کا حق نہیں اور وہ خود لڑائی میں مشغول تھے، وردان نے کہا کہ میں اس شیطان سے ڈر کر بھاگتا ہوں کتنا کریہہ المنظر ہے اور کتنا خوفناک ہے حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے ان کو دبانے کی بڑی کوشش کی مگر رومی ان کو بچا کر بھگا لے گئے۔ ضرار رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور آپ نے یہ شعر پڑھا۔

اَلْمَوْتُ حَقٌّ اَيْنَ لِيْ مِنْهُ الْمَفَرُّ وَجَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ خَيْرٌ مِنْ سَقَرْ

موت برحق ہے میں اس سے کہاں بھاگ سکتا ہوں اور جنت الفردوس جہنم

سے بہتر ہے۔

ضرار رضی اللہ عنہ نے وردان کے پکڑنے کے لئے اس کا تعاقب کیا رومی لوگ آپ کے ارد گرد اکٹھے ہو رہے تھے یہاں تک کہ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا آپ دائیں بائیں آگے پیچھے برابر مار رہے تھے، قتل کر رہے تھے اور یہ آیت پڑھ رہے تھے

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ

وردان کے بیٹے حمران نے قریب آکر ضرار رضی اللہ عنہ پر تیر پھینکا اور آپ کا بازو زخمی ہو گیا پھر تو بھپرے ہوئے شیر کی طرح ضرار رضی اللہ عنہ نے ان کو ایسا نیزہ مارا کہ وہ زمین بوس ہو گیا ان کی کمر میں ضرار کا نیزہ پھنس گیا جب آپ نے کھینچا تو نیزہ کا پھل الگ ہو گیا تھا اب رومیوں نے موقع پالیا اور شیر اسلام کو قابو میں کر کے قید کر لیا۔

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کی گرفتاری

صحابہ کرام نے جب دیکھا کہ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ قید ہو گئے ہیں تو بہت غمگین اور پریشان ہو گئے انہوں نے کئی دفاعی حملے کئے مگر ان کو چھڑا نہ سکے رافع بن عمیرہ رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر فرمایا:

"اے دین کے محافظو! اے قرآن والو! کب تک اس حالت میں رہو گے کیا تمہیں معلوم نہیں کہ جس نے دشمن کو پیٹھ دکھائی تو وہ اللہ کے غضب میں آجائے گا یقین جانو کہ جنت کے دروازے صرف صبر کرنے والوں اور مجاہدین کے لئے کھلتے ہیں۔

اے دین کے محافظو! ان کفار اشرار اور صلیب کے پجاریوں پر حملہ کرو اگر ضرار رضی اللہ عنہ شہید ہو گیا تو اللہ تعالیٰ تو زندہ ہے، لو میں سب سے آگے آگے جاتا ہوں تم بھی لوٹ کر آجاؤ اللہ تم کو دیکھ رہا ہے۔"

اس کے بعد صحابہ کرام نے یکبارگی حملہ کیا بڑی مخلوق اور بڑے بہادروں کو قتل کیا،

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کی خبر جب خالد رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو آپ رضی اللہ عنہ بہت پریشان ہوئے اور ساتھیوں سے پوچھا کہ رومی کتنے ہوں گے؟ بتایا گیا کہ بارہ ہزار ہیں پوچھا کہ کمانڈ کون کر رہا ہے بتایا گیا کہ وردان والی حمص جس کے بیٹے کو ضرار رضی اللہ عنہ نے قتل کیا ہے خالد رضی اللہ عنہ نے لاحول ولاقوۃ پڑھا اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا کہ میں جا رہا ہوں۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پیچھے محاصرے کا معقول انتظام کر کے آپ جا سکتے ہیں حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے محاصرہ گروپ پر میسرہ رضی اللہ عنہ کو بٹھایا اور ہزار جوان ان کو دے دیئے اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ گھوڑوں کو ایڑ لگا کر تیز چلو اور نیزوں کو سیدھا رکھو اور جب دشمن ملے تو یکبارگی حملہ کرو، اگر ضرار رضی اللہ عنہ کو ان لوگوں نے قتل نہ کیا ہو تو شاید ہم ضرار رضی اللہ عنہ کو چھڑا لائیں گے اور اگر ضرار رضی اللہ عنہ کو شہید کیا ہو تو بخدا ہم ان سے بھرپور انتقام لیں گے تاہم مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو ضرار رضی اللہ عنہ کے متعلق صدمہ نہیں دیں گے۔

خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا کی بہادری

خالد رضی اللہ عنہ رجز کے اشعار ترنم کے ساتھ پڑھتے تھے اور آگے بڑھتے تھے کہ اچانک آپ رضی اللہ عنہ نے سرخ عمدہ گھوڑے پر ایک شہسوار دیکھا جس کے ہاتھ میں لمبا چمکدار نیزہ تھا اس کے چلنے پھرنے سے بہادری دانائی اور جنگی مہارت نمایاں تھی، زرہ کے اوپر سیاہ لباس پہن رکھا تھا، پورا بدن اور منہ چھپا ہوا تھا، سبز عمامہ سے کمر خوب کس لی تھی اور فوج کے آگے آگے شعلۂ جوّالہ کی طرح گردش کر رہا تھا، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے تمنا کی کہ کاش مجھے معلوم ہو جائے کہ یہ شہسوار کون ہے، واللہ یہ شخص نہایت دلیر اور بہادر معلوم ہوتا ہے سب لوگ اس کے پیچھے پیچھے جا رہے تھے لشکر اسلام جب کفّار کے قریب پہنچا تو لوگوں نے اس شہسوار کو رومیوں پر ایسا گرتے دیکھا جس طرح باز چڑیوں پر جھپٹتا ہے اس کا ایک حملہ تھا جس نے دشمن کے لشکر میں تہلکہ ڈال دیا اور مقتولین کے ڈھیر لگا دیئے اور بڑھتے بڑھتے وسط لشکر روم میں گھستا چلا گیا وہ کوندتی ہوئی بجلی تھی کہ آناً فاناً

میں چند جوانوں کے سروں پر گرتی ہوئی چمکی دو چار کو بھسم کر کے پانچ سات کے بدن پر گر کے پھر اسی جگہ نمودار ہوئی اس سوار کا نیزہ جس وقت وسط لشکر سے باہر آیا تو خون آلود تھا اس کے چہرے پر غم کے آثار نمایاں تھے وہ چونکہ اپنی جان کو معرض ہلاکت میں ڈال چکا تھا اس لئے دوبارہ پلٹا اور کافروں کے لشکر کو چیرتا ہوا اندر گھستا چلا گیا جو سامنے آیا اس کو ریزہ ریزہ کر کے رکھ دیا، کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ یہ شخص صرف خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہی ہو سکتے ہیں رافع بن عمیرہ رضی اللہ عنہ نے حیرانگی کے عالم میں خالد رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے؟ خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے معلوم نہیں ہے میں خود متحیر ہوں کہ یہ کون ہے۔

پھر معمولی حملہ ہوا حضرت خالد رضی اللہ عنہ لشکر کے آگے کھڑے ہیں کہ اچانک وہی سوار جو خون میں لت پت ہے اور جس کا گھوڑا پسینہ پسینہ ہے رومیوں کے لشکر کے بیچ سے شعلۂ جوالہ کی طرح نکلا رومیوں کا کوئی بھی سپاہی مقابلہ کے لئے آتا تو پشت دکھا کر بھاگتا اور یہ شخص تنہا کئی کئی آدمیوں سے مقابلہ کرتا تھا بالکل رومیوں کے درمیان لڑ رہا تھا کہ خالد رضی اللہ عنہ نے حملہ کر کے اس کے ارد گرد کفّار سے اس کو بچا لیا اور یہ شخص لشکر اسلام میں پہنچ گیا، مسلمانوں نے جب اس کو دیکھا گویا کہ گلاب کے پھول کی ایک ارغوانی پنکھڑی تھی جو خون میں رنگی ہوئی تھی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ تو نے اپنے غصہ کو اللہ کے دشمنوں پر صرف کیا اور فی سبیل اللہ بڑا جہاد کیا ذرا بتاؤ تم کون ہو؟

اس سوار نے کچھ نہ بتایا اور پھر جنگ کے لئے تیار ہو گیا حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کے بندے تو نے مجھے اور تمام مسلمانوں کو بے چینی میں ڈال دیا ہے تو اس قدر بے پرواہ ہے تو آخر تو کون ہے اس اصرار پر پردہ کی حالت میں نسوانی لہجہ میں سوار بولنے لگا کہ میں نے نافرمانی کی وجہ سے اعراض نہیں کیا ہے بلکہ شرم آتی ہے کیونکہ میں مرد نہیں ہوں بلکہ ایک عورت ذات ہوں مجھے میرے درد دل نے اس میدان میں اتارا ہے۔

خالد رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کون عورت ہے؟ فرمایا کہ ضرار رضی اللہ عنہ کی بہن خولہ بنت ازور ہوں بھائی کی گرفتاری کا پتہ چلا تو وہی کیا جو آپ نے دیکھا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ یہ سن کر بہت

روئے اور پھر فرمایا کہ سب کو متفقہ حملہ کرنا چاہیئے اللہ سے امید ہے کہ ضرار رضی اللہ عنہ کو قید سے رہائی دلا دے گا خولہ نے کہا کہ عمومی حملہ میں بھی میں پیش پیش رہوں گی۔ رافع فرماتے ہیں کہ میں خالد رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ ہمارے آگے سے خولہ نے ایسا حملہ کیا کہ رومیوں کا قافیہ تنگ کر دیا اور ان پر خولہ کا حملہ اتنا سخت رہا کہ آپس میں کہنے لگے کہ اگر سب عرب اسی طرح بہادر ہیں تو ہم کبھی بھی مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں۔

پھر خالد رضی اللہ عنہ نے بھر پور حملہ کیا رومیوں کے پیر اکھڑ گئے مگر وردان نے جوش دلایا جس پر وہ کچھ جم گئے مگر خالد رضی اللہ عنہ کا حملہ اتنا سخت ہو گیا کہ رومیوں کا لشکر تتر بتر ہو گیا حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ وردان تک پہنچ جائے مگر چاروں طرف سے ان کے لوگوں نے ان کو گھیرے میں لے رکھا تھا رافع بن عمیرہ رضی اللہ عنہ نے شجاعت کے جوہر دکھائے حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کا یہ حال تھا کہ رومیوں کے لشکر اور دستے کے دستے چیرتی ہوئی قلب تک پہنچ جاتی تھی اور زور زور سے پکارتی تھیں، یَا ثَارَاتِ ضَرار ، ہائے ضرار کا بدلہ اور یہ شعر پڑھتی تھیں۔

این الضرار لاارادہ یومی

ولا یراہ معشری وقومی

ترجمہ: ضرار کہاں ہیں میں آج انہیں نہیں دیکھتی ہوں اور نہ آج ان کو میرا خاندان اور قوم دیکھتی ہے۔

اس فریاد سے عام مسلمان بھی روتے تھے اب مسلمان متفرق طور پر اپنی اپنی جگہ میں مصروف جنگ تھے وقت زوال تک گھمسان کی لڑائی جاری تھی مگر حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کا کہیں پتہ نہ چلا خولہ رضی اللہ عنہا برابر اپنے بھائی کو تلاش کر رہی تھی مگر کہیں سراغ نہ ملا رونے لگی اور کہا اے میرے بھائی! کاش مجھے یہ خبر ہوتی کہ آیا جنگل میں تمہیں ڈال دیا گیا ہے یا کہیں ذبح کر ڈالا ہے تمہاری بہن تم پر قربان افسوس مجھے یہ خبر ہو جاتی کہ تم سے کبھی پھر ملوں گی بھی یا نہیں؟ بھائی واللہ تم نے اپنی بہن کے دل میں ایک ایسی سلگتی

ہوئی چنگاری چھوڑی ہے جس کے شرارے کبھی ٹھنڈے نہیں ہو سکتے تم اپنے والد ماجد سے جو حضور ﷺ کے سامنے شہید ہوئے تھے جا ملے ہو میری طرف سے تمہیں قیامت تک سلام پہنچتا رہے یہ سن کر تمام مسلمان روئے

پھر بھرپور عمومی حملہ کے لئے مسلمان تیار ہو گئے کہ اچانک کفار کے لشکر سے کچھ سوار اس طرف تیزی سے آتے ہوئے دیکھے گئے اور لَفُوْن لَفُوْن یعنی امان مانگتے ہیں کہتے ہوئے آگے آ گئے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان کو امان دے دو اور میرے پاس لے آؤ۔ خالد رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم وردان کی فوج کے لوگ ہیں اور حمص کے رہنے والے ہیں ہم صلح چاہتے ہیں۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صلح تو حمص پہنچ کر ہو گی یہاں پر قبل از وقت ہم صلح نہیں کر سکتے البتہ تم کو امان ہے جب اللہ فیصلہ کرے گا اور ہم غالب آئیں گے تب وہاں پر بات ہو گی، ہاں یہ بتاؤ ہمارے ایک بہادر جس نے تمہارے سردار کے لڑکے کو قتل کیا تھا اس کے متعلق تم کو کچھ معلوم ہے یا نہیں؟ انہوں نے کہا کہ شاید آپ ان کے متعلق پوچھتے ہیں جو ننگے بدن تھے اور جنہوں نے ہمارے بہت سے آدمیوں کو مارا اور سردار کے بیٹے کو قتل کیا تھا، خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں وہی ہے انہوں نے کہا کہ جس وقت وہ قید ہوئے اور وردان کے پاس پہنچے تو وردان نے ان کو سو سواروں کی جمعیت میں حمص روانہ کیا تھا تاکہ بادشاہ کے پاس پہنچایا جائے اور اپنی شجاعت بادشاہ کو دکھائی جائے۔ یہ سن کر خالد رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے اور رافع بن عمیرہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا کہ تم راستوں کو اچھی طرح جانتے ہو اپنی مرضی کے جوانوں کو لے کر حمص پہنچنے سے پہلے ضرار رضی اللہ عنہ کو چھڑاؤ اور اپنے رب کے ہاں اجر پاؤ۔ رافع رضی اللہ عنہ نے ایک سو جوانوں کو چن لیا اور جا ہی رہے تھے کہ خولہ رضی اللہ عنہا نے منت سماجت کر کے خالد رضی اللہ عنہ سے جانے کی اجازت حاصل کر لی اور سب لوگ رافع کی سرکردگی میں ضرار رضی اللہ عنہ کی رہائی کے لئے حمص روانہ ہو گئے۔

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کی رہائی

رافع بن عمیرہ رضی اللہ عنہ تیزی سے چلے اور سَیْلَمہ مقام پر پہنچ کر آپ نے ساتھیوں سے کہا کہ خوش ہو جاؤ دشمن ابھی آگے نہیں گیا ہے اور وہاں پر وادی حیات میں اپنے رسالہ کو چھپا دیا یہ لوگ اسی حالت میں تھے کہ غبار اڑتا ہوا دکھائی دیا۔ رافع نے مسلمانوں کو بیداری کا حکم دیا مسلمان تیار بیٹھے تھے کہ کفار پہنچ گئے۔ شیر اسلام ان کی قید میں تھے اور درد بھرے لہجے میں اشعار پڑھ رہے تھے۔

ترجمہ: ''اے مُخبر میری قوم اور خولہ کو یہ خبر پہنچا دو کہ میں قیدی ہوں اور مشکوں میں بندھا ہوا ہوں شام کے کافرو بے دین میرے گرد جمع ہیں اور تمام زرہ پہنے ہوئے ہیں اے دِل تو غم وحسرت کی وجہ سے مرجا اور اے جواں مردی کے آنسو، میرے رخسار پر بہہ جا۔''

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے زور سے آواز دی کہ تیری دعا قبول ہوگئی اللہ کی مدد آگئی میں تیری بہن خولہ ہوں۔ یہ کہہ اس نے زور سے تکبیر بلند کر کے حملہ کر دیا اور دیگر مسلمان بھی تکبیر کہتے ہوئے حملہ آور ہوئے۔ ایک صحابی حمید بن سالم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بھی اس لشکر میں شریک تھا مسلمانوں کی تکبیر کی وجہ سے ہمارے گھوڑے بھی خوشی کے مارے ہنہنانے لگے ہر ایک مسلمان نے ایک ایک کافر کو قابو کر لیا اور ایک گھنٹہ میں پورا کام تمام ہو گیا۔ سب کافر واصل جہنم ہوئے اور ضرار رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے رہائی دلوائی اور مال غنیمت مسلمانوں کو مل گیا۔ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے اپنے مبارک اور دلیر ہاتھوں سے بھائی کی رسیاں کھول دیں اور سلام کیا ضرار نے اپنی بہن کو شاباش دی اور مرحبا کہا۔ ایک لمبا نیزہ ہاتھ میں لیا اور ایک گھوڑے پر سوار ہوئے خدا کا شکر ادا کیا اور کچھ اشعار پڑھے۔

یہاں یہ خوشی ہوئی اور وہاں دمشق میں خالد رضی اللہ عنہ نے سخت حملہ کر کے وردان کو شکست

فاش دے دی وہ لوگ بھاگے اور مسلمان ان کے تعاقب میں وادی حیات تک آگئے یہاں ضرار رضی اللہ عنہ اور دیگر مسلمانوں سے ملاقات ہوئی اسلام کے نامور سپوتوں نے ایک دوسرے سے مصافحہ کیا اور انتہائی خوشی سے حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کا استقبال کیا ان کو مبارک باد دی اور فتح کی خبر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو بھیج دی اب مسلمانوں نے یقین کر لیا کہ دمشق فتح ہونے والا ہے۔

کام اعلیٰ امن
جہادی بھوکے

ہرقل کا خط وردان کے نام

مجھے خبر ملی ہے کہ ننگے بھوکے عربوں نے تجھے شکست دے دی ہے اور تیرے بیٹے کو قتل کیا ہے نہ مسیح نے اس پر رحم کیا اور نہ تم پر، اگر تیری بہادری شمشیر زنی کا چرچا نہ ہوتا تو میں تجھے قتل کر دیتا خیر اب جو ہوا سو ہوا، میں نے اجنادین کی طرف نوے ہزار فوج روانہ کی ہے تجھے اس کا سردار مقرر کرتا ہوں تو ان کے پاس چلا جا اور فوج کو ساتھ لے کر دمشق والوں اور فلسطین والوں کی مدد کو پہنچ جا۔

مسلمانوں کو اس کا پتہ چلا تو خالد رضی اللہ عنہ نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا کہ اجنادین میں نوے ہزار فوج آگئی ہے اب کیا کیا جائے؟ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے خاص خاص بہادر مختلف مقامات میں بٹے ہوئے ہیں مثلاً شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ بُصریٰ میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حوران میں، یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ بلقاء میں، نعمان بن مغیرہ رضی اللہ عنہ تدمر میں اور عمرو بن عاص فلسطین میں ہیں۔ میری رائے ہے کہ ان سب کو بلائیں اور پھر متفقہ حملہ کریں۔ چنانچہ خالد رضی اللہ عنہ نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو خط لکھا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امابعد: تمہارے مسلمان بھائیوں نے اجنادین کی طرف جانے کا قصد کیا ہے کیونکہ وہاں نوے ہزار دشمن کی فوج جمع ہوگئی ہے اور اس کا ارادہ ہے کہ خدا کا نور بجھائیں۔

حالانکہ اس کو اللہ تعالیٰ پورا کرنے والے ہیں خواہ کافر جل جائیں، جس وقت میرا یہ خط تمہیں ملے اپنے تمام ساتھیوں کو لے کر اجنادین کی طرف فوراً چل پڑو، انشاء اللہ ہم وہاں ہوں گے والسلام۔

اسی مضمون کے کئی خطوط خالد رضی اللہ عنہ نے دوسرے سپہ سالاروں کو بھی روانہ کئے۔

لشکر اسلام کی اجنادین کی طرف روانگی

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کوچ کا عام حکم دیا سامان اونٹوں پر لادا گیا اور جانور ہنکائے گئے خالد رضی اللہ عنہ نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں ساقہ یعنی فوج کے پچھلے حصے میں رہنا چاہتا ہوں تاکہ عورتوں اور بچوں کو خطرہ لاحق نہ ہو۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بہتر یہ ہوگا کہ آپ مقدمۃ الجیش میں رہیں تاکہ دشمن سامنے سے ہم پر جرأت نہ کر سکے خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا بہت اچھا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام کو نصیحت کی اور فرمایا کہ لوگو! ''تم ایک بڑے لشکر کے مقابلہ کے لئے جا رہے ہو، اپنی ہمتوں کو بلند رکھو اور موت سے محبت پیدا کرلو قرآن میں یوں ہے كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللهِ وَاللهُ مَعَ الصَّابِرِينَ

جب صحابہ روانہ ہوئے پیچھے دمشق والے بڑے خوش ہوئے کہ صحابہ کرام اجنادین کی فوج سے ڈر کر بھاگ گئے اور اب حجاز میں جا کر دم لیں گے بعض نے کہا کہ اگر بعلبک کے راستہ پر گئے تو حمص کا ارادہ ہوگا اور اگر شہورا کی طرف گئے تو پھر واپسی کا ارادہ ہوگا

معرکۂ شہورا

جنگ کا پہلا مرحلہ

صاحب فتوح الشام لکھتے ہیں کہ اہل دمشق ایک عظیم بہادر کے پاس جمع ہو گئے جو اس سے قبل کسی جنگ میں صحابہ کے سامنے نہیں آیا تھا یہ شخص ہرقل کا نہایت معتمد تھا اور اللہ کی مخلوق میں ریکارڈ درجہ کا تیر انداز تھا اس شخص کا نام بولص تھا، دمشق کے لوگوں نے ان کو

امیر بنایا اور ہر قسم کا لالچ دے کران کو جنگ کے لئے آمادہ کیا یہ سخت انکار کرتا تھا کہ تم لوگ بزدل ہو پھر لڑو گے نہیں تم کم ہمت ہو، لوگوں نے کہا کہ ہم جائیں گے انجیل وعیسیٰ کی قسم آخر دم تک لڑیں گے جو بھاگے گا تو آپ کو اختیار ہوگا کہ اس کو خود قتل کردو۔ یہ عہد و پیمان جب مکمل ہوگیا تو بولص گھر میں داخل ہوکر زرہ اسلحہ وغیرہ پہننے لگا تو بیوی نے پوچھا کہ کہاں جاتے ہو؟ بولص نے کہا کہ دمشق والوں نے مجھے اپنا امیر بنایا ہے۔ اب عربوں کے ساتھ لڑنے جارہا ہوں بیوی نے کہا کہ ایسا مت کرو بلکہ گھر میں بیٹھے رہو تم میں عربوں سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے ان سے خواہ مخواہ ٹکر مت لو میں نے آج ہی خواب میں دیکھا ہے کہ تمہارے ہاتھ میں کمان ہے اور ہوا میں چڑیوں کا شکار کررہے ہو بعض چڑیاں زخمی ہوکر گرگئیں مگر پھر اٹھ کر اڑنے لگیں میں تعجب میں پڑگئی کہ اچانک اوپر سے عقاب آگئے اور تم اور تمہارے ساتھیوں پر ایسے ٹوٹ پڑے کہ سب کو نیست و نابود کیا۔ بولص نے کہا تو نے مجھے بھی خواب میں دیکھا تھا؟ اس نے کہا ہاں عقاب نے زور سے تجھے ٹھونک ماری اور تو بے ہوش ہوگیا بولص نے اپنی بیوی کو طمانچہ رسید کیا اور کہا کہ تیرے دل میں عربوں کا خوف بیٹھ گیا ہے خواب میں بھی وہی خوف ہے گھبراؤ مت میں ابھی ان کے امیر کو تیرا خادم اور اس کے ساتھیوں کو بکریوں اور خنزیروں کا چرواہا بنادوں گا۔

بولص نہایت طمطراق سے چھ ہزار سوار اور دس ہزار پیدل نہایت آزمودہ لشکر کو لے کر مقابلہ کے لئے نکل گیا اور اسلامی فوج کی عورتوں اور بچوں مال مویشی اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے ایک ہزار لشکر کا تعاقب کیا مسلمان بھی مقابلہ کے لئے تیار ہوگئے دیکھتے ہی دیکھتے کفار اشرار پہنچ گئے بولص آگے آگے ہے اور ایک دم اس نے چھ ہزار سپاہیوں کے ساتھ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا۔ بولص کا بھائی بطرس پیدل فوج کے ساتھ حریم کی طرف بڑھا اور کچھ عورتیں گرفتار کرکے دمشق کی طرف واپس لوٹ گیا اور نہر استریاق پر پہنچ کر اپنے بھائی کا انتظار میں کرنے لگا۔

ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے یہ مصیبت ناگہانی دیکھ کر فرمایا کہ خالد رضی اللہ عنہ کی رائے صحیح تھی کہ ساقہ پر

ان کو رکھنا چاہئے تھا اِدھر عورتیں اور بچے چلّا رہے ہیں اُدھر ایک ہزار مسلمانوں نے دل کھول کر مقابلہ کیا بولص نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ پر بار بار حملہ کیا آپ رضی اللہ عنہ نے بھی شدید مقابلہ کیا دونوں طرف سے بازار کارزار گرم ہوا غبار جنگ اٹھنے لگا اس طرح تلواریں چلیں کہ ارض شحورا لالہ زار بن گئی حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر بجلی کی طرح حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ کر سارا قصہ سنایا خالد رضی اللہ عنہ نے انا للہ پڑھا اور اس کے بعد رافع بن عمیرہ رضی اللہ عنہ کو ایک ہزار لشکر دے کر بھیجا پھر عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو ایک ہزار لشکر دے کر روانہ کیا تا کہ بچوں اور عورتوں کی حفاظت ہو جائے اس کے بعد حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کو ایک ہزار سوار دے کر رخصت کیا اور خود بھی لشکر لے کر دشمن کی طرف چلے جب بولص کے ساتھ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ مصروفِ جنگ تھے اتنے میں مسلمانوں کے لشکر بھی پہنچ گئے بہادران اسلام اور محمدی کچھار کے شیر دل جوانوں نے ایسا حملہ کیا کہ صلیبیں جھک گئیں رومیوں کو اپنی ذلت و خواری کا یقین ہو گیا حضرت ضرار رضی اللہ عنہ آگ کے شعلہ کی طرح بولص کی طرف بڑھے دشمنِ خدا نے جب آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو کانپ اٹھا اور پہچان لیا کہ کلوس و عزرائیل کے ساتھ جنگ میں اس نے کارنامے انجام دیئے ہیں، بولص نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے کہا اے عربی بھائی! تمہیں اپنے دین کی قسم کہ مجھے اس شیطان سے علیحدہ رکھو کہ مجھ پر یہ حملہ نہ کرے۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس وقت شیطان بنوں گا جب تجھے چھوڑوں گا یہ کہہ کر بولص پر زور کا نیزہ مارا بولص نے نیزہ پڑنے سے پہلے اپنے آپ کو گھوڑے سے نیچے گرایا تا کہ پیدل بھاگ جائے مگر حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے بھی گھوڑے سے اتر کر اس کا تعاقب کیا اور کہا کہ کہاں بھاگ رہے ہو شیطان تیری طلب میں ہے بولص نے کہا کہ اے بدوی مجھے زندہ چھوڑو کیونکہ میرے زندہ چھوڑنے میں تمہاری عورتوں بچوں کی زندگی ہے حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے اس کو زندہ پکڑ لیا اور قید کر لیا اور احقر نے پھر کہا:

من عهد عاد كان معروفاً لنا اسر الملوك وقتلها وقتالها

جنگ شحورا میں کفار کے چھ ہزار آدمیوں میں سے بمشکل سو آدمی زندہ بچ گئے تھے اور قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ پر خوب عمل ہوا وَيُخْزِهِمْ پر بھی ہوا وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ بھی صادق آیا اور وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ بھی واضح ہو گیا اور وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ بھی نمایاں ہو گیا اور وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَاءُ بھی دیکھنے میں آیا۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ پریشان تھے کیونکہ خولہ بھی قید ہو چکی تھیں تو خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ گھبراؤ نہیں ہم نے ان کے ایسے آدمی پکڑے ہیں جس کے بدلے میں ہمارے قیدی آسانی سے رہا ہو جائیں گے۔

مسلمانوں کی بہادر مائیں

جنگ کا دوسرا مرحلہ

شحورا کی جنگ میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے دو ہزار سپاہیوں کو اپنے ساتھ لے لیا اور باقی تمام افواج کو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے حوالہ کر دیا تاکہ عورتوں کی حفاظت ہو جائے اور خود قیدی خواتین کی تلاش میں نکل گئے۔ ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ اور دوسرے بہادران اسلام ساتھ ہیں تیز تیز چل رہے ہیں اور حضرت ضرار رضی اللہ عنہ یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

يَارَبِّ فَرِّجْ مَاتَرٰى مِنْ كُرْبَتِيْ
وَلَا تُمِتْنِيْ عَاجِلًا بِحَسْرَتِيْ

حَتّٰى اَرٰى بِنَاظِرِىْ اُخَيَّتِيْ
ذَاكَ مُنَاىَ ثُمَّ ذَاكَ بُغْيَتِيْ

سِيْرُوْ بِنَا اِلَى الْعِدَىٰ يَا صُحْبَتِيْ
عَسٰى اَنَالُ بُغْيَتِيْ وَمُنْيَتِيْ

اِنْ لَمْ اُقَاتِلْ فَاحْلُقُوْا لِحْيَتِيْ

Kafir Qatal

ترجمہ: اے اللہ میری مصیبت دور فرما اور مجھے اس ارمان کی حالت میں نہ مارنا یہاں تک کہ میں اپنی بہن کو دیکھ لوں یہی میرا مقصود و مطلوب ہے دوستوں! دشمن کی طرف چلو شاید میں اپنا مقصود پالوں اور دشمن کے ساتھ اگر میں نہ لڑوں تو میری ڈاڑھی منڈوا دینا۔

حضرت خالد اس پر ہنستے تھے یہ حضرات جلدی جلدی چلے اور نہر استریاق کے قریب پہنچ گئے دیکھا کہ غبار اڑ رہا ہے اور بیچ میں تلواریں چمک رہی ہیں ان کو تعجب ہوا کہ یہاں لڑائی کیوں ہو رہی ہے چنانچہ مسلمان چوکس ہو گئے اور حقیقت معلوم کرنے لگے کہتے ہیں کہ بولص کا بھائی بطرس خواتین عرب کو گرفتار کر کے نہر کے پاس بھائی کے انتظار میں رُک گیا تھا عورتوں کے بارے میں ہر ایک نے کہا کہ فلاں میری ہے فلاں میری ہے بطرس نے خولہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کہا کہ یہ میری ہے وہ لوگ عورتوں کو ایک خیمہ میں قید کر کے چھوڑ گئے اور خود آرام کرنے لگے اور بولص کا انتظار بھی تھا، ان گرفتار شدہ عورتوں میں اکثر قوم حمیر تبابعہ اور قبیلۂ عمالقہ کی بڑی بہادر اور تجربہ کار شہسوار عورتیں بھی تھیں وہ ہر قسم کی جنگ جانتی تھیں یہ آپس میں جمع ہوئیں اور خولہ رضی اللہ عنہا نے اس طرح خطاب کیا:

"اے حمیر کی بیٹیو! اور اے قبیلۂ تبع کی یادگارو! کیا تم اس پر راضی ہو کہ رومی کفار بے دین تم کو لونڈیاں بنائیں، کہاں گئی تمہاری شجاعت اور کیا ہوئی تمہاری وہ غیرت جس کا ذکر عربی مجلسوں میں ہوا کرتا تھا افسوس میں تمہیں غیرت سے علیحدہ اور شجاعت وحمیت سے خالی پا رہی ہوں اس آنے والی مصیبت سے تو تمہاری موت بدرجہا افضل ہے۔"

یہ سن کر عفیرۃ رضی اللہ عنہا نے کہا اے خولہ تو نے جو کچھ بیان کیا بے شک درست ہے لیکن یہ بتاؤ کہ ہم قید میں ہیں ہمارے ہاتھ میں نیزہ تلوار نہیں ہم کیا کر سکتی ہیں نہ گھوڑا ہے نہ اسلحہ، کیونکہ اچانک ہم کو قید کر لیا گیا ہے۔ خولہ نے فرمایا کہ ہوش کرو خیموں کے ستون تو موجود ہیں ہمیں چاہیے کہ انہیں اٹھا کر ان بدبختوں پر حملہ کریں، آگے مدد اللہ فرمائے

گا یا ہم غالب آجائیں گی یا شہید تو ہو جائیں گی۔ اس پر ہر خاتون نے خیمہ کی ایک ایک لکڑی اٹھائی حضرت خولہؓ ایک لکڑی کاندھے پر رکھ کر آگے ہوئیں حضرت خولہ نے اپنے ماتحت خواتین سے فرمایا کہ زنجیر کی کڑیوں کی طرح ایک ساتھ ہو جاؤ متفرق نہ ہونا ورنہ سب قتل ہو جاؤ گی۔ اس کے بعد ھَلْ مِنْ مُّبَارِزٍ کا نعرۂ مستانہ بلند ہوا اور خولہ نے آگے بڑھ کر ایک رومی کافر کو مار کر قتل کیا رومی حیران ہوئے کہ یہ کیا ہوا دیکھا تو اسلام کی مائیں اب شیرنیاں بنی ہوئی ہیں۔ بطرس نے کہا بدبختو یہ کیا کر رہی ہو۔ حضرت عفیرہؓ نے فرمایا کہ آج ہم نے ارادہ کرلیا ہے کہ ان لکڑیوں سے تمہارے دماغ درست کر دیں اور تمہیں قتل کر کے اپنے اسلاف کی عزتوں کی حفاظت کریں۔ بطرس نے کہا کہ ان کو زندہ پکڑ لو خولہ کا خیال رکھو چاروں طرف سے تین ہزار رومی حلقہ باندھ کر کھڑے ہیں مگر کوئی شخص عورتوں تک نہیں آسکتا ہے اگر آگے بڑھتا ہے تو یہ عورتیں ان کے گھوڑے اور پھر ان کو مار دیتی ہیں۔ اس طرح تیس سواروں کو ان عورتوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا بطرس یہ دیکھ کر آگ بگولا ہو گیا گھوڑے سے نیچے اترا اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہو کر تلواروں سے حملہ آور ہوا مگر یہ عورتیں ایک جگہ اکٹھی ہوئی اور سب کا مقابلہ کیا اور کوئی قریب نہ آسکا۔ حضرت خولہ بیچ میں ایک شیرنی کی طرح دڑوک رہی تھی اور کچھ رجزیہ اشعار پڑھ رہی تھیں بطرس ملعون نے کہا کہ اے خولہ اپنی جان پر رحم کرو میں تمہاری قدر کرتا ہوں میرے دل میں تیرے لئے بہت کچھ ہے کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ میں بادشاہ جیسا آدمی تیرا مالک بنوں اور میری ساری جائیداد تمہاری ہو جائے گی۔ حضرت خولہ نے فرمایا اے کافر بدبخت فاجر کے بچے خدا کی قسم اگر میرا بس چلے تو ابھی تیرا سر اس لکڑی سے توڑ دوں واللہ مجھے تو یہ بھی پسند نہیں کہ تو میری بکریاں اور اونٹ چرائے چہ جائیکہ تو میری برابری کا دعویٰ کرے۔ اس پر بطرس نے لشکر سے کہا کہ ان سب کو قتل کر دو یسوع مسیح اور بادشاہ سے خوف کرو کسی کو مت چھوڑو لشکر والے نئے سرے سے تیار ہو ہی رہے تھے اور ابتدائی حملہ کر ہی رہے

تھے اور یہ جانثار خواتین اس حملہ کو برداشت کر رہی تھیں کہ اسلام کا لشکر خالد رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں پہنچا غبار اٹھا تلواریں چمکیں، خالد رضی اللہ عنہ نے تمام حالات سے اپنے کو آگاہ کیا۔ عورتوں کی بہادری اور مقابلہ سے مسلمان انتہائی خوش ہوئے اور پھر پورے لشکر نے کفار کے ارد گرد دائرہ ڈال دیا اور ایک ساتھ حملہ کیا۔ خولہ نے چلا کر کہا کہ تبابعہ کی لڑکیوں! اللہ کی مدد آ گئی ہے اللہ نے مہربانی کر لی ہے۔

جب بطرس نے توحید کی فوج ظفر موج کو دیکھا تو کانپنے لگا سب ایک دوسرے کا حیران ہو کر منہ تکنے لگے بطرس نے عورتوں سے کہا کہ چونکہ ہماری بھی مائیں بہنیں ہیں لہذا میرے دل میں شفقت آ گئی ہے اب میں اس صلیب کے صدقے تم کو چھوڑتا ہوں تم اپنے مردوں کو اطلاع کر دینا یہ کہہ کر بھاگنے لگا مگر بھاگنے سے پہلے پہلے اس نے اسلامی لشکر کے دو شہبازوں کو گھوڑے کداتے ہوئے اپنی طرف آتے دیکھا۔ ایک ننگے بدن کا ہے نیزہ ہاتھ میں ہے ایک خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور دوسرے ضرار رضی اللہ عنہ بن ازور رضی اللہ عنہ ہیں، جب خولہ نے اپنے بھائی کو دیکھا تو کہا بھائی جان کہاں چلے آئے۔ اللہ نے پہلے سے ہماری مدد فرمائی تھی بطرس نے خولہ سے کہا تم اپنے بھائی کے پاس جاؤ میں تجھے اس کے حوالے کرتا ہوں اور بھاگنے لگا خولہ ایک دم آگے آئیں اور فرمایا کہ یہ عربوں کے دستور کے خلاف ہے کہ تم مہربانی و شفقت کا ہاتھ بڑھاؤ اور ہم بے رخی کریں بطرس نے کہا مجھے اپنی شکل مت دکھاؤ خولہ نے فرمایا مگر مجھے تو ہر حالت میں تیرا ساتھ دینا چاہیے۔ ادھر سے حضرت ضرار رضی اللہ عنہ اور خالد رضی اللہ عنہ آئے جب بطرس نے ضرار رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو چلا کر بولا اے عربی یہ میدان میں تیری بہن ہے لے لو تمہیں مبارک ہو یہ میری طرف سے تمہیں ہدیہ ہے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بہت اچھا میں نے تیرا ہدیہ قبول کیا مگر میرے پاس اس وقت تیرے ہدیہ کا بدلہ دینے کے لئے کچھ نہیں ہے صرف یہ نیزہ ہے اسے لے لے اس کے بعد ضرار رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی۔ **واذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منھا** یہ کہہ کر اس کو ایک نیزہ مارا وہ گھوڑے سے

گرتے گرتے بچا پھر ضرار رضی اللہ عنہ نے دوسرا وار کیا اور وہ ڈھیر ہو گیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ چلائے اور فرمایا شاباش حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے تمیں رومیوں کو ادھر ہی مارا اور خولہ نے بھی بہت سے رومیوں کو قتل کیا تھا جو تھوڑے سے بچ گئے تھے وہ دمشق تک بھاگے اور کاتب الحروف نے اپنے انداز سے کہا۔

که ده سړو نه څه اونه شوه　　　　خو که اسلامه جنګئے به دے ګټینه

ترجمہ: اگر مرد پیچھے رہ گئے تو اے پیارے اسلام! ہم عورتیں میدان جیتنے کیلئے تیار ہیں۔

(خواتین اسلام کا یہ ایسا کارنامہ ہے جس نے قیامت تک عورتوں کو سرخرو کیا ان کی عظمت کو آسمان عروج پر پہنچایا اور ان عورتوں کو ایک سبق آموز درس دیا جو اپنے آپ کو دین کے ہر کام میں پیچھے پیچھے رکھتی ہیں اور یہ خیال کرتی ہیں کہ بس ہم تو صرف زیب و زینت کے لئے پیدا ہوئی ہیں ہمارا کام بس بناؤ سنگھار ہے ان جیسی خواتین کو اس واقعہ سے عبرت لینا چاہئے اور اپنے بچوں اور شوہروں کو جہاد کے لئے تیار کرنا چاہیے)

بطرس کے قتل کے بعد مسلمانوں نے متفقہ حملہ کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے کفار کے تین ہزار آدمیوں کو قتل کیا مسلمان واپس دمشق آگئے بطرس کا سر حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے نیزہ پر اٹھا رکھا تھا جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ واپس لوٹے تو بولص کو بلایا اور اس پر اسلام پیش کیا اور فرمایا اسلام قبول کرو ورنہ تیرے ساتھ وہی سلوک کیا جائے گا جو تیرے بھائی کے ساتھ کیا گیا ہے بولص نے کہا میرے بھائی کے ساتھ کیا ہوا ہے خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کو قتل کیا ہے اور یہ اس کا سر ہے جب بولص نے بھائی کا سر سامنے دیکھا تو رونے لگا اور کہا کہ اب زندگی کا کوئی مزہ نہیں ہے مجھے بھی بھائی کے ساتھ ملا دو چنانچہ ایک شیر اٹھا اور بولص کو قتل کیا اس طرح دو والی قتل ہو گئے اور میں نے کہا:

من عهد عاد كان معروفاً لنا　　　　اسر الملوك وقتلها وقتالها

لشکر اسلام کا پھر اجنادین میں جمع ہونا

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے خط کے جواب میں ہر طرف سے اسلامی لشکر کے مختلف دستے مختلف علاقوں سے اپنے اپنے امیروں کی سرکردگی میں اجنادین پہنچنا شروع ہو گئے۔ شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ، عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ، یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ وغیرہ تمام کمانڈر اجنادین میں جمع ہو گئے۔ یہ جمادی الاولیٰ کا مہینہ تھا۔ بارہ ہجری کا مبارک سال تھا جب اجنادین میں صحابہ کرام نے روم کی فوجوں کو دیکھا تو گنتی سے زائد تھیں ہر قسم کی تیاری اور ہر قسم کا ساز و سامان ان کے پاس تھا اور دوسرے ہی دن کفار کی فوجیں مسلمانوں کی طرف پیش قدمی کرنے لگیں حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو تیار رہنے کا حکم جاری فرمادیا وہ صفوں کے بیچ میں گھومتے ہوئے فرما رہے تھے کہ یاد رکھو اس طرح کی فوج تم نے کبھی نہیں دیکھی ہوگی اگر تم نے ان کو شکست دے کر پسپا کیا تو آئندہ ان کا ٹھہرنا اور بقا مشکل ہو جائے گا لہٰذا تم جہاد میں رغبت کرو، اپنے دین کی مدد کرو اور بھاگنے سے احتراز کرو کیونکہ کفار سے بھاگنا موجب جہنم ہے اور اس وقت تک حملہ نہ کرو جب تک میں تم کو حملہ کرنے کا حکم نہ دوں، بیدار اور چست رہو اور پر عزم و پر وقار رہ کر کندھے سے کندھا ملا کر رکھو۔

اُدھر وردان نے اپنے کمانڈروں کو جمع کر کے کہا اے بنی اصفر! جان لو کہ ہرقل کا اعتماد تم پر ہے اگر تم بھاگ گئے تو پھر تمہاری بقاء محال ہے اور تمہارے ملک پر عرب قبضہ کر لیں گے مَردوں کو قتل اور عورتوں کو لونڈیاں بنا دیں گے ایک ساتھ حملہ کرو تم میں سے تین آدمیوں کے مقابلے میں ایک عرب ہوگا صلیب سے مدد مانگو وہ مدد کرے گی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کفار کے لشکر کی تعداد اور حالت معلوم کرنے کے لئے حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور وصیت کی کہ صرف خبر لاؤ لڑنا نہیں حضرت ضرار رضی اللہ عنہ چلے گئے۔ کفار کی فوج کی بڑی شان و شوکت دیکھی، وردان کو خیال آیا کہ یہ مسلمانوں کا سردار ہے اپنے

ساتھیوں میں سے تیس آدمیوں کو ان کی گرفتاری کے لئے روانہ کیا ضرار رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا تو پیچھے ہٹنے لگے کفار نے سمجھا کہ بھاگ رہا ہے انہوں نے تعاقب کیا جب اپنے لشکر سے کافی دور نکل گئے تو ضرار رضی اللہ عنہ نے ایک دم گھوڑا موڑ کر حملہ کیا ایک شہسوار کو قتل کیا اسی طرح یکے بعد دیگرے انیس کفار اشرار کو جہنم رسید کیا اور ان کے لشکر کے قریب پہنچ کر واپس لوٹ گئے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں نے تم کو یہ نہیں کہا تھا کہ اکیلے مت لڑو صرف اندازہ کر کے واپس آجاؤ؟ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان لوگوں نے میرا پیچھا کیا تو مجھے بھاگتے ہوئے اللہ سے خوف اور شرم آئی اس لئے خوب لڑا اور اللہ نے میری مدد کی اور اگر آپ کی سرزنش کا خطرہ نہ ہوتا تو میں پوری فوج پر حملہ کرتا اور خدا کی قسم یہ لوگ ہمارے لئے مال غنیمت ہیں۔

اجنادین میں فوجوں کی صف بندی

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام کو ترتیب دی میمنہ پر معاذ بن جبل کو مقرر کیا میسرہ پر سعید بن عامر رضی اللہ عنہ، کو مقرر کیا ایک طرف نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ اور دوسرے جانب شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ اور ساقہ پر یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو چار ہزار صحابہ کے ساتھ مقرر فرمایا تاکہ عورتوں اور بچوں کی حفاظت ہو جائے۔ پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے عورتوں کی حوصلہ افزائی کی اور فرمایا کہ تمہاری شجاعت اور بہادری مشہور ہے جنگ سر پر ہے، جنت کے دروازے کھلے ہوئے ہیں پس اگر تمہاری طرف کوئی دشمن آجائے تو ڈٹ کر مقابلہ کرو اور اگر کوئی مسلمان بھاگنا چاہے تو اس کو روکو اور مار کر روکو اور اپنے بچے ان کو دکھا دکھا کر روکو، ان کو جوش دلاؤ اور کہو کہ عورتوں کو چھوڑ کر کدھر بھاگتے ہو؟ عفیرہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہم تو لشکر اسلام کی فرنٹ لائن میں جانا چاہتی ہیں تاکہ خوب لڑیں خولہ نے فرمایا ہمیں کوئی پرواہ نہیں ہماری طرف جو آئے گا مار کھائے گا حضرت خالد رضی اللہ عنہ خوش ہو کر واپس صفوں میں چلے گئے اور لشکر اسلام کے سامنے ایک بلیغ خطبہ دیا اور پھر قلب

لشکر میں عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ وغیرہ کے پاس چلے گئے اور وقار اور سنجیدگی کے ساتھ لشکر آگے بڑھنے لگا۔ جب وردان نے دیکھا کہ ایک کثیر لشکر آرہا ہے تو اس نے بھی اپنے بے تحاشا لشکر کو آگے بڑھایا جس نے زمین کو طولاً و عرضاً بھر دیا تھا آگے آگے صلیب اور جھنڈے تھے اور پیچھے لوگ کفریہ کلمات اور شرکیہ نعرے لگا رہے تھے جب دونوں طرف کے لوگ قریب ہو گئے تو رومیوں کی صفوں سے ایک پادری نکل آیا اور کہا کہ مسلمانوں کا امیر کون ہے جو مجھ سے گفتگو کرے تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ آگے آگئے۔

خالد رضی اللہ عنہ: لوگ ایسا ہی خیال کرتے ہیں جب تک اللہ کی فرمانبرداری کروں گا امیر رہوں گا ورنہ کوئی امارت نہیں۔

پادری: آپ لوگ ہمارے ملک کے بیچ میں آگئے ہیں یہاں تک کسی بادشاہ نے آنے کی جرأت نہیں کی ہے فارس و جرامقہ یہاں آکر شکست فاش سے دوچار ہوئے ہیں ابھی آپ لوگوں کو کچھ عارضی کامیابی ہوئی ہے مگر یہ کوئی دائمی چیز نہیں ہے ہمارے جرنیل وردان کو تم لوگوں پر ترس آگیا ہے اسی واسطے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے لہٰذا کچھ جوڑے جامے اور دینار وغیرہ لے کر واپس ہو جاؤ کچھ تم عام سپاہیوں پر تقسیم کر لو کچھ خود لے لو اور کافی مقدار میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی بھیج دو اور لوٹ جاؤ کیونکہ ہم چیونٹیوں کی مانند لشکر رکھتے ہیں اور بادشاہ ہرقل نے خاص اہتمام کے ساتھ اس لشکر میں بڑے بڑے جرنیلوں اور تجربہ کار پادریوں کو بھیجا ہے یہ عام لشکروں کی طرح نہیں ہے۔

خالد رضی اللہ عنہ: خدا کی قسم جب تک ہماری باتوں میں سے کسی ایک کو قبول نہیں کرو گے ہم واپس نہیں جائیں گے۔

① اول یہ کہ ہمارے دین اسلام میں داخل ہو جاؤ۔

② اگر یہ نہیں تو جزیہ دو۔ ③ ورنہ لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ

باقی رہا تمہارا لشکر تو یاد رکھو ہم سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبانی نصرت و مدد کا وعدہ فرمایا ہے لہٰذا تم بہت جلد دیکھ لو گے کہ تمہارے جوڑے جامے دینار و ملک یہ ہمارے

قبضہ میں آجائے گے، پادری نے جا کر وردان کو قصہ سنا دیا تو وردان نے کہا ان لوگوں کو صحیح اندازہ نہیں ابھی میں اپنی فوج کے ساتھ جا کر ان کو خاک میں ملا کر آتا ہوں یہ کہہ کر اس نے اپنی فوج کو متحرک کرنے کا حکم دیدیا یہ دیکھ کر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے زور سے کہا اے مسلمانو! جنت مزین ہوگئی ہے، آگ کے دروازے بند ہوگئے ہیں، رحمت کے فرشتے قریب ہیں، حوریں بناؤ سنگھار کر کے انتظار میں ہیں تمہیں دائمی زندگی مبارک اور پھر یہ آیت تلاوت کی۔ اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَھُمۡ وَاَمۡوَالَھُمۡ بِاَنَّ لَھُمُ الۡجَنَّۃَ یُقَاتِلُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ الخ

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ معاذ کچھ صبر کرو میں کچھ وصیتیں کرنا چاہتا ہوں پھر آپ نے صبر و ثبات کی نصیحت کی اور عصر تک جنگ کو طول دینے کا فرمایا اور پھر کہا اب بسم اللہ کر کے حملہ کردو۔

اجنادین میں حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کی بہادری

دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابل تیار کھڑی تھیں حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اب ہمیں توقف کی کیا ضرورت ہے ہمیں اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے اس کی مدد ہمارے ساتھ ہے دشمن ہم کو کمزور سمجھے گا لہٰذا یا تو ہمیں اجتماعی حملے کی اجازت فرمائیں اور یا کوئی جماعت منتخب کر کے بھیج دیں تا کہ وہ حملہ کرے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ بہتر یہ ہوگا کہ آپ پہلے حملہ کریں اور اجتماعی حملہ تک مقابلہ کریں۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تو یہی چاہتا تھا پھر حضرت ضرار رضی اللہ عنہ مسلح ہو کر گھوڑے کو ایڑ دے کر ایک دم دشمن کی صفوں میں گھس گئے دشمن نے چاروں طرف سے حضرت ضرار رضی اللہ عنہ پر تیروں کی بارش کردی، پتھروں کی بوچھاڑ کردی مگر حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کسی کی پرواہ کیے بغیر آگے بڑھ رہے تھے، ان کی صفوں کو چیر رہے تھے اور ان کے بہادروں کو جہنم رسید کر رہے تھے تیس، پینتیس آدمیوں کو قتل کیا اور پھر اپنے سر سے

خود پھینک دی چہرہ سے نقاب ہٹایا اور دشمن کو اس طرح للکارا اے بنی اصفر! میں کل بھی تمہارے ساتھ میدان کا ساتھی تھا اور آج بھی تمہارا مقابل ہوں میرا نام ضرار بن ازور ہے میں ہی وردان کے بیٹے حمران کا قاتل ہوں، یاد رکھو جو رحمٰن کے ساتھ کفر کرنے والا ہے میں اس کے لئے بلائے ناگہانی ہوں، میں ہر جگہ تمہیں ہلاک کرنے والا ہوں۔

جب رومیوں نے آپ کی یہ گفتگو سن لی تو ڈر کے مارے پیچھے ہٹ گئے حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کا جوش موجزن تھا آپ ان سب کے تعاقب میں آگے بڑھ گئے اتنے میں رومیوں کے تمام قسم کے دستوں اور فوجوں نے آپ پر حملہ کیا، آپ کچھ پیچھے ہٹ گئے وردان نے پوچھا کہ یہ کون سا بدوی ہے؟ لوگوں نے کہا بادشاہ سلامت یہ شخص کبھی ننگے بدن نیزہ لے کر چلا آتا ہے کبھی بغیر نیزہ آتا ہے اور کبھی تیر و تلوار لے کر حاضر ہو جاتا ہے، وردان نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور کہا کہ میرے کنبہ کو کم کرنے والا اور میرے بیٹے حمران کو قتل کرنے والا یہی شخص ہے اس کو اگر کوئی قتل کر دے تو مجھ سے وہ انعام وصول کرے جو اس کی مرضی ہو، اس پر ایک جرنیل سامنے آیا جو غالباً طبریہ کا والی تھا اس نے کہا کہ بادشاہ سلامت میں ابھی آپ کا بدلہ اس شخص سے لیتا ہوں یہ کہہ کر وہ گھوڑے پر سوار ہوا اور ایک دم حضرت ضرار رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا تین گھنٹہ تک شدید مقابلہ ہوا بالآخر محمدی کچھار کے شیر نے ایسا نیزہ مارا جو دشمن کے آر پار نکلا اور ملعون زمین پر گر پڑا، وردان نے جب یہ دیکھا تو کہا کہ ایسا ہی ہونا تھا کیونکہ یہ لوگ جن ہیں اور جنات کا مقابلہ کون کر سکتا ہے ہاں البتہ میں خود اس بدصورت کے مقابلے میں جاتا ہوں اس کے لیے میرے سوا کوئی نہیں، یہ کہہ کر وہ گھوڑے سے اُترا، اپنا اسلحہ زیب تن کیا، زرہ پہن لیا اور رعب ڈالنے کے لیے سر پر تاج رکھا، صلیب کو اٹھا کر خوب بن ٹھن کر گھوڑے پر سوار ہوا اور آگے بڑھنے لگا کہ اتنے میں اصطفان والی عمان آگے آیا اور کہا کہ بادشاہ سلامت! اس بدبخت سے آپ کا بدلہ میں لوں گا لیکن شرط یہ ہے کہ اس کے قتل کے بدلے میں آپ اپنی بیٹی کا نکاح میرے ساتھ کریں گے وردان نے کہا میں

اس کے لیے تیار ہوں اور ان حاضرین کو اس پر گواہ بنا دیتا ہوں یہ سن کر اصطفان آگ بگولہ ہو کر چل پڑا۔

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ اور اصطفان کا مقابلہ

جنگ کا تیسرا مرحلہ

اصطفان نے ایک دم حضرت ضرار رضی اللہ عنہ پر حملہ کر کے کہا کہ یہ لو نیزہ جس کو کوئی نہیں روک سکتا اور پھر صلیب کو چوم کر اس سے مدد مانگی، حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم صلیب سے مدد مانگتے ہو تو میں رب صلیب، قریب مجیب اللہ سے مدد مانگتا ہوں اور راقم نے کہا

اَعُبَادَ الْمَسِیْحِ یَخَافُ صَحْبِی
وَنَحْنُ عَبِیْدُ مَنْ خَلَقَ الْمَسِیْحَا

ترجمہ: کیا مسیح کے بندوں سے میرے ساتھی ڈریں گے حالانکہ ہم اس رب کے بندے ہیں جس نے مسیح کو پیدا کیا ہے۔

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے بھرپور جوابی حملہ کیا دونوں طرف سے فن حرب کا مظاہرہ جاری تھا لوگ دیکھ رہے تھے اور بے قرار تھے حضرت خالد نے چلا کر آواز دی کہ اے ابن ازور! یہ کیا سُستی دکھا رہے ہو اور یہ کیا تغافل برت رہے ہو اور کیوں لڑائی کو طول دے رہے ہو؟ حالانکہ دوزخ تمہارے حریف کے انتظار میں ہے اور اللہ جل جلالہ تم کو دیکھ رہا ہے، یہ سن کر حضرت ضرار رضی اللہ عنہ میں جوش پیدا ہوا، گھوڑے کی پشت پر متحرک ہوئے اور ایک دم اپنے مدّ مقابل پر حملہ کیا رومیوں نے بھی اپنے بہادر کو جوش دلایا گھمسان کی لڑائی دو بدو جاری تھی دونوں طرف سے گھوڑے تھک گئے سوار پسینہ میں شرابور ہوئے اور دھوپ خوب گرم ہوئی رومی جرنیل نے پیدل ہو کر لڑنے کو کہا

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے بھی ارادہ کیا مگر جب دیکھا کہ رومیوں کی صفوں سے ایک آدمی آگے آیا اور تازہ دم گھوڑا لا کر اس کو دیا تو آپ نے اپنے گھوڑے کو اس طرح خطاب کیا، اے میرے گھوڑے کچھ دیر کے لیے میرا ساتھ دو ہمت کرو ورنہ میں حضور علیہ السلام کے روضہ کے پاس تیری شکایت کروں گا یہ کہنا تھا کہ گھوڑا ہنہنایا اور دونوں ٹانگوں کو پھیلا کر آگے بڑھنے لگا حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے جرنیل کے غلام پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا اور اسی کے گھوڑے پر سوار ہو کر جرنیل پر حملہ آور ہونے ہی والے تھے کہ اتنے میں اس نے رومیوں کے ایک پیدل دستے کو آتے ہوئے دیکھا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ وردان نے جب دیکھا کہ اب اس کا جرنیل میدان میں قتل ہونے والا ہے تو اس نے کہا کہ اے میری قوم اس شیطان نے میرے جگر کو پارہ پارہ کر دیا ہے اگر آج میں اس کو قتل نہ کروں تو میں خودکشی کر لوں گا اب اس کے مقابلے کے لیے مجھے نکلنا ہے اگرچہ بہادر لوگ میرا اس بدوی سے مقابلہ کرنے کو پسند نہیں کریں گے اور مجھے طعنہ دیں گے مگر مجھے ضرور جانا ہے اس پر کئی جرنیلوں نے صلیب اٹھا اُٹھا کر قسمیں کھائیں اور دس آدمی میدان میں نکل آئے، یہ لوگ زرہ پوش تھے، پیروں میں لوہے کے موزے اور بازوؤں پر لوہے کے بازو چڑھائے ہوئے تھے، ہاتھوں میں فولاد کے گرز لیے ہوئے وردان کے ساتھ ہو کر میدان میں آ گئے، اصطفان نے جب دیکھا کہ تازہ دم ساتھی آرہے ہیں تو اور تیز ہو گیا اور ضرار کے ساتھ پھر لڑنے کا شوق ہوا حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کو نہ اصطفان کی پرواہ تھی اور نہ رومیوں کی، وہ برابر لڑ رہے تھے کہ خالد بن ولید نے دیکھا کہ ضرار کے مقابلے میں مزید لوگ آ گئے تو آپ بھی دس آدمیوں کو لے کر میدان میں اتر آئے، حضرت ضرار نہایت مردانگی سے مقابلہ کر رہے تھے، رومی ان تک پہنچ چکے تھے کہ اتنے میں خالد رضی اللہ عنہ نے آواز دی کہ اے ضرار خوش ہو جاؤ اللہ کی مدد آ گئی۔ حضرت خالد کے ساتھیوں نے کفار کو گھیرے میں لے لیا اور ایک ایک کی طرف رُخ کیا خالد رضی اللہ عنہ نے وردان کو لڑنے کے لیے للکارا،

ادھر ضرار کے مدّ مقابل اصطفان حواس باختہ ہو گیا تھا اس کے ہاتھ شل ہو گئے تھے اور گھوڑا بے حس ہو گیا تھا حضرت ضرار نے موقع کو غنیمت سمجھ کر اس پر حملہ کیا اس نے جان بچانے کے لیے اپنے کو گھوڑے سے نیچے گرایا اور بے تحاشا بھاگنے لگا حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے بھی پیدل ہو کر اس کا تعاقب کیا جب قریب ہوئے تو ہاتھ سے نیزہ پھینک کر دشمن خدا کو کندھوں سے پکڑ کر کشتی شروع ہو گئی اصطفان پتھر کی چٹان کی طرح نہایت بھاری بھر کم جسم والا تھا اور حضرت ضرار دبلے پتلے نحیف جسم والے تھے مگر ایمانی قوت تھی دیر تک قوت آزمائی ہوتی رہی آخر آپ نے کمر بند پر ہاتھ مارا ناف کے قریب سے کمر بند پکڑ کر اس کو زمین سے اٹھا کر دے پٹکا اصطفان نے اپنی زبان میں بڑی عاجزی کے ساتھ وردان سے مدد مانگی وردان نے کہا ارے بد بخت! ان درندوں سے پھر مجھے کون بچائے گا۔ ان کی آپس کی گفتگو حضرت خالد بھی سن رہے تھے آپ بھی حملہ کے لیے متحرک ہوئے اور وردان پر حملہ کر دیا، ادھر حضرت ضرار اپنے مقابل اصطفان کو زمین پر گرا کر اس کے سینے پر بیٹھ گئے، وہ اونٹ کی طرح بڑ بڑا رہا تھا حضرت ضرار نے تلوار کھینچ لی کہ اس کو ذبح کر دیں اس نے اتنا شور کیا کہ آسمان سر پر اٹھا لیا ادھر سے رومیوں کی ایک جماعت مدد کے لیے آ رہی تھی مگر حضرت ضرار نے اصطفان کا کام تمام کیا اس کا سر قلم کیا اور ان کے سینے سے اتر کر خون میں لت پت واپس آئے اور لشکر اسلام میں نعرۂ تکبیر بلند ہوا پھر فریقین میں شدید لڑائی جاری ہوئی، رومی ارمن بارش کی طرح تیروں کو برسا رہے تھے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو اس طرح نصیحت کر کے جوش دلایا، اے لوگو! اللہ کے سامنے اپنی موت کو یاد رکھو اور جنگ سے بھاگ کر مستحق جہنم مت بنو، اے دین کی حفاظت کرنے والو! اور اے قرآن کی تلاوت کرنے والو! صبر سے کام لو، اس گفتگو سے لوگوں میں مزید ولولہ پیدا ہوا اور عصر تک حد سے زیادہ لڑائی ہوئی اس مرحلہ میں مسلمانوں کے تیس آدمی شہید ہو گئے اور کفار اشرار کے تین ہزار آدمی جہنم

رسید ہو گئے جن میں دس والیان ملک تھے رومی بمعہ وردان کے بھاگ گئے جب اپنے مقام پر پہنچ گئے تو وردان نے اپنی قوم کے سامنے عجیب تقریر کی اور کہا کہ تم میں سچائی نہیں ہے تم بزدل ہو، تم ظالم ہو، تم فریب کار ہو اگر یہی حالت رہی تو یہ ملک و دولت تم سے چلی جائے گی بہتر ہے کہ اب بھی اپنے دلوں کے زنگ کو دھو ڈالو ہمارے دلوں میں خیال تک نہیں گزرا تھا کہ یہ چرواہے اور یہ بھوکے ننگے غلام عرب ہم سے لڑیں گے ان کو قحط وخشک سالی نے ہماری طرف روانہ کیا اور اب انہوں نے یہاں آکر پھل کھائے، میوے کھائے، جَو کی جگہ گندم کی روٹی مل گئی، سرکہ کی جگہ شہد کھا رہے ہیں، انجیر، انگور اور عمدہ اشیاء سے لُطف اُٹھا رہے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ تمہاری عورتیں مائیں اور اہل وعیال کو قید کر لیا نہ معلوم تم اس بے عزتی پر کیوں خاموش ہو۔ یہ سن کر سب رومی رونے لگے اور کہا کہ بس ہم اب آخری دم تک لڑیں گے اور ان کو مار بھگائیں گے۔ وردان نے کچھ سرداروں کو مخاطب کر کے پوچھا کہ تمہارا کیا خیال ہے ان میں سے ایک سردار نے کہا کہ اے بادشاہ تو ایسی قوم سے الجھا ہے جس کو تم نے خود دیکھا ہے کہ ایک آدمی ہماری پوری فوج پر حملہ کرتا ہے اور تباہی مچا کر واپس جاتا ہے ان کے نبی نے جو کچھ ان سے کہا ہے بس اسی پر ان کا عقیدہ بن گیا ہے ان کا اگر کوئی مرتا ہے تو ان کے ہاں وہ سیدھا جنت میں جاتا ہے، ان کے ہاں موت وحیات یکساں ہے، ہم سے خلقِ کثیر ہلاک ہوگئی ہے اور ان سے گنے چُنے چند آدمی مارے گئے ہیں، اس قوم کا کوئی علاج نہیں ہاں ایک علاج ہے کہ ان کے کسی جرنیل کو کسی حیلہ ودھوکہ سے بلا کر قتل کر دو تو باقی لوگ سب بھاگ جائیں گے۔

مسلمانوں کے سردار کو دھوکہ سے قتل کرنے کی سازش

جنگ کا چوتھا مرحلہ

وردان نے اس سردار سے پوچھا کہ اس دھوکہ دہی کی کیا صورت ہوسکتی ہے کیونکہ حیلہ میں تو وہ لوگ سب سے آگے ہیں؟ اس نے کہا کہ تم پہلے قوم کے دس بہادروں کو لے جا کر ایک کمین گاہ میں بٹھاؤ اور پھر مسلمانوں کے ایک سردار کو گفتگو اور مذاکرات کے لئے بلاؤ اور اس طرح ایک ساتھ ان کو قتل کردو کیونکہ مذاکرات کے دوران تمہارے ساتھی پہنچ جائیں گے۔ اس ترکیب سے وردان بہت خوش ہوا اور حمص کے ایک باشندے داؤد نامی کو بلا کر کہنے لگا،

تم چالاک آدمی ہو، نہایت فصیح و بلیغ ہو تم مسلمانوں کے پاس جا کر ان سے یہ کہو کل تک جنگ بند کریں اور کل صبح ان کا سردار آجائے تاکہ ہم آپس میں جنگ بندی کے لئے مذاکرات کریں، ہم ان کو کچھ مال بھی دے دیں گے اگر صلح وہ قبول کرلیں۔

داؤد نے کہا کہ میں عربوں کے پاس صلح کی بات کے لئے نہیں جا سکتا کیونکہ ہرقل پھر مجھے مار دے گا اور تم پر تف ہو کہ بزدلی کی وجہ سے صلح کی باتیں کرتے ہو، وردان نے کہا کہ دیکھو یہ ایک حیلہ ہے ہم دھوکہ سے ان کو قتل کرنا چاہتے ہیں داؤد نے کہا اگر یہ دھوکہ ہے تو اس طرح مکار لوگ کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے۔

بہرحال وردان نے غصّے ہو کر اس سے کہا کہ میرا حکم ہے کہ تم جاؤ اور میرا پیغام ان تک پہنچا دو، داؤد نے کہا بہت اچھا، جاتے وقت داؤد نے خود بخود کہا کہ شاید وردان کی موت قریب آگئی ہے۔ قاصد جب مسلمانوں کے پاس پہنچا تو زور سے آواز دی کہ اے عرب! کیا خونریزی اور اس قتل پر بس نہیں کرتے ہو اللہ تعالیٰ تم سے سوال کریں گے، ہم نے صلح کی ایک تجویز سوچی ہے لہٰذا مناسب ہے کہ تمہارا سردار مجھ سے گفتگو

کے لئے آگے آجائے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ شعلۂ جوالہ کی طرح تلوار ہلاتے ہوئے آگے آئے، داؤد گھبرا کر کہنے لگا۔ اے عربی! میں لڑنے والا آدمی نہیں ہوں بلکہ میں قاصد ہوں میرے ساتھ گفتگو کیجیے۔

خالد رضی اللہ عنہ: تُو جو پیغام لایا ہے اُسے بیان کر مگر سچائی کو مدنظر رکھ کیونکہ سچائی میں کامیابی ہے اور جھوٹ میں ناکامی ہے۔

داؤد: اے عربی! میں اس غرض سے حاضر ہوا ہوں کہ ہمارا سپہ سالار سردار خونریزی کو پسند نہیں کرتا، اب تک جو لوگ قتل ہوئے ہیں ان کو اس پر غم ہے اس لیے ان کی یہ رائے ہے کہ تم لوگوں کو کچھ مال دے کر ایک معاہدہ کریں تاکہ جنگ بندی ہو جائے۔

خالد رضی اللہ عنہ: کافی دیر تک سوچنے کے بعد فرمایا کہ وردان کے دل میں جو مکر وحیلہ چھپا ہوا ہے مجھے اس کا اندازہ ہے کیونکہ مکر وفریب تو ہمارے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے، شاید دنیا کا کوئی شخص مکر وحیلہ میں ہم سے آگے نکلا ہو یہ ہمارا فن ہے وردان اپنی موت کی باتیں کر رہا ہے باقی مال کی بات، تو ہم کو مال کی خواہش نہیں ہے ہاں البتہ اسلام سے انکار کے بعد جزیہ کی صورت میں مال ہم لیتے ہیں۔

داؤد: بس تم دونوں جب مل کر بیٹھو گے تو کوئی اچھی صورت سامنے آجائے گی اس کے بعد داؤد پر رعب چھا گیا، وہ ڈر گیا کہ وردان مارا جائے گا پھر بعد میں ہمارا نمبر آئے گا اس لیے اس نے اپنے اہل وعیال کے لیے امان مانگ لی اور وردان کا پورا منصوبہ حضرت خالد کے سامنے رکھ دیا حضرت خالد نے فرمایا کہ اگر تم نے غداری نہیں کی تو میں تجھے اور تیرے اہل وعیال کو امان دیتا ہوں۔ داؤد واپس چلا گیا اور حضرت خالد کا جواب وردان کے سامنے بیان کیا وردان بڑا خوش ہوا اور قابلِ اعتماد دس بہادروں کو چن لیا اور جہاں مذکرات ہونے تھے وہاں ایک ٹیلہ کے پیچھے کمین گاہ میں بٹھا دیا، حضرت خالد رضی اللہ عنہ خوشی خوشی واپس آئے، ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ہنسنے اور خوشی کی وجہ پوچھی تو خالد رضی اللہ عنہ نے پورا قصہ بیان کیا۔

ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تمہارا کیا ارادہ ہے؟ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا انشاء اللہ میں اکیلا جاؤں گا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایسا مت کرو بلکہ ''وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ'' پر عمل کرو اپنے ساتھ دس ساتھی لے لو اور قریب کسی جگہ میں بٹھا دینا جب اُن کے آدمی کمین گاہ سے نکلیں گے تو آپ کے ساتھی بھی نکل آئیں گے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا ٹھیک ہے اور پھر آپ نے دس آدمی چن لیے، جن میں ضرار بن ازور بھی تھے حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان کو وہی نقشہ دیا کہ وہاں تم بیٹھ جاؤ اور بوقت ضرورت پھر نکل آؤ گے حضرت ضرار نے فرمایا کہ یہ صورت تشویشناک ہے بلکہ بہتر صورت یہ ہے کہ وہ لوگ جہاں بیٹھے ہوئے ہیں ہم جا کر ان کو قتل کر دیں گے اور انہی کی جگہ بیٹھ جائیں گے اور صبح آپ کے بلانے پر حاضر ہو جائیں گے۔ خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ صورت اور زیادہ اچھی اور مناسب ہے چنانچہ حضرت ضرار آگے آگے اور ساتھی پیچھے پیچھے جب قریب پہنچ گئے تو ساتھیوں سے فرمایا کہ تم ذرا توقف کرو میں جا کر معلوم کرتا ہوں جب آپ گئے تو دیکھا کہ وہ سب لوگ سوئے ہوئے ہیں چاہا کہ اکیلا شروع کر دے مگر پھر سوچا کہ ساتھیوں کو لانا مناسب ہوگا تا کہ بغیر شور شرابہ کے سب کا کام ہو جائے چنانچہ سب ساتھیوں نے وہاں پہنچ کر ایک ایک کو قتل کیا اور اجتماعی قبر میں دفنا کر ان کے کپڑے خود پہن لیے تا کہ لوگ رومیوں کا گمان کریں صبح کو حضرت خالد رضی اللہ عنہ وردان کے ہاں مذاکرات کے لیے چلے گئے، دونوں طرف کی فوجیں بالکل ایک دوسرے کے مقابل تیار کھڑی تھیں۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ شاید ضرار اور ان کے رفقاء نے اپنا کام کر لیا ہوگا اور جب میں حملہ کروں تو آپ فوراً اپنی فوجوں کو حملہ کا حکم دے دیں۔

خالد رضی اللہ عنہ اور وردان کی گفتگو:

حضرت خالد رضی اللہ عنہ جب وردان کے پاس پہنچ گئے تو اللہ کا دشمن ٹیلے کے قریب ہو گیا اور وہاں مذاکرات کے لیے خچر سے اُتر گیا حضرت خالد بھی گھوڑے سے اُتر آئے

اور دونوں اس ٹیلے کے پاس بیٹھ گئے وردان نے ڈر کے مارے تلوار کو ہاتھ میں ہی رکھا اور خالد رضی اللہ عنہ مقابل ہی بیٹھ گئے۔

خالد رضی اللہ عنہ: جو کچھ کہنا چاہتا ہے کہہ دے مگر سچ بول اور یہ جان لے کہ تو ایسے شخص کے سامنے بیٹھا ہے کہ جو کسی کے مکر و حیلہ کی ذرا بھی پرواہ نہیں کرتا کیونکہ وہ شخص خود حیلوں اور مکر کی اصل و جڑ ہے۔

وردان: خالد دیکھو اس وقت معاملہ تیرے اور میرے درمیان ہے جو کچھ تیرا ارادہ اور خواہش ہے وہ بیان کرو اور لوگوں کی خونریزی سے باز آجاؤ، یاد رکھو اللہ کے سامنے اس کی باز پرس ہوگی اگر تم کو دنیا کی خواہش ہے اور ہمارے مال و متاع کی ضرورت ہے یا ہم سے کچھ لینا چاہتے ہو تو ہم بطور خیرات تم کو دینے میں بخل نہیں کریں گے کیونکہ ہمارے نزدیک تم سب سے زیادہ کمزور، قحط زدہ علاقوں کے ذلیل ترین لوگ ہو، اب جو تم کو منظور ہو بولو۔

خالد رضی اللہ عنہ: آپ نے یہ سن کر فرمایا اے نصرانیت کے کتے، اللہ تعالیٰ نے ہم کو تمہارے صدقات سے بے نیاز کر دیا ہے تمہارے اموال ہمارے لئے اللہ نے حلال کیے ہیں اور تمہاری عورتوں اور بچوں کو ہمارے لیے جائز کر دیا ہے، اگر تم اسلام قبول کر لو تو تم ہمارے بھائی بن جاؤ گے ورنہ ذلت کے ساتھ جزیہ دو یا لڑائی کے لیے تیار ہو جاؤ۔

صاحب فتوح الشام فرماتے ہیں کہ کمین گاہ کے لوگوں پر وردان نے بھروسہ کیا اور ایک دم حضرت خالد رضی اللہ عنہ پر تلوار سے حملہ آور ہوا اور آپ کے دونوں بازوؤں کو پکڑ لیا حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے بھی اس پر حملہ کیا اور ایک نے دوسرے کو خوب مضبوطی کے ساتھ پکڑ لیا وردان نے اپنے آدمیوں کو للکار کر آواز دی کہ جلدی دوڑو صلیب نے عربوں کے سردار کو میرے قبضہ میں کر دیا ہے، ٹیلے کے پیچھے صحابہ کرام نے یہ آواز سنی وہ تلواریں سونت کر عقابوں کی طرح ان کی طرف لپکے حضرت ضرار ننگے بدن تلوار ہلاتے ہوئے شیر ببر کی طرح گرجتے گونجتے اپنے ساتھیوں سے آگے آگے آرہے تھے

وردان نے سوچا کہ میرے آدمی ہیں مگر جب حضرت ضرار پر نظر پڑی اور اللہ اکبر کا نعرۂ مستانہ سُنا تو بدحواس ہو گیا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا کہ میں تجھے تیرے معبود کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھے تم ہی قتل کر دو اور اس شیطان سے چونکہ مجھے نفرت ہے لہٰذا اس کے ہاتھ سے مجھے قتل نہ کراؤ، یہ گفتگو جاری تھی کہ حضرت ضرار شیر کی طرح ڈکارتے اور رجز کے یہ اشعار پڑھتے ہوئے پہنچ گئے۔

سَاُلْحِقُ وَرْدَانَ بِحُمْرَانَ اِبْنَهٗ
وَاِنِّی سَاُمْحِقُ عَبَدَةَ الْاَوْثَانِ
وَاَرْضٰی بِذَالِکَ الْمَلِکَ الْمَنَّانِ،

ترجمہ: میں عنقریب وردان کو بھی اس کے بیٹے حمران کے ساتھ ملا دوں گا اور میں عنقریب بتوں کے پجاریوں کو ختم کر دوں گا اس فعل سے اپنے انعام کرنے والے رب کو راضی کروں گا اور اس کے ذریعے سے مغفرت اور معافی طلب کروں گا۔

پھر حضرت ضرار نے وردان کے قریب پہنچ کر فرمایا کہ خدا کے دشمن تو نے جو مکر و فریب اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بنایا تھا اس کا کیا ہوا؟ آپ نے تلوار اُٹھائی مگر خالد رضی اللہ عنہ نے ابھی مارنے سے منع فرما دیا۔

وردان کا قتل بدست ضرار رضی اللہ عنہ

جنگ کا پانچواں مرحلہ

وردان نے جب دیکھا کہ موت سر پر آ گئی تو کانپ کر زمین پر گر پڑا اور انگلی سے اشارہ کر رہا تھا کہ امن دو، امن دو۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ظالم دھوکے باز اور صلح کے نام سے غداری کرنے والے شخص کو ہم کیسے امان دے سکتے ہیں یہ کہنا تھا

کہ حضرت ضرار نے اس کے شانے پر ایک زوردار تلوار ماردی اور جلدی اس کا تاج اپنے قبضہ میں لے لیا پھر باقی ماندہ مجاہدین نے بھی اس پر تلواروں کے پے در پے وار کر کے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اس کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ساتھیوں سے کہا کہ کفار کا سردار مارا گیا کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ ہم پر پہل کریں اس لیے اس کا سر کاٹ کر نیزوں پر اٹھالاؤ اور رومیوں کا لباس پہن کر لشکر کفار کی طرف چلو جب قریب پہنچو تو نعرۂ تکبیر بلند کرو تا کہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا لشکر بھی حملہ میں شریک ہو جائے۔ جب صحابہ کرام رومیوں کی طرف بڑھنے لگے تو رومیوں نے سمجھا کہ یہ وردان اور ان کے ساتھی ہیں اور انہوں نے مسلمانوں کے سردار کو قتل کیا ہے بس خوشی سے چیخنے لگے کفریہ نعرے بلند کر کے سیٹیاں اور تالیاں بجانی شروع کر دیں مسلمانوں نے قریب پہنچ کر نعرۂ تکبیر بلند کیا ادھر سے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے لشکر نے بھی حملہ کیا اب رومیوں کو یقین ہو گیا کہ یہ لوگ تو مسلمان ہیں اور ہمارا سردار مارا گیا ہے بس ڈر گئے اور دُم دبا کر بھاگنے لگے اور موحدین کے بہادر سپاہیوں نے ان کو مارنا شروع کر دیا ان کے تعاقب میں مسلمان دوڑ رہے تھے کہ آگے سے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بھیجا ہوا مزید لشکر آرہا تھا اب کافر بیچ میں پھنس گئے اور مسلمانوں نے خوب ان کا قتل عام کیا، علامہ واقدی فرماتے ہیں کہ جنگ اجنادین کے موقع پر کفار کی فوج نوے ہزار تھی اس روز کے معرکے میں ان کے پچاس ہزار آدمی مارے گئے افراتفری میں ان کے بعض نے بعض کو خود قتل کیا کچھ رومی دمشق اور کچھ قیساریہ کی طرف بھاگ نکلے اور مسلمانوں نے بے تحاشا مالِ غنیمت حاصل کیا اور اجنادین کا پورا علاقہ فتح ہوا اور اللہ کا کلمہ بلند ہوا حق آ گیا اور باطل مٹ گیا۔

Kafir = 50,000 Qatal

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا صدیق رضی اللہ عنہ کے نام خط کا مضمون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خلیفہ رسول کے نام خالد کا یہ خط ہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ، حمد وصلوۃ کے بعد اللہ کا شکر ہے کہ مسلمان صحیح وسلامت رہے اور کفار ہلاک ہوئے ان کی شرارتوں کے شعلے ٹھنڈے ہو گئے مزید یہ کہ اجنادین کے میدان میں رومی کفار اپنے تمام آب وتاب کے ساتھ آئے تھے والئ حمص وردان بھی ان کے ساتھ تھا سب نے قسمیں اُٹھا رکھی تھیں کہ نہیں بھاگیں گے صلیبوں سے مدد مانگ رہے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے ہم کو صبر عطا کیا اور ہم کو فتح ونصرت سے سرفراز کیا اور اپنا غضب کفار پر ڈالا، ہم نے ہر جگہ ان کو قتل کیا پچاس ہزار ان کے مردار ہو گئے اور چار سو پچھتر مسلمان شہید ہو گئے میں یہ خط بروز جمعرات جمادی الثانی ۱۲ھ لکھ رہا ہوں اور ابھی ہم دمشق پر فوج کشی کرنے والے ہیں ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے فتح ونصرت کی دُعا کیجئے والسلام۔

ادھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں ہر روز باہر جاتے اور شام سے آنے والوں سے خبریں معلوم کرتے تھے ایک دن آپ رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن بن حمید کو شام سے آتے ہوئے دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام جلدی دوڑے اور حالات کا پوچھا۔ قاصد نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے شام میں مسلمانوں کو فتح عطا کی ہے۔ یہ لفظ سُنتے ہی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سجدہ میں گر پڑے قاصد نے کہا کہ اے خلیفۂ رسول! سر اٹھائیے! اللہ تعالیٰ نے آپ کی اور مسلمانوں کی آنکھوں کو فتح سے ٹھنڈا کیا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے سر اٹھایا، خط لیا اور آہستہ آہستہ پڑھنے کے بعد عام مجمع میں سنایا مدینہ طیبہ میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور صحابہ کا جم غفیر خط سننے کے لیے جمع ہو گیا

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سب کے سامنے خط پڑھ کر سنایا۔ کہتے ہیں کہ یہ عظیم فتوحات کی خبریں جب یمن اور جزیرۃ العرب کے دوسرے مقامات تک پہنچ گئیں تو لوگ

جوق در جوق مدینہ طیبہ آئے تا کہ شام کے جہاد میں وہ بھی شریک ہو جائیں مدینہ طیبہ میں مشوروں کے بعد طے یہ ہوا کہ ان لوگوں کو بھیجا جائے چنانچہ یہ مزید افواج بھی شام کی طرف روانہ ہوئیں انہی افواج میں دیگر رؤسائے مکہ کے علاوہ ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ بھی تھے انہوں نے فرمایا کہ میں نے اللہ کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا ہے تم لوگ اس پر گواہ رہو یہ تقریباً نو ہزار پر مشتمل لشکر تھا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مندرجہ ذیل خط حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے نام لکھ کر ان حضرات کو دُعاؤں کے ساتھ چلنے کی اجازت دے دی۔

خالد رضی اللہ عنہ کے نام حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا خط

اما بعد! میں تمہیں ہر ظاہر و پوشیدہ حالت میں خوف خدا کی تلقین کرتا ہوں پھر مسلمانوں سے نرمی کا کہتا ہوں اور ان کی خطاؤں سے درگزر اور ہر کام میں ان سے مشورہ کرنے کا کہتا ہوں، میں فتوحات کا سن کر بہت خوش ہوا ہوں تم اپنے گھوڑوں کو برابر بڑھاتے چلے جاؤ حتی کہ تم کفار کے ممالک کو فتح کرتے کرتے شام کے باغات تک پہنچ جاؤ اس کے بعد معرات اور حمص کی طرف بڑھو اور پھر انطاکیہ کی طرف چلو، میں تمہارے پاس بہادرانِ یمن شیرانِ نخع اور سرداران مکہ بھیج رہا ہوں معدیکرب اور مالک نخعی تمہارے کاموں میں زیادہ معاون ثابت ہوں گے جب تم انطاکیہ پہنچو جہاں بادشاہ ہرقل مقیم ہے تو اگر وہ صلح چاہے تو صلح کر لو اور اگر لڑائی پر آمادہ ہو تو اس سے جنگ کرنا اور جب تک مجھے نہ لکھو تب تک پہاڑوں کے دروں میں داخل نہ ہونا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ہرقل کی موت قریب ہے والسلام۔

فتح دمشق

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا اپنے لشکر کو ترتیب دینا

جنگ کا پہلا مرحلہ

راوی کہتا ہے کہ خالد رضی اللہ عنہ نے جس وقت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے نام خط روانہ کیا تو اسی وقت آپ نے دمشق کی طرف کوچ کر دیا تھا اہل دمشق نے جب بہادروں کے قتل اور فوج کی ہزیمت کی خبر سُنی تو اسی وقت سے قلعہ بند ہو گئے مکمل انتظامات کر کے قلعوں میں پناہ لے لی دیہاتوں اور اطراف کے لوگ دمشق آ آ کر پناہ گزین ہو گئے اور لڑنے مرنے پر تیار ہو گئے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ یہاں اس وقت پہنچے جبکہ اہل دمشق مکمل طور پر محفوظ ہو چکے تھے اسلامی لشکر کے سپہ سالار اپنے اپنے لشکروں کے ساتھ یہاں آوارد ہوئے دمشق کے ارد گرد اس وقت تقریباً دس ہزار کی فوج ظفر موج آ چکی تھی حضرت خالد رضی اللہ عنہ دمشق سے نصف میل کے فاصلہ پر ''دیر خالد'' میں قیام پذیر تھے اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو لشکر دے کر باب جابیہ پر مقرر فرمایا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے وہاں پہنچتے ہی اپنے لشکر کو لڑنے کا حکم دے دیا حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے یزید بن ابی سفیان کو حکم دیا کہ اپنے ساتھیوں کو لے کر باب الصغیر پر چلے جاؤ اور اپنے ساتھیوں کی حفاظت کا خیال رکھنا اگر شہر سے کوئی تمہارے ساتھ لڑنے کو نکل آئے اور تم میں مقابلہ کی طاقت نہ ہو تو فوراً مجھے اطلاع کر دینا، اس کے بعد شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھیوں سمیت باب تُوما پر مقرر فرمایا اور کہا کہ احتیاط سے رہو تو ما بہادر آدمی ہے اور پھر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا کہ تم باب فرادیس پر رہو اور وہاں سے کسی قسم کی حرکت مت کرو پھر آپ رضی اللہ عنہ نے قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ کو باب الفرج پر ان کے ماتحت لشکر کے ساتھ مقرر فرمایا اس کے بعد

حضرت خالد رضی اللہ عنہ اپنی فوج کے ساتھ باب شرقی پر ٹھہر گئے اور حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کو آپ نے حکم دیا کہ تم دو ہزار لشکر لے کر طلیعہ کا کام کرو اگر دشمن کا کوئی جاسوس ملے تو ان کو پکڑو اور مجھے اطلاع کرو اور اگر کسی سمت میں کسی جرنیل کو کوئی مشکل پیش آرہی ہو تو ان کی مدد کو پہنچو، حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ تو میرا ضمیر نہیں مانتا کہ لڑائی کے بغیر انتظار میں بیٹھا رہوں، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے قدرت کے مطابق لڑ لینا۔ اس پر حضرت ضرار رضی اللہ عنہ خوش ہو کر رجز کے اشعار پڑھتے ہوئے روانہ ہو گئے۔

دِمَشْقُ قَدْ اَتَاکَ ضِرَارُ یَوْمًا　　بِمَنْ یَّاْتِیْکَ بِالْوَیْلِ الطَّوِیْلِ

سَاَضْرِبُ فِی الْعُلُوْجِ بِحَدِّ قَضْبٍ　　قَطُوْعٍ قَاتِلٍ سَیْفٍ صَقِیْلٍ

ترجمہ: اے دمشق آج تیرے پاس ضرار طویل وعریض ہلاکت لے کر آیا ہے میں ابھی ابھی عجمی کافروں کی گردنوں کو ایسی تلوار سے اُڑاؤں گا جو نہایت تیز کاٹنے والی چمکدار ہے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی فوج نے باب شرقی سے رومیوں پر حملہ شروع کر دیا ادھر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے قاصد نے آ کر مزید کمک کی خوش خبری سنائی جس پر مسلمان بہت خوش ہوئے رومیوں نے بھی اپنے بچوں اور عورتوں سمیت جنگ کی قسمیں اٹھائی تھیں کہ بس لڑیں گے یا مریں گے اس وقت دونوں طرف سے لڑائی کی ابتدا ہوئی ایک حزب الرحمٰن ہے دوسری حزب الشیطان ہے دمشق اس وقت صحابہ کے لیے یہ گواہی دے رہا تھا

هُمُ الْجِبَالُ فَسَلْ عَنْهُمْ مَصَادِمَهُمْ　　مَاذَا رَاٰی مِنْهُمْ فِیْ کُلِّ مُصْطَدَمٍ

یعنی صحابہ کرام اولوالعزمی کے پہاڑ تھے پہاڑوں سے ذرا پوچھ لیں کہ ان کے معرکے کیسے تھے اور ان کا ٹکرانا کیسا تھا اور دشمن نے بوقت ٹکراؤ کیا کچھ دیکھا؟

مسلمانوں کے جواب میں رومیوں نے بھی تیروں کی بارش شروع کر دی دن بھر لڑائی

جاری تھی رات کو ہر سردار اپنی مقررہ جگہ پر واپس آ گیا حضرت ضرار رضی اللہ عنہ رات بھر تمام لشکر کے ارد گرد بطور پہرہ دار گشت کرتے رہے تا کہ اچانک دشمن حملہ نہ کر دے اُدھر رومیوں کے کفریہ نعرے بھی جاری تھے ناقوس بج رہے تھے صلیبوں کو آویزاں کر دیا گیا تھا اور مشعلیں اتنی زیادہ روشن کر رکھی تھیں کہ گویا دن نکل آیا ہے۔ جیش المسلمین اور ابطال الموحدین کی تکبیریں رات بھر بلند ہو رہی تھیں جن سے پورا علاقہ لرز جاتا تھا اس معرکہ میں طرفین سے کافی آدمی زخمی ہوئے۔

اہل دمشق کا تُوما کو سردار بنانا

جنگ کا دوسرا مرحلہ

دمشق کے لوگوں نے محسوس کر لیا کہ مسلمانوں سے مقابلہ مشکل ہے انہوں نے حوران، تدمر، شحورا، ارکہ اور اجنادین جیسے مضبوط مقامات کو فتح کر لیا ہے اب بہتر یہ ہو گا کہ ان سے مذاکرات کر کے ان کے مطالبات کو مان لیا جائے اور یہ آفت ٹل جائے، بعض نے یہ رائے دی کہ مشہور جرنیل تُوما جو ہرقل بادشاہ کا داماد ہے اس سے مشورہ لینا چاہئے اگر وہ صلح کا کہتا ہے تو ٹھیک ہے اور اگر وہ جنگ کرنا چاہتا ہے تو پھر ہرقل سے مزید کمک طلب کرے تو وہ میدان میں آ جائے گا چنانچہ ان لوگوں نے توما کے سامنے پوری حقیقت رکھ دی اور تصویر کے دونوں رُخ سے ان کو آگاہ کیا، وہ ہنسنے لگا اور کہا کہ تم پر تف ہو تم نے دشمن کو خود جری کر دیا ہے اب وہ تمہاری کمزوری کی وجہ سے لالچ میں آ گئے ہیں کہ ہمارے علاقے پر قبضہ کر لیں، بادشاہ کے سر کی قسم میں تو ان عربوں کو لڑائی کے قابل اور اہل بھی نہیں سمجھتا اور اگر ان پر تیروں کی بوچھاڑ ہو جائے تو ان کو اپنے سامنے ٹھہرنے کے قابل بھی نہیں سمجھتا میں ان کو زیر وزبر کر دوں گا اور اپنی قوم کا پورا بدلہ ان سے لوں گا۔

اہل دمشق نے یہ سن کر کہا کہ اے سردار! آپ کو اندازہ نہیں مسلمان بڑے سخت ہیں ان

کا ایک چھوٹے سے چھوٹا اور بوڑھے سے بوڑھا آدمی دس سے لے کر سو تک آدمیوں
کا اکیلا مقابلہ کر سکتا ہے اور ان کا سردار تو اتنا سخت آدمی ہے کہ اس کا مقابلہ تو محال ہے
اس لیے بہتر یہ ہو گا کہ ہم ان کے ساتھ یا صلح کر لیں ورنہ آپ ہمارے ساتھ ہو کر لڑائی
کے لیے میدان میں اُتر جائیں، توما نے کہا کہ تم نے مسلمانوں کو جری بنا دیا تم ان سے
زیادہ بھی ہو قلعہ بند بھی ہو اسلحہ بھی زیادہ ہے پھر یہ ننگے بدن اور ننگے پیر لوگوں کے
پاس یہ اسلحہ کہاں سے آ گیا اور تم ان سے ڈرتے کیوں ہو؟ اہل دمشق نے کہا کہ اے
سردار! ان لوگوں کے پاس ہمارا ہی اسلحہ ہے، فلسطین اور بصریٰ کا اسلحہ ان کے پاس
ہے، عزرائیل اور کلوس سے مقابلہ میں اسلحہ ان سے چھینا ہے، شحورا کے مقام پر بولص
اور بطرس کا اسلحہ ان کے پاس ہے، اجنادین میں پورا اسلحہ ہم سے چھینا ہے، اسلحہ ان
کے پاس بہت ہے مگر تعجب اس پر ہے کہ وہ لوگ ہمارے اسلحہ کے محتاج بھی نہیں ہیں
اس کے علاوہ ان کے نبی ﷺ نے ان کو یہ کہا ہے کہ اگر مارے جاؤ گے تو شہید ہو کر
جنت میں چلے جاؤ گے اور جن کو تم مار دو گے تو وہ کافر دوزخ میں جائے گا اس چیز نے
ان کو جری بنا دیا ہے اور وہ ننگے بدن اور ننگے پیر شیروں کی طرح بے جگری سے لڑتے
ہیں۔ توما پھر ہنسا اور کہا کہ تم لوگوں نے غلاموں کو موقع فراہم کیا ہے تم لوگ سستی
کرتے ہو لڑتے نہیں ہو ان سے تم کئی گنا زیادہ ہو پھر بھی ان سے ڈرتے ہو، ان
لوگوں نے کہا کہ اے سردار! بس ہم سے یہ بلا دور کر دو ورنہ ہم ان کے لیے دروازہ
کھول دیں گے اور از خود ان سے مصالحت کر لیں گے اب دو باتیں ہیں یا ان سے لڑو،
ہم آپ سے آگے آگے ہوں گے اور یا صلح کر لو، توما نے جب جان لیا کہ یہ لوگ خود صلح
کر لیں گے تب اس نے کہا کہ اچھا صبح کو خوب لڑیں گے میں خود تمہارے ساتھ ہوں گا
اور چُن چُن کر ان کے سرداروں کو قتل کر دوں گا اور سب کو مار بھگاؤں گا۔

ادھر اصحاب رسول اللہ ﷺ کے تمام جرنیلوں نے اپنی اپنی فوج کو اپنے اپنے مقام پر
صبح کی نماز پڑھائی اور پھر لڑنے کا حکم دے دیا، ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے نصیحت کی کہ تیروں کو

بغیر ضرورت کے استعمال مت کرو اور گھوڑوں پر سوار ہو کر مت جاؤ بلکہ پیدل جاؤ کیونکہ دشمن بلند حصّہ پر ہے اب دونوں طرف گھمسان کی لڑائی شروع ہوگئی کفار کی طرف سے منجنیقوں سے پتھر اور کمانوں سے تیر برسنے شروع ہو گئے، توما اس علاقے کا سب سے بہادر اور زاہد راہب قسم کا آدمی تھا پوری قوم اس کو بزرگ جانتی تھی انتہائی ہوشیار بھی تھا آج یہ اپنے محل سے براستہ بابِ تُوما نکل آیا یہ باب ان کے نام پر تھا بڑی صلیب ہاتھ میں تھی اس کو وہاں گاڑ دیا ایک نسخہ انجیل کا کھول کر ساتھ رکھ دیا اور سب نصرانی چلّانے لگے توما نے اپنی انگلی انجیل کی ایک سطر پر رکھ کر اس طرح دُعا پڑھی، او خدا! ہم میں سے اس شخص کو مدد دے جو حق پر ہو ہمیں غالب کر اور دشمنوں کے ہاتھ میں مت دے ظالموں کو برباد کر تو ظالموں کو جانتا ہے، جس عیسٰیؑ کو تو نے یہ کتاب دی اور اس نے تیرا قرب حاصل کیا اور پھر سولی دیا گیا اس کے وسیلے سے ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں یہ لوگ ظالم ہیں اور جو شخص راہ راست پر ہے اس کی مدد کر کے اس کو غالب کردے، اس دُعا پر سب آمین کہتے تھے۔

اُمِ ابّان ایک بہادر خاتون

ادھر مسلمانوں میں شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ نے بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑاہٹ سے دُعا مانگی پھر مسلمان اس قدر سختی اور جانفشانی سے لڑے کہ اس سے قبل کبھی ایسے نہیں لڑے تھے۔ کفار نے ایک دم تیر برسانا شروع کر دیئے جس کی وجہ سے بہت سے مسلمان زخمی ہو گئے حضرت ابان بن سعید رضی اللہ عنہ بھی زخمی ہو گئے تھے ان کو ایک زہر آلود تیر لگا تھا، تیر اگرچہ نکال دیا گیا اور زخم کو عمامہ سے باندھ لیا گیا لیکن جب بعد میں عمامہ کو ہٹا کر زخم کھول دیا گیا تو ابان بن سعید نے کہا کہ خدا کی قسم مجھے میرا مقصود مل گیا آپ رضی اللہ عنہ نے شہادت کی انگلی اٹھا کر کلمۂ شہادت پڑھ کر روح اللہ کے حوالہ کر دی، آپ کی شادی ابھی اجنادین کے مقام پر ہوئی تھی بیوی کے ہاتھوں سے ابھی تک

مہندی کا رنگ بھی نہیں اُترا تھا ان کی بیوی کا نام ام ابان تھا یہ ایک دلیر خاندان کی دلیر خاتون تھی جو پیدل جنگ کی بہت ماہرہ تھی ان کو جب خبر ہوئی کہ شوہر شہید ہو گیا تو یہ دوڑ دوڑ کر لاش کے پاس آئی اور کہا کہ آپ کو شہادت مبارک ہو آپ حوروں کے پاس پہنچ گئے اور آپ اس رب کے پاس چلے گئے جس رب نے ہم کو ملایا تھا اور پھر جدا کر دیا، میں تیری ملاقات کا شوق رکھتی ہوں، خدا کی قسم ایسا جہاد کروں گی کہ تم سے مل جاؤں، کیونکہ نہ میں نے تجھے اچھی طرح دیکھا تھا نہ آرام کیا تھا اور نہ تو نے مجھے اچھی طرح دیکھا تھا میں نے اپنے اوپر حرام کر دیا ہے کہ کوئی اور شخص مجھے عقد میں لے کر چھوئے، میں نے اپنی جان کو اللہ کے راستے جہاد میں وقف کر دیا ہے، پھر ام ابان سیدھی اپنے خیمہ میں آئیں اور اپنا اسلحہ زیب تن کیا پورے جسم کو چھپا لیا تلوار ہاتھ میں لی اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے اجازت لئے بغیر ہیئت بدل کر میدان میں اُتر آئیں اور لوگوں سے پوچھا کہ میرا شوہر کون سے دروازے پر شہید ہوا ہے مسلمانوں نے بتایا کہ باب توما پر شہید ہوا ہے اور توما نامی سردار اس کا قاتل ہے، آپ وہاں پہنچ کر نہایت بہادری سے لڑیں، توما کے سامنے ایک عیسائی صلیب اٹھائے ہوئے صلیب سے مدد مانگ رہا تھا کہ ام ابان رضی اللہ عنہا نے اس پر تیر چلایا وہ شخص گرا، صلیب اس کے ہاتھ سے زمین پر گری مسلمانوں نے جب صلیب کو گرتے دیکھا تو اس پر ٹوٹ پڑے ہر ایک چاہتا تھا کہ صلیب ان کے ہاتھ میں آئے اور کفار ذلیل ہو جائیں۔

توما نے جب دیکھا کہ صلیب گر گئی ہے اور مسلمان اس پر ٹوٹ پڑے ہیں تو اس کو اپنی ہلاکت و ذلت کا احساس ہو گیا اور ایک دم تیار ہو کر مسلمانوں کے مقابلہ پر ایک جم غفیر لے کر میدان میں آیا تا کہ صلیب کو واپس کرے، مسلمانوں نے صلیب شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی اور خود کفار کے مقابلہ میں ڈٹ گئے، شرحبیل رضی اللہ عنہ نے جنگی نقشہ درست کرنے کے لیے فرمایا کہ کچھ پیچھے ہٹ جاؤ تا کہ قلعہ سے تیر اور پتھر نہ پہنچ

پائے، مسلمان جب پیچھے ہٹے تو رومی ایک دم توما کی معیت میں مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے توما خود بھی انتہائی بہادر تھا اس نے دائیں بائیں لڑتے لڑتے مسلمانوں کا تعاقب کیا وہ ایک مست ہاتھی کی طرح جھوم جھوم کر لڑ رہا تھا حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ کفار کا غلبہ ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس طرح خطاب کیا کہ اے مسلمانو! جنت طلب کرنے کے لیے اپنی موت بھول جاؤ، یاد رکھو اللہ تعالیٰ بھاگنے والوں سے راضی نہیں ہوتا، آگے بڑھو اور کفار میں گھس کر حملہ کرو اللہ مدد کرے گا، کہتے ہیں کہ مسلمانوں کی ایک جماعت کفار میں گھس گئی اور بے جگری سے لڑتی رہی، ادھر رومیوں کو پتہ چلا کہ توما خود میدان میں ہے اور صلیب اعظم مسلمانوں نے چھین لی ہے وہ لوگ اور جوش سے نکل گئے توما دائیں بائیں دیکھتا تھا کہ صلیب کس کے پاس ہے۔

جب اس نے دیکھا کہ وہ شرحبیل رضی اللہ عنہ کے پاس ہے تو ایک دم اس پر حملہ کیا اور کہا کہ صلیب پھینک دو، شرحبیل رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ اچانک توما نے ان پر حملہ کیا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے صلیب زمین پر پھینک دی تلوار ہاتھ میں لی اور توما کے مقابلہ میں ڈٹ گئے توما کے لوگ بھی پہنچ گئے یہ حالت جب ام ابان رضی اللہ عنہا نے دیکھی تو فوراً اس پر حملہ آور ہوئیں اور جب قریب پہنچیں تو دیکھا کہ توما شرحبیل رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گیا ہے بس پھر ام ابان نے اس پر ایک تیر پھینکا اور کہا۔ ''بسم اللہ و علیٰ برکۃ رسول اللہ'' تیر سیدھا جا کر توما کی آنکھ میں پیوست ہو گیا اور وہ چلاتا ہوا بھاگا ام ابان دوسرا تیر پھینکنا چاہتی تھی مگر رومی درمیان میں آگئے مسلمانوں نے ام ابان کی حفاظت کی، ام ابان نے ایک تیر دوسرے کافر پر پھینکا وہ ادھر ڈھیر ہو گیا آپ برابر تیر چلاتی رہیں اور یہ رجزیہ اشعار پڑھتی رہیں۔

أُمَّ اَبَانَ فَاطْلُبِی بِثَارِكِ ۔۔۔ صُولِی عَلَيْهِمْ صُولَةَ الْمُتَدَارِكِ

اے ام ابان اپنا بدلہ ضرور لو اور رومیوں پر ایسا حملہ کرو جس سے مقصد حاصل ہوتا ہو۔

توما بھاگ کر قلعہ کے دروازے پر پہنچا، حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے مسلمانو! افسوس ہے کہ رومی کتا بھاگ گیا تم ان کتوں کی طرف بڑھو ممکن ہے اُن کو پالو، یہ سُن کر مسلمانوں کی ایک جماعت نے ان کا پیچھا کیا مگر وہ دروازہ بند کر کے قلعہ میں بیٹھ گیا تیر ابھی تک اس کی آنکھ میں پیوست تھا اور نکلنے کی کوئی صورت نہیں بنتی تھی پھر تیر کا لوہا آنکھ میں چھوڑ کر لکڑی کو کاٹ دیا گیا اور آنکھ پر پٹی کی مگر توما پھر بھی جنگ کی کمان کر رہا تھا اور صلح پر راضی نہ تھا اور کہتا تھا کہ اے بدبختو! صلیب ہاتھ سے گئی ہے میں زخمی ہوں اور تم کو پھر بھی غیرت نہیں آتی؟ ان غلاموں سے میں لڑتا رہوں گا اور مختلف حیلوں سے ان کو بھگادوں گا پھر حجاز جا کر ان کی مسجدوں کو ڈھادوں گا اور ان کے شہروں کو ویران کر دوں گا۔ اس تقریر اور ڈینگیں مارنے سے رومی پھر جوش میں آگئے اور پھر حملہ کے لیے آگے بڑھے مسلمان ان کے سامنے سینہ سپر ہو کر ڈٹے رہے اور مقابلہ کرتے رہے، شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ نے ایک قاصد حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور کہا کہ باب توما پر مسلمانوں کو سخت مزاحمت کا سامنا ہے کافی نقصان اٹھانا پڑا ہے بادشاہ کا داماد خود اس جگہ لڑ رہا ہے۔ ہم نے ان کی صلیب اعظم چھین لی ہے اور ام ابان نے توما کو زخمی کیا ہے یہ سب تفصیل بتا کر مزید کمک کی درخواست کی، قاصد نے تمام حالات سے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو آگاہ کیا حضرت خالد رضی اللہ عنہ اس پر تو بہت خوش ہوئے کہ توما زخمی ہوا ہے صلیب اعظم چھن گئی ہے مگر آپ رضی اللہ عنہ نے قاصد سے فرمایا کہ مسلمانوں سے کہو کہ اپنی اپنی جگہ پر قائم رہو اور شرحبیل کو ہمت دلائی اور ان کا حوصلہ بڑھایا کہ میں اور ضرار تمہارے پاس ہی ہیں تم عزم واستقلال کے ساتھ لڑو توما بڑا شریر ہے لوگوں کو صلح سے یہی شخص روکتا ہے اللہ ان کو تباہ فرمائے گا، شرحبیل اور آپ کے ساتھی نہایت مردانگی سے دن بھر لڑتے رہے عصر کے وقت دونوں فوجیں جدا ہو گئیں۔

مسلمانوں پر توما کا شبخون اور ام ابان کی بہادری

جنگ کا تیسرا مرحلہ

صاحب فتوح الشام فرماتے ہیں کہ جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا تو توما نے دمشق کے بہادروں کو جمع کر کے اس طرح تقریر کی، دین نصاریٰ کے حاملو! تم کو اس قوم نے گھیرے میں لے رکھا ہے تمہارا مقابلہ ایسے لوگوں سے ہے جن میں نہ دین ہے نہ ذمے داری نہ وفاداری، نہ کوئی پاس عہد ہے، اگر تم نے ان سے صلح بھی کر لی تو وہ پھر بھی تم کو چھوڑنے والے نہیں ہیں انہوں نے اپنے بیوی بچوں کو اسی لئے یہاں لائیں ہے کہ ان کو یہاں بسائیں اور تم کو نکال دیں تمہاری عورتوں کو باندیاں بنائیں، اپنی اولاد کا سوچو، اپنی عورتوں پر غیرت کرو اور اپنی بے حرمتی کا خیال کرو میری آنکھ اگر ضائع نہ ہوتی تو آج میں ان کو ختم کر چکا ہوتا مگر اب بھی میں لڑوں گا، ان سے بدلہ لوں گا۔ ایک آنکھ کے بدلے ہزار آنکھ نکال کر بادشاہ کو روانہ کروں گا تم دل سے صلح کی بات نکال لو صلیب تم سے ناراض ہے کیونکہ تم صدق دل سے لڑتے نہیں ہو، لوگوں نے کہا کہ بظاہر مسلمانوں کا مقابلہ مشکل ہے مگر جب آپ نکلیں گے تو ہم ساتھ ہوں گے۔ توما نے کہا کہ لڑائی کے مختلف فن ہوتے ہیں میں ابھی چاہتا ہوں کہ مسلمانوں پر رات کی تاریکی میں حملہ کر کے شبخون ماردوں، وہ اپنی قرارگاہوں میں غافل ہوں گے اور ہم جا کر ان کو پالیں گے ان کے سردار کو قید کر کے بادشاہ کے پاس بھیج دیں گے پھر بادشاہ جانے اور وہ جانے، اس کے بعد توما نے کچھ آدمیوں کو باب جابیہ پر متعین کیا اور کچھ باب شرقی پر جمع کی اور ان کو تسلّی دی کہ ڈرو مت، یہاں بے کار قسم کے لوگ ہیں اور خالد نامی شخص تم سے بہت دُور ہے، دوسرا گروہ اس نے باب فرادیس پر بھیجا اور ایک جماعت کو باب کیسان کی طرف روانہ کیا اور خود بہادروں کو چُن چُن کر باب توما پر چلا گیا اور سب سے کہا کہ ایک

دروازے سے ایک آدمی رات کے وقت ناقوس بجائے گا ناقوس کی آواز سن کر سب اپنے اپنے باب پر مقرر مسلمانوں اور ان کے جرنیلوں کو گھاس کی طرح روند ڈالو اور کھانے کی طرح ہضم کر لو مسلمان سوتے میں ہوں گے یا بیٹھے ہوں گے ان کو اسلحہ تک پہنچنے سے پہلے پہلے ختم کر لو تا کہ وہ منتشر ہو جائیں، پھر توما نے ایک شخص سے کہا کہ جب میں اشارہ دوں گا تو اس وقت ناقوس بجا دینا چنانچہ جب عام قومیں دروازوں کے پاس جمع ہو گئیں اور دروازے کھل گئے تو توما نے ناقوس والے کو اشارہ کیا اس نے زور سے ناقوس بجادی اور ایک دم تمام فوجیں دروازوں سے مسلمانوں پر چڑھ دوڑیں اصحاب رسول ﷺ چونکہ اس ملعون کی اس چال سے بے خبر تھے اور سو رہے تھے مگر بعض مسلمانوں نے جب ناقوس کی آواز سنی تو جلدی جلدی دوسروں کو جگایا اور یہ سوئے ہوئے شیراب غضبناک شیروں کی طرح کھڑے ہو گئے اور دشمن کے پہنچتے پہنچتے یہ سب مقابلہ کے لیے تیار ہو گئے مگر بے ترتیب تھے پھر تاریکی بھی تھی تاہم دونوں طرف سے تلواروں نے اپنا کام شروع کر دیا، حضرت خالد شور وغوغا سن کر گھبرا گئے اور اپنی جگہ دو سپاہیوں کو مقرر کر کے حالات معلوم کرنے کے لیے چلے گئے عجلت کی وجہ سے بغیر زرہ بغیر خود اور رات کے کپڑوں میں گھوڑے پر سوار ہوئے اپنے ساتھ چار سو بہادروں کو لیا اور چلے گئے جب آپ رجز یہ اشعار پڑھتے ہوئے باب شرقی پر پہنچے تو رومیوں کا ایک دستہ وہاں رافع بن عمیرہ رضی اللہ عنہ پر حملہ آور ہو چکا تھا تلواریں ٹکرا رہی تھیں۔ ایک طرف سے توحید و نعرۂ تکبیر کی صدائیں بلند تھیں دوسری طرف کفر کے نعرے تھے، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے آواز دی کہ اے مسلمانو! خوش ہو جاؤ مدد آ گئی میں خالد بن ولید ہوں میں ایک ایسا شہسوار ہوں کہ اس پلید قوم کو ہلاک کرنے والا ہوں، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فوراً حملہ کیا رومیوں کی صفوں میں گھس کر کئی کفار اشرار کو قتل کیا مگر آپ اس فکر میں تھے کہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ یا شرحبیل بن حسنہ کو کوئی گزند نہ پہنچے، اُدھر شرحبیل رضی اللہ عنہ پر زندگی میں یہ سخت آزمائش کا وقت تھا سب سے زیادہ زور اور مزاحمت آپ کی طرف تھا، توما نے آواز دی کہ مسلمانوں

کا وہ سردار کہاں ہے جس نے مجھے زخمی کیا تھا آج میں اس کو مار دوں گا اس سے صلیب چھین لوں گا، حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ہوں تیرا مقابل اے ملعون! میں تیری قوم کا قاتل ہوں اور میں صلیب کا مالک ہوں، بس پھر کیا تھا توما نے ان پر ایک دم حملہ کیا اور کہا کہ میں تم کو ہی چاہتا تھا دونوں طرف سے تلواریں ٹکرانی شروع ہو گئیں مسلمان نہایت عزم کے ساتھ مقابلہ کرر ہے تھے، ام ابان رضی اللہ عنہا مردوں کی طرح تیر چلاتی تھی، اس نے بہت رومیوں کو تیروں سے چھلنی کیا نہایت نشانہ باز تھی مگر اب ان کے پاس صرف ایک تیر رہ گیا تھا ایک کافر ان کی طرف آ رہا تھا کہ انہوں نے وہ تیر اس پر پھینکا وہ تو ڈھیر ہو گیا مگر دوسروں نے دیکھا کہ خالی ہاتھ ہے وہ ان پر حملہ آور ہوئے اور ام ابان کو گرفتار کر لیا شرحبیل رضی اللہ عنہ کا مقابلہ توما سے تھا اور ان کو سخت دقت پیش آ رہی تھی توما پر آپ نے تلوار کا وار کیا اس نے وار کو ڈھال پر لیا جس سے شرحبیل کی تلوار ٹوٹ گئی اب رومیوں کو یقین آ گیا کہ ان کو قید کیا جائے گا ام ابان پہلے سے قید میں چلی گئی تھی اتنے میں دو شہسوار مسلمانوں کی طرف سے آئے جن میں ایک عبد الرحمٰن بن ابی بکر شیر غراں تھے ان دونوں نے ام ابان کو چھڑایا اور کافر کو قتل کیا اور پھر شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کی مدد کو پہنچ گئے توما نے جب محمدی کچھار کے ان شیروں کو دیکھا تو قلعہ کی طرف بھاگا ادھر ابوعبیدہ بن جراح سب سے بڑھ چڑھ کر اس معرکہ میں لڑے، آپ نے شبخون مارنے والوں پر حملہ کر دیا اور ان کو بھاگنے پر مجبور کیا وہ بھاگ رہے تھے اور مسلمان ان کا تعاقب کر کے قتل کر رہے تھے قلعہ کے اوپر سے تیروں اور پتھروں کی پرواہ کیے بغیر آپ رضی اللہ عنہ نے انہی ساتھیوں کے ساتھ قلعہ کے دروازہ تک پہنچ کر رومیوں کو قتل کیا نہ ان میں سے بڑا کوئی بچ گیا نہ چھوٹا، جو متنفس تھا موت کی بھینٹ چڑھ گیا، ان کا سردار جرجی بن قالا بھی ہلاک ہو گیا، اُدھر سے خالد رضی اللہ عنہ کے پاس ضرار بن ازور پہنچ گئے۔ خالد رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا خبر ہے آپ نے فرمایا کہ شکر الحمد اللہ ہم نے ہر طرف سے کافروں کو تہ تیغ کیا، ڈیڑھ سو آدمیوں کو تو صرف میں نے قتل کیا ہے اور میں ہر طرف مسلمانوں کی مدد کے لیے پہنچا

ہوں۔ خالد رضی اللہ عنہ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور پھر شرحبیل رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے اور ان کے کارناموں کا شکریہ ادا کیا۔

قلعہ دمشق میں خالد رضی اللہ عنہ کا بزور شمشیر داخل ہونا اور ابو عبیدہ کا صلح کرنا

جنگ کا چوتھا مرحلہ

توما نے ہرقل کے نام خط لکھا جس کا مضمون یہ ہے رحیم بادشاہ کو اس کے داماد توما کی طرف سے۔

ہمیں اہل عرب نے اس طرح گھیرے میں لیا ہے جس طرح آنکھ کی سفیدی نے سیاہی کو لیا ہے انہوں نے اجنادین میں ہم کو تباہ کر دیا ہے اور اب ہم پر یہاں دمشق میں چڑھ دوڑے ہیں میری ایک آنکھ ضائع ہو چکی ہے ان لوگوں نے شام کو ہمارا مقتل گاہ بنا دیا ہے اور شام کے لوگوں نے تجھے چھوڑ دیا ہے اور صلح پر تیار ہیں، جزیہ دے رہے ہیں، اب یا تو آپ خود آجائیں اور یا فوج بھیج دیں اور یا ہم کو صلح کی اجازت دے دیں۔

توما نے اس خط کو مُہر کر کے روانہ کیا اُدھر خالد رضی اللہ عنہ نے جان لیا کہ قوم کی ہمت اب لڑنے کی نہیں رہی اب ان پر پھر چڑھائی ہونی چاہیئے تاکہ ان کو موقع نہ مل سکے، اہلِ دمشق کو بادشاہ کے جواب کا انتظار تھا مگر مسلمانوں نے ان پر پھر چڑھائی کی تب اہلِ دمشق نے مشورہ کیا اور اپنے علماء صلحاء اور پادریوں کے پاس جا کر صلح کی تجویز رکھ دی پادریوں نے کہا کہ صلح کے سوا چارہ کار نہیں ہے ہرقل خود تمہیں نہیں بچا سکتا کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہے جو سب ادیان پر غالب آئے گا، اس پر ایک ہوشیار شخص نے کہا کہ قوم کا امیر جو باب شرقی پر قائم ہے وہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہے وہ سخت آدمی ہے اس لیے تم باب جابیہ کے امیر جو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ہے ان سے جا کر صلح کر لو چنانچہ ایک جماعت وہاں گئی

اور احتیاط کے ساتھ وہاں پہنچ گئی وہاں قبیلہ دوس کا پہرہ تھا۔ ابو ہریرہ کھڑے ہیں عامر دوسی پہرہ والوں کے امیر ہیں یہ جماعت عربی زبان میں کہنے لگی کہ اے عرب تمہارے ہاں کوئی امان بھی ہے ہم تمہارے سردار سے امان چاہتے ہیں۔

ابو ہریرہ نے جا کر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو خوشخبری سنادی ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جاؤ ان سے کہو کہ تم شہر لوٹ جاؤ تم کو امان ہے ان کو جب ابو ہریرہ نے بتایا تو وہ کہنے لگے کہ تم کون ہو، تم پر کیا بھروسہ ہو سکتا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں صحابی رسول اللہ ہوں ہم میں سے ادنیٰ آدمی کا امان بھی قابل قبول ہوتا ہے اور ہم غداری کرنے والے نہیں ہیں ہم نے جاہلیت میں دھوکہ نہیں کیا تو اسلام میں کیا دھوکہ کریں گے۔ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا وعدہ پورا کرو، اس کا سوال ہوگا، اللہ کا حکم ہے، تب ان میں سے سو آدمی آئے جو فضلاء اور دانشمند تھے اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مذاکرات ہوئے صلح میں پہلی بات یہ تھی کہ ہمارے کنیسہ (گرجا) کو برقرار رکھا جائے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس شرط کو منظور کر لیا اور ایک صلح نامہ ان کو لکھ کر دے دیا تاہم اس پر دستخط نہیں کیا اس کے بعد پینتیس سرداران اسلام اور پینسٹھ عام مسلمان ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو کر دمشق کے قلعہ میں داخل ہو گئے۔

کہتے ہیں کہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے "تُفْتَحُ الْمَدِيْنَةُ اِنْشَاءَ اللّٰهِ فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ" آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر جلدی جا رہے تھے تو ابو عبیدہ نے جلدی کی وجہ پوچھی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے جنازہ میں جانا ہے اس خواب پر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اعتماد کر کے صلح کی تھی اس طرح دمشق بروز دوشنبہ گیارہ جمادی الثانی ۱۳ھ کو فتح ہو کر مسلمان اس میں داخل ہو گئے، ادھر سے یہ ہو رہا تھا اور ادھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ برسرِ پیکار تھے اور موقع پا کر قلعے میں داخل ہو گئے وہ فاتحانہ انداز میں دائیں بائیں لوگوں کو قتل کر رہا ہے اور ادھر سے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ راہبوں

اورمعززین کے ساتھ ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر داخل ہو رہے ہیں حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا تو حیران ہوئے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ خالد غضب میں تھے تو فوراً فرمایا کہ اے خالد رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ نے صلح کے ذریعہ سے دمشق میرے ہاتھ پر فتح کرادیا ہے اور مسلمانوں کو لڑائی سے بچالیا ہے۔

ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ: اے امیر صلح پوری ہو چکی ہے۔

خالد رضی اللہ عنہ: صلح کیسی؟ اللہ ان بدبختوں کے حال کی اصلاح نہ کرے میں نے تو مسلمانوں کی تلواریں رومیوں کے خون میں رنگین کیں اور ان کی اولاد کو غلام بنا کر ان کے اموال کو ضبط کر کے بزور شمشیر فتح کیا ہے۔

ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ: اے امیر آپ سمجھ لیں کہ میں صلح سے داخل ہوا ہوں۔

خالد رضی اللہ عنہ: مگر میں تو تلوار کے زور سے آیا ہوں اور جب وہ لوگ ذلیل ہو گئے بے یار و مددگار ہوئے تو اب صلح کیسی؟

ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ: اے امیر خدا سے ڈریئے اب فیصلہ ہو چکا ہے میں نے صلح کر کے صلح نامہ ان کو دے دیا ہے۔

خالد رضی اللہ عنہ: آپ نے میرے حکم کے بغیر کیسے صلح کر لی ہے آپ کی رائے میرے حکم کی تابع ہے۔ میں آپ پر امیر ہوں میں جب تک ایک ایک کو فنا نہ کروں گا تلوار کو نیام میں نہیں رکھوں گا۔

ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ: خدا کی قسم مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ کسی معاملہ میں میری مخالفت کریں گے اب میں نے صلح کر لی ہے یہ ایک بڑا معاملہ ہے اور میں نے اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف سے امان دی ہے ہماری عادتوں میں کبھی خلاف وعدہ عادت نہیں آئی تم پر اللہ رحم کرے اس میں مزاحمت مت کرو۔

لوگ یہ گفتگو سن رہے تھے دونوں طرف سے لہجہ اور گفتگو میں سختی آ گئی تھی حضرت خالد رضی اللہ عنہ

اپنے ارادے سے باز نہیں آرہے تھے اُدھر مسلمان رومیوں کے قتل میں مصروف تھے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ دوڑ کر مسلمانوں کے پاس گئے اور کہا کہ میں تمہیں خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ جب تک میرا اور خالد رضی اللہ عنہ کا اتفاق نہیں ہوجاتا اس وقت تک تم لڑائی روکو اور صلح پر عمل کرو۔ آپ نے چیخ کر فرمایا کہ میری ذمہ داری کو لغو سمجھ لیا گیا ہے یہ سن کر مسلمانوں نے قتل سے ہاتھ کھینچ لیا۔

اور باہم یہ طے ہوگیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خط لکھ کر ان سے فیصلہ مانگیں گے اس وقت تک جو حصہ عنوۃً فتح ہوا ہے وہ اسی طرح رہے گا اور جو صلحاً فتح ہوا ہے وہ اسی طرح رہے گا اس رائے کو خالد رضی اللہ عنہ نے پسند کیا مگر کہا کہ توما اور ہربیس کو کسی صورت پناہ نہیں دوں گا حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب وہ صلح کے تحت آچکے ہیں ہم نے شہر والوں کو پناہ دے دی ہے اور وہ لوگ شہر میں تھے تو آپ کیسے پناہ نہیں دیں گے؟

اس گفتگو کو سن کر توما اور ہربیس نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ کے ساتھی نے کیا گفتگو کی ہے اگر یہ چاہتا ہے کہ ہم اس شہر کو چھوڑ جائیں تو ہم اس کے لیے تیار ہیں اور میں اپنے ساتھیوں اور سامان کو جہاں لے جاؤں مجھے اجازت ہوگی خالد رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اب تم امان میں آگئے ہو ہم نقض عہد نہیں کرتے ہیں مگر جاؤ اور جب تم دارالحرب کی حدود میں پہنچ جاؤ گے پھر امان ختم ہوجائے گا، انہوں نے کہا کہ ہم کو تین دن کی مہلت دو اس کے بعد اگر ہم کو پکڑ لیا تو جو چاہو کرنا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا ٹھیک ہے مگر کھانے پینے کے علاوہ کچھ سامان ساتھ نہیں لے جاؤ گے۔

ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا سبحان اللہ یہ تو نقض عہد ہے میں نے تو ان سے سامان لے جانے پر صلح کی ہے۔ خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر اسلحہ ساتھ نہ لے جائیں ان لوگوں نے کہا کہ راستہ خطرناک ہے ہم کو اسلحہ کی ضرورت ہے۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک ایک قسم کا اسلحہ لو اور نکل جاؤ۔ انہوں نے کہا کہ خالد رضی اللہ عنہ کہیں غدر نہ کرے، تو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہاری ماں تم کو گم کرے ہم مسلمان ہیں قول کے سچے وعدے کے پکے

ہیں یہ ہمارا امیر ہے جو کچھ کہتا ہے اس پر عمل کرتا ہے،
اس کے بعد رومیوں نے مال اکٹھا کرنا شروع کیا۔ قسم قسم کے کپڑے سونا چاندی اور بے حد اسباب جمع کیئے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے آسمان کی طرف نگاہ کر کے دعا کی۔ ''بار الٰہا یہ مال واسباب مسلمانوں کے لیے مال غنیمت بنا دے۔'' اس کے بعد خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس وقت میرے ذہن میں ایک بات آئی ہے وہ یہ کہ تم لوگ اپنے گھوڑوں کو خوب کھلاؤ پلاؤ اور اسلحہ تیز رکھو ہم تین دن گزرنے کے بعد ان لوگوں کا پیچھا کریں گے ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دمشق کا یہ مال و متاع مسلمانوں کے لیے مال غنیمت بنا دے، توما اور ہربیس اور اہل دمشق نے تمام مال نکال باہر کیا اور صلح کی رقم ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو دے دی۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تین دن کے بعد اگر تم پکڑے گئے تو پھر مسلمانوں پر کوئی ملامت نہیں ہوگی۔ ادھر ایک بات یہ سامنے آئی کہ جو گندم ذخیرہ کی صورت میں شہر میں موجود تھی اس پر تنازعہ ہوا۔ مسلمان کہتے تھے کہ یہ مال غنیمت ہے اور رومی کہتے تھے کہ یہ بھی صلح میں داخل ہے ہماری ملکیت ہے اس پر قریب تھا کہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اور خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں جھڑپ ہو جائے مگر پھر طے یہ ہوا کہ اس کا فیصلہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمائیں گے مگر کسی کو کیا معلوم کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتقال اسی روز ہوا تھا جس روز دمشق فتح ہوا تھا۔ بہر حال رومی لوگ چلے گئے مال واسباب لے گئے۔ ضرار بن ازور دانت پیس رہے تھے غصّے کی نظر سے دیکھ رہے تھے۔ ایک صحابی نے فرمایا کہ مال سے کیا کرتے ہو؟ انہوں نے فرمایا خدا کی قسم مال کی پرواہ نہیں ہے بلکہ افسوس اس پر ہے کہ یہ شیاطین زندہ بچ نکلے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے تعاقب کا ارادہ ترک کرلیا تھا مگر ایک نو مسلم جس کا نیا نام یونس تھا، اس کی بیوی بھی اس کو چھوڑ گئی تھی اس نے خالد رضی اللہ عنہ کو پھر متوجہ کیا کہ مجھے راستہ معلوم ہے۔ میں راہنمائی کرسکتا ہوں۔ خالد رضی اللہ عنہ نے پوچھا تجھے راستہ اچھی طرح معلوم ہے؟ اس نے کہا ہاں مگر تم لوگ لخم اور جذام جو نصرانی تھے ان کے لباس میں نکل

جاؤ اور زادراہ ساتھ لے لینا۔

رومی لشکر کا تعاقب

جنگ کا پانچواں مرحلہ

خالد رضی اللہ عنہ چار ہزار لشکر جرار لے کر رومیوں کے تعاقب میں نکلے اور دمشق میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو چھوڑ گئے اور یونس کو رہبر بنا کر توما، ہربیس اور ان کے لشکر کے تعاقب میں دشوار گزار راستوں سے گزرنا پڑا پاؤں پھٹ گئے۔ موزے ختم ہو گئے۔ گھوڑوں کے سم اور انسانوں کے پاؤں خون خون ہو گئے، مضبوط سے مضبوط جوتے بھی گھس گھس کر ختم ہو گئے دشمنوں کی رفتار تو ظاہر ہے بڑی تیز تھی کیونکہ اس میں ان کی جان اور مال کی بقاء کا مسئلہ تھا۔ ادھر خالد رضی اللہ عنہ مسلمانوں کو تیز چلنے کی ترغیب دے رہے تھے ادھر مسلمان انتہائی تھک گئے تھے، دشمن متعارف راستہ چھوڑ کر کہیں اور پہنچ گئے تھے اب تو یونس کو بھی مایوسی ہو رہی تھی کہ کیا ہم دشمن پر قابو پا سکتے ہیں؟

توما کو ہرقل نے انطاکیہ جانے سے روکا تھا کہ اس سے لوگ مرعوب ہو جائیں گے اور ان کو حکم دیا تھا کہ وہ قسطنطنیہ چلے جائیں اور میں مسلمانوں کے مقابلہ کے لیے لشکر جرار یرموک کے مقام پر بھیج رہا ہوں۔ اب تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ بھی مایوس بلکہ پریشان ہو گئے تھے کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو میری وجہ سے تکلیف ہوگئی آپ اس سے بھی پریشان تھے کہ آپ نے ایک خواب دیکھا تھا جس کی تعبیر بظاہر مشقت کی صورت میں ظاہر ہونی تھی بہر حال آپ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں سے مشورہ کیا اور فرمایا کہ بس یا فتح ہے یا موت ہے، لوگوں نے آپ کی رائے کے تابع ہونے کا اشارہ دیا پھر آپ نے یونس سے پوچھا کہ کیا یہ ممکن ہے کہ ہم دشمن کو پالیں گے۔ یونس نے کہا کہ ہم ان کو پکڑ سکتے ہیں مگر ہرقل کے لشکر سے بچ بچ کر جانا ہوگا، ادھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کی غیبی مدد اس طرح ہوئی کہ خوب بارش شروع ہوگئی جس کی وجہ سے دشمن کو سفر روکنا پڑا

اور مسلمان راہ چلتے رہے اور سخت مشقت اٹھاتے رہے، ایک مقام پر پہنچ کر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے یونس اور اس کے ساتھی کو بھیجا کہ جاؤ اور رومی لشکر کی خبر لاؤ، یہ حضرات ایک پہاڑ پر چڑھ گئے اور وہاں سے دیکھا کہ درہ میں وسیع میدان ہے جو انتہائی سرسبز و شاداب ہے اس کے بیچ میں لوگ نظر آرہے ہیں یہ دیکھ کر ان حضرات نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو آکر خوشخبری دی کہ بس مال غنیمت تیار ہے کفار اب بچ کر نہیں نکل سکتے ہیں۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کو چار حصّوں پر تقسیم کیا، ایک ہزار سوار ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کو دیئے ایک ہزار کی کمان رافع بن عمیرہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دی ایک ہزار جوانوں پر حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو کمان افسر بنایا اور ایک ہزار کو اپنی ماتحتی میں رکھ کر ان تینوں جرنیلوں کو حکم دیا کہ ایک ساتھ حملہ مت کرو بلکہ آگے پیچھے حملہ کرو۔ سب سے پہلے حضرت ضرار رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور دشمن تک پہنچ گئے دشمن مطمئن تھا ان کو خیال بھی نہیں تھا کہ یہاں پر بھی مسلمان آسکتے ہیں اس کے بعد رافع رضی اللہ عنہ پھر عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اور آخر میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ اپنے لوگوں کے ساتھ چراگاہ میں پہنچ گئے،

دشمن اپنا بھیگا ہوا سامان سُکھا رہا تھا ریشمی کپڑے جھاڑیوں پر ڈال ڈال کر سبزہ زار کی رونق کو دوبالا کر رہے تھے، تیز سفر کی وجہ سے آرام سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

رومیوں نے جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے لشکر کو دیکھا تو چلاّنے لگے، فریاد شروع کر دی توما اور ہربیس نے اپنے جوانوں کو تیار رہنے کا حکم دیا وہ لوگ ایک دم تیار ہو گئے اور اسلحہ سے لیس ہو کر ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ یہ مسلمان بہت تھوڑے ہیں ان کو مسیح نے ہماری طرف غنیمت بنا کر بھیجا ہے۔ رومی صرف خالد رضی اللہ عنہ کو دیکھ رہے تھے کہ اتنے میں حضرتِ ضرار رضی اللہ عنہ ایک ہزار جوانوں کے ساتھ پھر رافع رضی اللہ عنہ اور پھر عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بھی آموجود ہوئے جن کے ساتھ ایک ایک ہزار آدمی تھے، محمدی کچھار کے ان شیروں نے عقابوں کی طرح زاغانِ کفر پر حملہ کر دیا اور انہیں مارنا شروع کیا خالد رضی اللہ عنہ کے

مقابلہ کے لیے توما نے اپنے ساتھ پانچ ہزار کے لشکر کو مقابلہ میں کھڑا کیا خالد رضی اللہ عنہ نے
للکار کر کہا کہ اے دشمن خدا کیا تمہارا خیال تھا کہ ہم سے بچ نکلو گے اللہ نے ہمارے
لیے زمین کو سمیٹ کر تجھ تک پہنچا دیا ہے یہ کہہ کر اس پر حملہ کیا توما کی ایک آنکھ پہلے
سے ضائع ہو چکی تھی خالد رضی اللہ عنہ نے ایسا تیر مارا کہ دوسری آنکھ میں جا لگا اور گدی سے پار
نکل گیا اور توما زمین پر گر پڑا صلیب گر گئی اور ساتھ ہی مسلمانوں نے ان سب کو تہ تیغ
کرنا شروع کر دیا عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ جھپٹ کر توما کے سینہ پر بیٹھ گئے اور اس کا سر قلم
کر کے نیزہ کی نوک پر اٹھایا اور مسلمانوں کو آواز دی کہ دشمن خدا توما قتل ہو گیا اب ہربیس کو
تلاش کرو۔ یونس کے دل میں چونکہ اپنی بیوی کا غم تھا وہ ان کو ڈھونڈ رہا تھا اور پھر اپنی بیوی
سے مقابلہ شروع ہو گیا بیوی دیر تک ان سے لڑتی رہی اور کہتی تھی کہ تو نے اپنے دین کو
چھوڑا اس لیے میں نے تجھے چھوڑا ہے۔ بالآخر یونس نے اس کو قابو کر لیا تو اس نے اپنے
تیر سے خودکشی کر لی اور مر گئی۔ یونس بہت رویا اور افسوس بھی کیا مگر جو ہونا تھا ہو گیا۔

حضرت رافع رضی اللہ عنہ کا مقابلہ رومی عورتوں سے ہوا وہ عورتیں سخت جنگ کر کے بالآخر قید
ہو گئیں، انہیں میں ایک لڑکی توما کی بیوی اور ہرقل کی بیٹی تھی انتہائی بہادری سے لڑ کر پھر
قید ہو گئی، جہاں یہ معرکہ ہوا ہے اس جگہ کا نام آج تک مرج الدیباج ہے مرج چراگاہ
کو اور دیباج اعلیٰ قسم کے ریشم کو کہتے ہیں، چونکہ اس علاقہ میں مال غنیمت میں بہت
ریشمی کپڑے ہاتھ آئے تھے اور جس مسلمان سے پوچھا جاتا کہ یہ ریشم کہاں کا ہے تو
لوگ کہتے کہ مرج الدیباج، نیز وہاں رومیوں نے ریشم کو چراگاہ میں پھیلایا تھا تو مرج
الدیباج نام پڑ گیا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور ہربیس کا مقابلہ

جنگ کا چھٹا مرحلہ

توما کے قتل کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ میدان میں ہربیس کو ڈھونڈنے لگے پورے میدان میں اس کو تلاش کیا مگر ہربیس نہ مل سکا آپ رضی اللہ عنہ رومیوں کی صفوں میں گھس گھس کر انسانوں کو جانوروں کی طرح مارتے ہوئے جب بہت آگے نکل گئے تو ایک قوی ہیکل ریشمی لباس میں ملبوس حفاظتی اسلحہ سے لیس ایک رومی کو آپ نے دیکھا اور خیال کیا کہ یہی ہربیس ہے جب آپ رضی اللہ عنہ اس کو زیر کر کے اس کے سینہ پر بیٹھ گئے تو اس شخص نے کہا کہ میں ہربیس نہیں ہوں حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تجھے اس وقت چھوڑوں گا کہ تو مجھے ہربیس کا پتہ بتلادے اس نے کہا کہ آپ میرے سینے سے اُتر جائیں اور مجھے امان دے دیں خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا تجھے امان ہے تو اس کا پتا دے دے اس نے کہا کہ تم لوگوں نے پہلے بھی ہم کو امان دیا تھا مگر پھر ہمارا تعاقب کیا اور بے وفائی اور خلاف وعدہ کام کیا اب بھی اگر میں بتادوں کہ ہربیس کہاں ہے تو آپ پھر بھی مجھ سے بدعہدی کروگے۔ خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ظالم تم ہم کو بدعہد سمجھتے ہو حالانکہ ہم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ہماری عادت نہیں کہ خلاف وعدہ کریں، باقی تمہارا تعاقب تو یہ ہم نے وعدہ کے مطابق چار دن بعد شروع کیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے زمین ہمارے لیے مختصر کر کے ہم کو تم تک پہنچا دیا، اس شخص نے کہا کہ یہ سامنے پہاڑ پر جو لوگ چڑھ رہے ہیں ان میں ہربیس جا رہا ہے، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کا تعاقب کیا گھوڑا دوڑایا، نیزہ درست کیا اور ان کے قریب جا کر آواز دی کہ بدبختو! مجھ سے بچ کر کہاں جا سکتے ہو؟ اب تیار ہو جاؤ میں خالد ہوں ہربیس نے آپ کا کلام سنا اور آپ کے قتل کے ارادہ سے کھڑا ہو گیا اس کے اردگرد رومیوں کی ایک طاقتور مسلح جماعت تھی۔ خالد رضی اللہ عنہ نے فوراً ان پر حملہ کیا اور ایک ہی نیزہ میں ایک رومی کو گرا دیا اور پھر

دوسرے کو قتل کیا جب خالد رضی اللہ عنہ نے ھل من مبارز کا نعرہ لگایا تو ہربیس سکڑ کر رہ گیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہ وہ شخص ہے جس نے شام کو الٹ کر رکھ دیا ہے یہی شخص ارکہ، تدمر، حوران، بصریٰ، شحورا، دمشق اور اجنادین کا فاتح ہے دیکھو یہ یہاں سے بچ نہ نکلے اس کو پکڑ لو تو تمام عزتیں لوٹ آئیں گی، تمام شہر پھر ہمارے ہاتھ میں آ جائیں گے اور مقتولین کا بدلہ ہو جائے گا۔ رومیوں نے جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو بالکل اکیلا پایا تو شیر ہو گئے کیونکہ مسلمان سب کے سب وہاں یا تو رومیوں سے لڑ رہے تھے اور یا مالِ غنیمت سمیٹ رہے تھے اس وجہ سے رومیوں نے چاروں طرف سے آپ کو گھیر لیا آپ نے جب دیکھا کہ معاملہ دشوار ہو گیا ہے اور مجھے اکیلے یہاں آنا نہیں چاہیے تھا بلکہ مسلمانوں کو جمع رکھنا میرا کام تھا آپ پریشان ہو گئے اور گھوڑے سے اُتر کر پیادہ ہو کر تلوار اور ڈھال ہاتھ میں لے لی اور نہایت استقلال کے ساتھ مقابلے میں اکیلے ڈٹ گئے حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ایک خواب دیکھا تھا جس کی وجہ سے آپ پہلے سے کچھ متفکر تھے اور اب تو یقین ہو گیا کہ یہ حالت اسی خواب کی تعبیر ہے آپ جب پیادہ ہو گئے تو بیس رومیوں نے آپ کو گھیر لیا اور ملعون ہربیس نے آپ پر وار کیا جس سے آپ کی خود و عمامہ کٹ گئے اب اگر آپ آگے جاتے ہیں تو پیچھے سے رومی مارتے ہیں غرض جس طرف رخ کریں گے دوسری طرف سے آپ حملہ کے زد میں ہیں ادھر آپ ہربیس کو چھوڑنا بھی نہیں چاہتے ہیں اس وقت آپ نے ایک حربی حیلہ سے کام لیا وہ یہ کہ آپ نے دائیں بائیں اشارہ کرتے ہوئے حملہ کے ساتھ ساتھ زور زور سے نعرۂ تکبیر بلند کیا گویا کوئی آپ کی مدد کو آ رہا ہے اور آپ نے خوشی سے نعرۂ تکبیر بلند کیا ہے آپ زور زور سے یہی عمل کر رہے تھے کہ اچانک عربوں کی تکبیریں اور کلمہ شہادت کی آواز آپ نے سنی اور ایک کہنے والے نے کہا اے ابوسلیمان مبارک ہو اللہ نے تیری مدد کی میں عبدالرحمٰن بن ابی بکر ہوں مگر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کسی کی طرف التفات نہ کیا بلکہ برابر لڑتے رہے یہاں تک کہ سب کفار کو تتر بتر کر دیا اب ہربیس نے دیکھا کہ

مسلمان پہنچ گئے تو اس نے بھاگنے کا ارادہ کیا مگر حضرت خالد رضی اللہ عنہ ان کی طرف بڑھے
اور ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کیا اور کاتب الحروف نے کہا

اِسْرُ الْمُلُوْکِ قَتْلُھا وَقِتَالُھا مِنْ عَھْدِ عَادٍ کَانَ مَعْرُوفًا لَنَا

مسلمان بھی لڑنے میں مشغول ہو گئے اور ضرار رضی اللہ عنہ نے دائیں بائیں سب کافروں کو قتل کیا
پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں سے علیک سلیک کر کے پوچھا کہ تم کیسے آ گئے۔
انہوں نے کہا کہ ہم پریشان تو تھے ہی کہ آپ کہاں ہیں مگر وہاں لڑنے اور مال غنیمت اکٹھا
کرنے میں مصروف تھے کہ غیب سے آواز آئی کہ تم مال غنیمت جمع کر رہے ہو اور خالد رضی اللہ عنہ
دشمن کے نرغے میں پھنس رہے ہیں اس پر ہم ایک دم یہاں آئے۔ اس کے بعد خالد
رضی اللہ عنہ لشکر اسلام میں واپس آ گئے مسلمان آپ کے غائب ہونے پر سخت پریشان تھے آپ
کو دیکھا تو خوش ہو گئے اس معرکہ میں بے تحاشا مال و اسباب ہاتھ آیا، بہت قیدی پکڑے
گئے اور ہرقل کی بیٹی کو بھی قید کر لیا یونس کی بیوی کے بدلہ میں ان کو ہرقل کی بیٹی دے دی گئی
یونس نے کہا کہ اے امیر یہ تنگ جگہ ہے اس لیے کوشش کرو کہ یہاں سے نکل جائیں آپ
رضی اللہ عنہ نے چلنے کا حکم دیا جب مسلمان مرج صغیر میں ام حکیم کے پل کے قریب پہنچے تو
رومیوں کا ایک دستہ پیچھے سے آ گیا۔ معلوم کرنے پر پتا چلا کہ ہرقل نے اپنی بیٹی چھڑانے
کے لیے بھیجا ہے سر سے پاؤں تک یہ لوگ مسلح تھے ان میں سے ایک شخص مسلمانوں کے
پاس آ گیا اور کہا کہ میں قاصد ہوں، تمہارا سردار کہاں ہے مسلمانوں نے خالد رضی اللہ عنہ کی
طرف اشارہ کیا کہ وہ ہے اور اس کو خالد رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر کیا۔

خالد رضی اللہ عنہ: آپ کیا چاہتے ہو؟

رومی بوڑھا: میں ہرقل کا قاصد ہوں انہوں نے کہا ہے کہ جو کچھ تم نے فوجیوں اور توما
کے ساتھ کیا ہے اور میری بیٹی کو قید کیا ہے مجھے سب کا پتہ چل گیا ہے اب ایسا کرو کہ
ظالم مت بنو میری بیٹی کو فدیہ لے کر چھوڑ دو یا ہدیۃً چھوڑ دو یہی دو صفات تمہاری عادت
میں داخل ہیں، رحم کرو ظالم مت بنو، ظالم فاتح کو مفتوح بنا دیتا ہے اور مجھے امید ہے کہ

اب ہماری تمہاری صلح ہو جائے گی۔

خالد رضی اللہ عنہ تم بادشاہ سے جا کر کہہ دو کہ خدا کی قسم جب تک تیرے دارالسلطنت اور اس کے ملحقات کا مالک نہ بنوں اس وقت تک تجھ سے یا تیری قوم سے کبھی نہیں پھر سکتا تیرا ہم کو چھوڑ دینا بوجہ مجبوری ہے ورنہ اگر تم کو ذرا بھی مہلت مل جائے تو ہماری تکلیف میں ذرا بھی کوتاہی نہیں کرو گے، لو یہ بادشاہ کی بیٹی ہے ہم بطور ہدیہ ان کے حوالے کر دیتے ہیں اور لڑکی کو شیخ کے حوالے کر کے فرمایا کہ امید ہے کہ یہ ہرقل تک پہنچ جائے گی۔

قاصد نے ہرقل کے پاس لڑکی اس وقت پہنچا دی جبکہ وہ اعیان مملکت کے سامنے تقریر کر رہا تھا کہ یہ ہو گیا وہ ہو گیا اور قوم رو رہی تھی۔

پھر خالد رضی اللہ عنہ بمعہ لشکر ابو عبیدہ کے پاس پہنچ گئے جبکہ مسلمان سخت قلق میں تھے کہ خالد کے لشکر کے ساتھ کیا ہو گیا ہو گا۔ خالد رضی اللہ عنہ کو صحیح سالم دیکھ کر پورے لشکر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا خط بنام ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از طرف خالد بن ولید بنام خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ السلام علیکم

حمد و صلوٰۃ کے بعد ہمیں جنگ دمشق میں دشمن کی طرف سے بہت زیادہ تکلیف اٹھانی پڑی تھی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد فرمائی اور دشمن کو مغلوب کیا میں نے باب شرقی کی طرف سے شہر کو بزور شمشیر فتح کیا اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ باب جابیہ میں دشمن نے دھوکہ کر کے صلح کر لی انہوں نے مجھے دشمن کے قتل کرنے یا قید کرنے سے منع کر دیا ان سے میری ملاقات کنیسۂ مریم میں ہوئی ان کے ساتھ پادری تھے اور صلح نامہ ان کے پاس تھا بادشاہ کا داماد توما اور ایک شخص ہربیس شہر سے بہت سامان لے کر چلے میں

نے ان کا تعاقب کیا اور وہ مال ان سے واپس لیا اور دونوں لعینوں کو قتل کیا۔ ہرقل کی بیٹی بھی قید ہوگئی تھی۔ میں نے بطور ہدیہ اس کو چھوڑ دیا اور میں صحیح سلامت واپس آ گیا۔ میں آپ کے حکم کا منتظر ہوں۔ والسلام۔

یہ خط جس وقت لکھا گیا ہے اس وقت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس دار فانی سے رحلت فرما چکے تھے۔ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خط پڑھا تو تعجب کیا کہ اب تک مسلمانوں کو معلوم نہیں کہ ابو بکر کا انتقال ہوا ہے اور میں نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو معزول کیا ہے اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا ہے

''عمر فاروق نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو دو وجہوں سے معزول کیا تھا ان میں ایک وجہ ظاہری تھی اور ایک وجہ باطنی۔ وجہ ظاہری تو خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کی تھی کہ خالد رضی اللہ عنہ نے ایک شاعر کو قصیدہ پڑھنے پر انعام دیا تھا اور یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پسند نہ تھی۔ وجہ باطنی جو حقیقی اور اصلی وجہ تھی اس کا بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اظہار کیا تھا کہ خالد رضی اللہ عنہ کو معزول کرنے کی وجہ ان کی کوئی کوتاہی یا کمزوری نہیں تھی بلکہ اصل وجہ یہ تھی کہ خالد رضی اللہ عنہ بے تحاشا لڑنے والا شخص تھا جب یہ امیر تھا تو ممکن تھا کہ لوگوں کا خیال اس طرف جاتا کہ یہ فتوحات اس لئے ہو رہی ہیں کہ خالد رضی اللہ عنہ ایک نڈر و بہادر زیرک جرنیل اور امیر الحرب ہیں اس سے مسلمانوں کے عقیدہ پر جو مدد الٰہی کے متعلق ہے اثر پڑ سکتا تھا۔

بہر حال حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا دور ختم ہو گیا اب عمر فاروق کا دور شروع ہو گیا ان تمام واقعات سے آپ کو صحابہ کرام کی زندگی اور کارناموں کا پتہ چلا ہو گا کہ ان کے اعمال سو فیصد صحیح تھے مگر پھر بھی کوئی شہر یا ملک خود بخود ان کے سامنے نہیں ٹوٹا بلکہ بڑی جانی قربانی دے کر اسلام کی آبیاری کی گئی ہے جو لوگ اس راستۂ جہاد کو چھوڑ کر دوسرے طریقوں سے غلبہ اسلام کا سوچتے ہیں وہ انتہائی غفلت کا شکار ہیں۔ دوسری بات آپ کے سامنے یہ آئی کہ مسلمانوں نے فتح اور کفار کے قتل کو ثواب کا کام سمجھا ہے ہزاروں لاکھوں کو قتل کر کے اشداء علی الکفار کی عملی تفسیر پیش کی ہے

اور قاتلوهم يعذبهم الله بايديكم کی خوب وضاحت کردی کہ اس امت کے کافر کے لیے عذاب کا طریقہ تبدیل ہو چکا ہے اب آسمان سے نہیں بلکہ مسلمانوں کے ہاتھوں سے ان کو عذاب دیا جائے گا۔ تیسری بات یہ سمجھ میں آگئی کہ صحابۂ کرام نے جہاں جہاں کاروائی کی ہے وہاں کے لوگ ان کی زبان تک کو نہیں جانتے تھے اور پوچھا کرتے تھے کہ تم لوگ کیوں آئے ہو تب صحابہ کرام نے ان کو اسلام کی دعوت دی ہے یا جزیہ کا حکم سنایا ہے اس سے دعوت الی الاسلام کے اصول بھی سامنے آگئے۔ چوتھی بات یہ سامنے آئی کہ اس اسلام کی ترقی و غلبہ کے لیے مردوں کی قربانی کے ساتھ ساتھ خواتین کی قربانیاں بھی شامل تھیں۔ پانچویں بات یہ معلوم ہوئی کہ صحابہ کرام نے کبھی بھی فرض کفایہ اور فرض عین کی بحث کر کے پیچھے رہنے کی کوشش نہیں کی ہے بلکہ سب کی زبان پر یہ بات ہوتی تھی کہ جہاد فرض ہے اور نہ صحابۂ کرام نے حسن لعینہ اور لغیرہ کا بہانہ بنایا اور نہ وہ جہاد کو لغوی مفہوم میں پھینک کر میدان سے پیچھے ہٹے اور نہ کسی نو مسلم کو انہوں نے اس لیے جہاد سے روکا کہ اب تک اس کی تربیت نہیں ہوئی اور ایمان نہیں بنا الغرض صحابہ کرام کے اعمال وافعال کو مشعل راہ بنانا چاہیے۔ ''مؤلف''

عہد فاروقی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں آئی، جب ہرقل کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے پادریوں، راہبوں، درویشوں اور ارکان دولت کو جمع کر کے اس طرح تقریر کی۔

اے بنی اصفر! یہ وہی شخص ہے جس سے میں تم کو ڈرایا کرتا تھا اور تم نہیں مانتے تھے، اب اس گندمی رنگ اور سیاہ آنکھوں والے شخص کو حکومت ملی ہے اس سے اب معاملہ

زیادہ نازک اور خطرناک ہوگیا ہے اور وہ وقت اب زیادہ دور نہیں کہ جب اس صاحب فتوح، مشابہ بنوح شخص کی حدود سلطنت میرے پایۂ تخت تک وسیع ہوجائے اور وہ میرے تخت کا مالک ہوجائے لہٰذا بڑی مصیبت کے نازل ہونے سے پہلے پہلے تم کو سوچنا چاہیے اپنے کو درست کرنا اور اپنے دین پر صحیح صحیح چلنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ یہ شخص حرب وضرب کا ماہر اور روم وفارس کو زیروزبر کرنے والا ہے اپنے دین کا زاہد ہے اور دوسری ملتوں کے تابعین پر نہایت سخت ہے، میں جانتا ہوں کہ اس قوم کا دین تمام ادیان پر غالب آکر رہے گا۔ اب تمہارے سامنے دو صورتیں ہیں اول یہ کہ تم سب اسلام میں داخل ہوجاؤ اور یا ان لوگوں سے جزیہ پر مصالحت کرلو۔

یہ سن کر ارکان دولت چیخنے لگے اور اس پر حملہ آور ہوئے قریب تھا کہ اس کو قتل کردیتے مگر ہرقل نے ان کو ٹھنڈا کرنے کے لیے کہا کہ میں تمہاری سختی معلوم کرنا چاہتا تھا اچھا ہوا کہ تم مضبوط ہو۔ اس کے بعد ہرقل نے ایک شخص کو مدینہ طیبہ بھیجا کہ کسی طرح حضرت عمر فاروق کو شہید کیا جائے مگر وہ شخص ناکام ہوگیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط بنام ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ

میں نے تمہیں شام کا حاکم اور افواج اسلامیہ کا کمانڈر مقرر کیا ہے اور خالد رضی اللہ عنہ کو معزول کیا ہے۔ والسلام

فتح قلعہ ابوالقدس

جنگ کا پہلا مرحلہ

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو جب اپنی معزولی کا علم ہوا تو خوشی خوشی فرمانے لگے کہ میں پہلے امیر کی حیثیت سے جہاد کرتا تھا اور اب سپاہی کی حیثیت سے جہاد کروں گا۔ لوگوں کا خیال تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ جہاد میں اب کم دلچسپی لیں گے مگر حضرت خالد رضی اللہ عنہ چونکہ اللہ کے لیے

لڑتے تھے لہٰذا اب آپ کا لڑنا اور زیادہ تیز ہو گیا اور آپ نے کبھی سستی نہیں کی، یہ عجیب واقعہ ہے کہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے امیر ہونے کے باوجود اپنی جنگی مہمات کا پورا مدار حضرت خالد رضی اللہ عنہ پر رکھا ہے اور حضرت خالد نے تقریباً ہر موقع پر آپ کے سامنے یوں کہا ہے اَلسَّمْعُ وَالطَّاعَةُ کہ میں فرماں بردار ہوں۔ بہر حال، حصن ابو القدس عرفہ اور طرابلس کے درمیان ایک اہم قلعہ تھا یہاں کا پادری مرجع نصاریٰ تھا اور یہاں ہر قسم کے تجارتی نمائشی اور عباداتی وغیرہ مہمات سر ہوتے تھے۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ جب امیر الحرب ہوئے تو آپ متفکر تھے کہ پہلی مہم کہاں سے شروع کی جائے کبھی انطاکیہ کا خیال آتا تھا کہ وہاں بادشاہ موجود ہے کبھی بیت المقدس کا سوچتے تھے کہ وہ دار الخلافہ اور مرکز شام ہے۔ اس دوران ایک نصرانی نے آکر آپ کی قلعۂ ابو القدس کی طرف توجہ دلائی کہ قریب بھی ہے اور اہم بھی ہے ۳۰ میل کے فاصلے پر ہے، آپ اس معاہد نصرانی سے یہ سن کر بہت خوش ہوئے، آپ رضی اللہ عنہ نے نصرانی سے پوچھا کہ آج کل جو بازار وہاں لگا ہوا ہے اس کے کتنے دن باقی ہیں، نصرانی نے کہا بہت تھوڑے دن باقی ہیں آپ نے پوچھا اس کے قریب کوئی اور شہر بھی ہے، اس نے کہا ہاں طرابلس ہے، یہ شہر ملک شام کی بندرگاہ ہے جہاں سے ہر طرف کشتیاں چلتی ہیں، آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ ان لوگوں کی حمایت کون کرتا ہے، اس نے کہا کہ وہاں ایک متکبر سردار رہتا ہے اس کے علاوہ کوئی نہیں ہرقل سے یہ لوگ خود ڈرتے ہیں اس لئے اس کو اطلاع نہیں کرتے۔ اس کے بعد ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام کو مخاطب کر کے فرمایا کہ کوئی ہے جو اس مہم پر چلا جائے اور اپنے نفس کو اللہ کے لیے وقف کر دے، جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر فرمایا کہ میں تیار ہوں آپ ترتیب فرما دیں۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے اور پانچ سو افراد کو منتخب کر کے ان کے ساتھ حصن ابی القدس کی طرف روانہ کر دیا، صحابۂ کرام رات کے وقت جا رہے تھے ان میں بدری بھی تھے اور دوسرے بھی، رات کو چاند نکلا ہوا تھا خوب روشنی تھی ۱۵ شعبان المعظم کی شب

برات کی رات تھی۔ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نصف شعبان کو عبادت کرتا ہوں رات کو جاگ کر نوافل وغیرہ ادا کرتا ہوں مگر آج ہم جہاد کی مہم میں جارہے ہیں یہ اس رات کی عبادت سے افضل ہے ہم رات بھر چلتے رہے ہمارا رہبر ایک مُعاہد آدمی تھا صبح کو ایک صومعہ کے پاس پہنچ گئے صومعہ سے ایک راہب نکل آیا۔ ہمارے قریب آکر غور سے دیکھا اور کہا تم کون ہو؟ ہم نے کہا کہ ہم عرب ہیں۔ راہب نے کہا کہ تم محمدی ہو؟ مسلمانوں نے کہا کہ ہاں یہ سن کر راہب زیادہ غور سے دیکھنے لگا۔ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس نے پوچھا کہ یہ کس خاندان سے ہے؟ لوگوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے ہے اس نے کہا ہاں ایک درخت کا پتا اس کے دوسرے پتوں سے ملتا ہے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا تو رسول اللہ کو جانتا ہے؟ اس نے کہا کہ آپ کا نام توراۃ، انجیل اور زبور میں موجود ہے اور آپ کی صفت یہ ہے کہ آپ سرخ اونٹ اور برہنہ شمشیر کے مالک ہوں گے۔

"صَاحِبُ الْجَمَلِ الْاَحْمَرِ وَالسَّیْفِ الْمُشْھَرِ"

پھر کچھ آگے جا کر راہبر نے کہا کہ تم ادھر ہی چھپے رہو میں شہر جا کر قوم کے احوال معلوم کر کے لاتا ہوں۔

مسلمان ادھر رات گزارنے لگے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پوری رات پہرہ دیا صبح صادق کے وقت مسلمان اللہ کے سامنے گڑگڑائے اور دعائیں مانگیں۔ راہبر کے دیر کرنے نے مسلمانوں کو شک میں ڈالا تو ابوذر غفاری نے فرمایا کہ شک کی ضرورت نہیں ممکن ہے کہ کسی وجہ سے دیر ہوگئی ہو، اتنے میں راہبر لوٹ آیا چہرہ فق تھا۔ وہ کہنے لگا کہ اے مسلمانو! تمہارے مقصود کے سامنے ایک حائل واقع ہوگیا ہے وہ اس طرح کہ والئ طرابلس نے اپنی بیٹی کا نکاح کسی شہزادے سے کردیا ہے اور یہاں دینی رسم ادا کرنے کے لیے آیا ہے اس کے ساتھ رومی سرداران اور شامی بہادران جمع ہیں گویا کہ پوری عیسائیت اس وقت اس قلعہ کے اردگرد جمع ہے اور مسلمانوں سے بے خبر بھی

نہیں ہیں بلکہ مسلح اور تیار بحر ذخار ہیں کیونکہ ان کو یہ معلوم ہے کہ شام کی سرزمین میں مسلمان داخل ہوچکے ہیں اس لئے وہ ہر وقت پُرخطر و پُر حذر رہتے ہیں، اس وجہ سے میری رائے یہ ہے کہ آپ لوگ ان کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھائیں وہاں سب امیر و غریب خلق کثیر اور جم غفیر جمع ہیں، عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔ تمہارے اندازے کے مطابق وہ لوگ کتنے ہوں گے؟ راہبر نے کہا کہ عوام الناس بیس ہزار ہوں گے اور ضرب وحرب والے مسلح فوجی پانچ ہزار ہونگے اور قریب سے ان کو مزید کمک بھی پہنچ سکتی ہے اور آپ کے حضرات کے لیے کمک بعید تر ہے۔

علامہ واقدیؒ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر مسلمان متردد ہو گئے اور معاملہ نہایت اہم معلوم ہوا اور لوٹنے کا ارادہ کیا مگر جعفر طیار کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بغیر جہاد کے واپس جانے میں مجھے خوف ہے کہ اللہ کے ہاں ہمارے نام بھاگنے والوں میں شمار نہ ہو جائے لہٰذا میں واپس نہیں جاؤں گا جو شخص میری مدد کرنا چاہتا ہے وہ میرے ساتھ رہے اور جو واپس جانا چاہتا ہے بخوشی چلا جائے اس پر مسلمانوں نے متفقہ طور پر فرمایا کہ جو رائے آپ کی ہے ہم بھی اس کے ساتھ متفق ہیں۔ یہ سن کر عبداللہ رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے کمر باندھی اور اپنے والد محترم کی تلوار حمائل کی، جھنڈا ہاتھ میں لے کر گھوڑے پر سوار ہوئے اور رہبر سے کہا کہ تم ہم کو دشمن تک پہنچا دو اور بس۔ رہبر کا رنگ فق ہو گیا کہ یہ تو تیار موت ہے اور کہا کہ میری رائے تو نہ جانے کی ہے پھر بعد میں مجھ پر کوئی ملامت نہیں ہوگی، عبداللہ رضی اللہ عنہ نے صبح کی نماز پڑھائی اور پھر مشورہ لیا کہ حملہ کس طرح کیا جائے۔ ایک صحابی نے فرمایا کہ بہتر یہ ہوگا کہ حملہ دیر سے کیا جائے تا کہ یہ لوگ اپنی تجارت اور لین دین میں خوب مشغول ہو جائیں اور بوقت غفلت و شغل ہم حملہ کر دیں یہ رائے پسند کر لی گئی۔ ادھر آفتاب عالمتاب اپنی تمازت کا مظاہرہ کر رہا تھا اور ادھر اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم **اشداء علی الکفار** کے غیظ و غضب سے سرشار ہو کر حمیت ایمانی کی گرمی سے سورج کو حیران کر رہے تھے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ

نے پانچ سو مسلمانوں کو پانچ جگہ تقسیم کیا اور ہر سو کی الگ الگ جماعت بنا کر ایک تجربہ کار اور آزمودۂ جنگ سردار کے ہاتھ میں دے دی اور فرمایا کہ ہر دستہ بازار کی کوئی طرف اپنے لیے منتخب کر لے، مال غنیمت کی طرف توجہ مت کرو بس تلواروں سے کام رکھو اور اسی سے قوم کفار کی تواضع کرو یہ کہہ کر آپ نے جھنڈا بلند کیا اور جب رومیوں کے قریب پہنچ گئے تو ان کو چیونٹیوں کی طرح زمین پر پھیلا ہوا پایا جب آپ نے دشمن کا منظر غور سے دیکھا تو معاملہ نازک معلوم ہوا مگر آپ نے ساتھیوں سے فرمایا انتظار کیوں کرتے ہو حملہ کر دو اللہ مدد فرمائیں گے، فتح ہو گی تو راہب کے صومعہ کے پاس ملاقات ہو گی ورنہ پھر جنت میں ملاقات ہو گی اور حوض کوثر کے پاس ساقئی کوثر کے ہاں ملاقات ہو گی۔

یہ کہہ کر آپ رضی اللہ عنہ نے نیزہ کو حرکت دے دی اور کفار کے مجمع میں گھس کر نیزہ و تلوار سے دائیں بائیں مارنا شروع کر دیا مسلمانوں نے بھی ایک دم حملہ کیا، رومیوں نے اصحاب رسول کی تکبیر و تہلیل سن کر یقین کر لیا کہ مسلمانوں نے آ دبایا ہے بازاری لوگوں نے اسلحہ اٹھایا اور مسلمانوں کے امیر کو گھیر لیا۔ اب لڑائی پورے زوروں پر تھی، صحابہ رومیوں میں ایسے نظر آ رہے تھے جیسا کہ سیاہ اونٹ کے جسم پر سفید داغ، مسلمانوں کی تکبیریں بلند ہو رہی تھیں اور ایک دوسرے سے اب بالکل بے پرواہ و بے خبر ہو گئے تھے۔

حضرت ابو ہبیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کے عہد سے لے کر آج تک جتنی جنگوں کو دیکھا ہے ان میں یہ جنگ سب سے زیادہ سخت تھی اور میں جنگ ابو القدس کو دیکھ کر تمام غزوات کو بھول گیا، اس جنگ میں ایک عجیب واقعہ یہ ہوا کہ مسلمانوں نے سمجھا تھا کہ کفار کے میدان میں جو لوگ ہیں اس کے علاوہ کوئی اور لوگ کمین گاہ میں نہیں ہوں گے مگر توقع کے خلاف وہاں سے ایک بڑا اور مضبوط لشکر نکل آیا، جب نہایت آب و تاب سے یہ لشکر مسلمانوں پر حملہ آور ہوا تو مسلمان بیچ میں غائب ہو گئے کبھی کبھی تکبیر کی آواز آتی تھی عام لوگوں کا خیال تھا کہ مسلمان ختم ہو چکے

ہیں، اتنے میں عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے علم بلند کیا مسلمان خوش ہو گئے اور ان کے ارد گرد اکٹھے ہو گئے مگر ان سب کو رومیوں نے گھیرے میں لے رکھا تھا تلواریں ٹکرا رہی تھیں نیزے متحرک تھے اور غبار آسمان تک اُٹھ رہا تھا مسلمانوں کے گھوڑے جواب دے چکے تھے مجاہدین کے بازو وست پڑ گئے تھے اور ہاتھ سن ہو چکے تھے۔ معاملہ نازک تھا کسی کو خیال نہیں تھا کہ کوئی بچ جائے گا مسلمان اللہ کے سامنے گڑگڑا کر دُعا مانگ رہے تھے ابوذر غفاری پر اللہ رحم فرمائے وہ تو کبرسنی اور بڑھاپے کی حالت میں بالکل آگے آگے بڑھ رہے تھے اور برابر لڑ رہے تھے صحابہ کے کلیجے مُنہ کو آ گئے تھے اور سب نے یہ سمجھ لیا کہ بس اب ہماری قبروں کی جگہ یہی میدان ہے۔

اس حالت میں عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ دوڑ دوڑ کر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے اور فرمایا کہ آپ بہت جلدی عبداللہ بن جعفر کی مدد کے لیے کمک روانہ کریں اور پورا قصہ ان کے سامنے بیان کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "انا للّٰہ وانا الیہ راجعون" اور پھر اپنے کو خطاب کر کے فرمایا کہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بہت افسوس کا مقام ہوگا اگر عبداللہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی تیرے جنگی جھنڈے کے تحت ہلاک ہو گئے اور مزید یہ کہ یہ تیری امارت میں پہلی جنگ ہے۔

حصن ابوالقدس کی طرف خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی روانگی

جنگ کا دوسرا مرحلہ

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ میں تمہیں خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کی مدد کے لیے چلے جاؤ۔ خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا بخدا میں بالکل تیار ہوں صرف آپ کے حکم کا انتظار تھا از خود کہنے سے شرماتا تھا خدا کی قسم! اگر عمر رضی اللہ عنہ مجھ پر کسی لڑکے کو بھی امیر بنا دیتے تو میں اس کی اطاعت سے انحراف نہیں کر سکتا تھا چہ جائے کہ انہوں نے آپ کو مقرر کیا ہے جو سابق الاسلام ہیں،

امین الامتہ ہیں اور کامل الایمان ہیں اور مجھ سے ہر اعتبار سے مقدم ہیں میں آپ سے کب مقدم ہوسکتا ہوں اور میں نے اس سے پہلے بھی جہاد کیا ہے اور تم گواہ رہو کہ میں اپنے آپ کو اللہ کے لئے جہاد میں وقف کرتا ہوں، یہ کہہ کر آپ شیر ببر کی طرح اُٹھے، اسلحہ زیب تن کیا اور گھوڑے پر بیٹھ کر لشکر جرار کو للکارا کہ شمشیر زنی کی طرف چلو، فوجوں نے جلدی جلدی جواب دیا اور عقابوں کی طرح ایک دم جھپٹ کر اطاعت کے لیے دوڑ پڑیں۔ رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بھی حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا ہم انتہائی عجلت سے چلے، ادھر سورج غروب ہورہا تھا اور ادھر ہم رومیوں پر طلوع ہو گئے، کافروں نے جراد منتشر کی طرح مسلمانوں کو گھیر رکھا تھا، اور چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے خالد رضی اللہ عنہ نے اُنیس سے پوچھا کہ یہ بتاؤ کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کس طرف ہوگا تا کہ میں ان کو تلاش کروں، اُنیس نے کہا کہ شاید وہ کلیسا کے پاس ہوگا۔ یہ سن کر خالد رضی اللہ عنہ نے کلیسا کی طرف نظریں دوڑائیں تو اسلامی نشان عبداللہ کے پاس نظر آیا اس وقت مسلمانوں کی عجیب حالت تھی کوئی ایک بھی بغیر زخم کے نہیں تھا کفار ان کی طرف بڑھ رہے تھے اور وہ بیچ میں دفاع کر رہے تھے اور زندگی کے آخری لمحات گن رہے تھے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے مسلمانو! آگے بڑھو اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے اور تم پر بوجۂ قلت رحمت کی تجلی ہورہی ہے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے جب یہ منظر دیکھا تو اپنے جھنڈے کو حرکت دے دی اور اپنی فوج سے کہا کہ اس قبیح قوم کو آگے رکھو اور اپنی تلواروں کی پیاس ان کے خون سے بجھادو، جب مسلمانوں نے پیش قدمی شروع کی تو عبداللہ اور ان کے ساتھی مزید گھبرا گئے کہ کہیں یہ لوگ رومی فوجوں کا تازہ دم دستہ ہے اب تو مسلمانوں نے یقین کرلیا کہ بس اب موت واقع ہوگئی۔ میدان آگ کا شعلہ بن رہا تھا تلواریں چمک رہی تھیں، سر دھڑوں سے کٹ کٹ کر جدا ہورہے تھے، زمین لاشوں سے بھر گئی تھی جنگ پورے شباب پر تھی مسلمانوں کے کلیجے منہ کو آرہے تھے کہ اتنے میں آنے والی فوج کے ہراول

دستہ میں سے شیر ببر کی طرح ڈکارتا ہوا ایک سوار آگے بڑھا اس کے ہاتھ میں ایک نشان تھا اس نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا، اے حاملین قرآن! تم کو آنے والی مدد مبارک ہو، میں خالد بن ولید ہوں، گھیرے ہوئے مسلمانوں نے تکبیر کا جواب تکبیروں سے دیا اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک دم رومیوں پر حملہ کر دیا۔ عامر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ خالد رضی اللہ عنہ کا حملہ ایسا تھا جیسا کہ شیر کا بکریوں پر حملہ ہوتا ہے انہوں نے رومیوں کو دائیں بائیں مار کر متفرق کر دیا۔

رومیوں نے بھی ثابت قدمی سے مقابلہ کیا جب گھیرے ہوئے مسلمانوں نے خالد رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مبارک ہو آسمانی مدد آگئی یہ کہہ کر انہوں نے اپنا حملہ اور تیز کر دیا۔

اس دوران حضرت ضرار رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ تک پہنچ گئے دیکھا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کی زرہ پر خون کے لوتھڑے جمع ہیں گویا کہ کلیجی کے ٹکڑے آپ کے پورے بدن پر چپکے ہوئے ہیں حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مبارک ہو تو نے اپنے باپ جعفر طیار کا خوب بدلہ لیا، عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا آپ کون صاحب ہیں۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ضرار ہوں۔ آپ نے ضرار رضی اللہ عنہ کا شکریہ ادا کیا یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کے ساتھ عبداللہ رضی اللہ عنہ تک پہنچ گئے حضرت عبداللہ نے ان کا بھی شکریہ ادا کیا۔

خالد رضی اللہ عنہ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے کہ اے ضرار! والی طرابلس کی لڑکی اور اس کا مال و متاع کلیسا کے قریب موجود ہے اس کی حفاظت کرنے کے لیے رومی بڑے بڑے جرنیل لوگوں کو وہاں جانے سے روک رہے ہیں اور انہوں نے لڑکی کو اپنے گھیرے میں لے رکھا ہے کیا آپ میرے ساتھ چل کر ان پر حملہ کر سکتے ہیں؟ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ بسم اللہ کریں میں تیار ہوں۔

کہتے ہیں کہ ایک طرف حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے حملہ کیا دوسری طرف سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ

نے اور تیسری طرف سے حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے ایک ساتھ حملہ کیا اور اب چاروں طرف سے محمدی کچھار کے شیروں نے عباد الصلیب کو لومڑیوں کی طرح دبوچنا شروع کر دیا مشرکین میں سے سب سے زیادہ بے جگری سے لڑنے والا ایک کمانڈر تھا جو والئی طرابلس تھا یہ اونٹ کی طرح بڑبڑاتا ہوا آگے آیا اور ایک دم حضرت ضرار رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا والئی طرابلس نے اپنے مقابلہ کے لیے حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کو منتخب کیا تھا یہ بڑے لحیم شحیم ڈیل ڈول اور ضرب وحرب کے مالک تھے ہر ایک جرنیل مقابل کو زیر کرنے کی فکر میں تھا رات کا وقت تھا زیادہ نظر بھی نہیں آتا تھا۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ دشمن خدا کو کھلے میدان میں لا کر مقابلہ کریں چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ ہٹتے ہٹتے جب میدان میں پہنچے تو ایک دم گھوڑا موڑا، مگر گھوڑا ٹھوکر کھا کر گر گیا ضرار رضی اللہ عنہ بھی گر گئے۔ آپ نے چاہا کہ پھر سوار ہو جائیں مگر کامیاب نہ ہو سکے پھر آپ پا پیادہ کھڑے ہوئے لوہے کا گرز لے کر آپ پر حملہ آور ہوا مگر آپ نے اس کا وار خالی دیا اور بپھرے ہوئے شیر کی طرح اس پر حملہ آور ہوئے، پہلے گھوڑا مارا جب وہ گرا پھر اس پر حملہ کیا مگر تلوار اُچٹ گئی بطری کمانڈر نے اٹھنے کی کوشش کی مگر ضرار رضی اللہ عنہ اس کے سینہ پر چڑھ گئے اور خنجر سے اس کا پیٹ چاک کیا اور نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے واپس اسی کے گھوڑے پر سوار ہو کر آ گئے ادھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کلیسا پر قبضہ کیا مگر خالد رضی اللہ عنہ کے آنے تک کچھ مال نہیں اٹھایا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کا تعاقب کیا تھا جو ساحل تک جا کر پار ہو گئے تھے جب آپ واپس آ گئے تو والئی طرابلس مارا جا چکا تھا اور کلیسا فتح ہو گیا تھا بڑے بڑے جرنیل یا مارے جا چکے تھے یا قید ہوئے تھے اور راقم نے یہ کہا

مِنْ عَهْدِ عَادٍ كَانَ مَعْرُوفًا لَنَا اِسْرُ الْمُلُوكِ وَقَتْلُهَا وَقِتَالُهَا

مسلمانوں نے مال غنیمت اکٹھا کیا۔ گرجا میں ایک راہب رہتا تھا حضرت خالد رضی اللہ عنہ

نے اس کو بلایا وہ نہ آیا آپ نے ڈانٹ کر بلایا وہ نکلا اور کہا کہ آپ نے جن جن لوگوں کو قتل کیا ہے مسیح کی قسم قیامت کے روز اس سبز آسمان کا مالک تجھ سے ان کے خون کا مطالبہ کرے گا، خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہم کو تمہارے ساتھ جہاد کرنے کا حکم دیا ہے تو پھر تمہارے قتل کا ہم سے کیوں مطالبہ ہوگا بلکہ ہم کو تو اس کا ثواب ملے گا، اور خدا کی قسم اگر حضور علیہ السلام راہبوں کے قتل سے منع نہ فرماتے تو میں تجھے ابھی قتل کر دیتا۔ راہب یہ سن کر چپ ہو گیا اور مسلمان واپس دمشق آ گئے والئی طرابلس کی لڑکی بھی قید میں تھی جس کو بعد میں عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے لے لیا اور مدۃ العمر آپ کے پاس رہی۔ قلعہ ابوالقدس کی غنیمت تقسیم ہوگئی۔ اب مسلمان نئے مہم پر جانے کا سوچ رہے تھے۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا قلعہ بعلبک کی طرف روانگی

جنگ کا پہلا مرحلہ

ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو بمعہ لشکر حمص کی طرف روانہ کیا اور فرمایا کہ راستہ میں عواصم قنسرین پر ہلہ بول دینا، اور میں بعلبک کی طرف جاتا ہوں اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ اس کی فتح کو آسان کر دیں گے۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ جا رہے تھے کہ اچانک والئی جوسیہ نے تحائف و ہدایا لا کر صلح کی درخواست کی آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے مشروط صلح کر لی۔ کچھ آگے جا کر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ مدینہ طیبہ سے آ رہے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط ان کے پاس ہے اس خط میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جبلہ بن ایہم کے مسلمان ہونے اور پھر مرتد ہو کر شام کی طرف بھاگنے کا تذکرہ کیا تھا اور فرمایا کہ مجھے امید ہے وہ تمہارے ہاتھ میں آ جائے گا تم حمص کے گرد گھیرا ڈال دو وہاں سے ادھر ادھر مت جاؤ اگر وہ لوگ صلح کریں تو صلح کرو، نہیں تو ان سے لڑو اور عرب متنصرہ سے انتہائی احتیاط سے ہوشیار رہو اللہ تم پر مدد نازل کرے گا۔ والسلام۔

اس خط کے بعد ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے بھی حمص کا رُخ کیا۔ خالد رضی اللہ عنہ تو پہلے ہی ایک ثلث لشکر لے کر حمص کی طرف چلے تھے حمص کی یہ مہم ۱۴ شوال کو شروع ہوئی تھی، وہاں کا گورنر مر چکا تھا اور نئے گورنر کا تقرر نہیں ہوا تھا۔ اہل حمص نے جب دیکھا کہ مسلمان پہنچ گئے ہیں یہ خلاف توقع آمد ہے کہ جوسیہ اور بعلبک فتح کیے بغیر وہ ہم پر حمص چلے آئے ہیں۔ اب صورت حال یہ ہے کہ ہرقل کی مدد بھی ہم تک نہیں پہنچ سکتی اور ہمارے پاس اتنا ذخیرہ بھی نہیں کہ محاصرہ کے وقت کام آسکے اب تم بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے؟ لوگوں نے کہا کہ جو آپ مناسب سمجھیں کریں، اس نے کہا کہ مسلمانوں سے ایک فراڈ کی صلح کریں گے جب یہ لوگ پیچھے ہٹ کر قنسرین اور حلب کی طرف جائیں گے تو ہم تیاری کرلیں گے، بادشاہ سے مدد مانگ لیں گے اور اس طرح ان لوگوں سے پھر لڑیں گے اس وقت ہمارا نیا گورنر بھی آجائے گا اور جنگی نقشہ خوب مکمل ہو جائے گا۔ سب نے یہ رائے پسند کرلی۔ اس سردار نے اپنے ایک معزز شخص کو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ کیا اور صلح کی بات ہوئی، ایک سال کے لیے صلح نامہ پر دونوں طرف سے دستخط ہوئے اور اہل حمص نے صلح کے بدلے مسلمانوں کو بارہ ہزار دینار اور دوسو ریشمی جوڑے دیئے پھر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو حلب کی طرف ایک لشکر جرار دے کر روانہ کیا اور کہا کہ پہلے عواصم کو تاخت و تاراج کر کے پھر حلب کی طرف چلے جاؤ۔ آپ رجز کے اشعار پڑھتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے شیرز کے مقام پر دو دن قیام کیا اور مصعب بن محارب کو پانچ سو سوار دے کر عواصم کو تاراج کرنے کے لیے بھیجا اور خود دیر سمعان اور ''کف طاب'' کی طرف روانہ ہوئے۔ لشکر اسلام کو آپ نے حکم دیا کہ اردگرد کے دیہات اور گاؤں پر حملے کرتے چلے جاؤ اور ہر چہار طرف سے ان کو قید کرو اور مال اکٹھا کرو۔ اب تمام علاقوں کا جب صفایا ہو گیا تو آپ رضی اللہ عنہ واپس ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور مال غنیمت دے دیا۔ اس کے بعد مصعب بن محارب کے ساتھی تکبیر بلند کرتے ہوئے قیدیوں کے ساتھ آگئے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے اور بلادِ عواصم

کے تمام قیدیوں سے فرمایا کہ ہم تم کو امان دیتے ہیں بشرطیکہ تم جزیہ قبول کر کے اپنے علاقوں میں واپس جا کر آرام سے رہو اور ہم سے تعارض نہ کرو انہوں نے بخوشی قبول کیا اور بچوں عورتوں اور سامان کے ساتھ سب واپس چلے گئے۔

دیہاتوں کی یہ خبر اہل عواصم اور قنسرین کو بھی پہنچی تو وہاں کے عوام الناس نے بھی چاہا کہ اسی طرح صلح ہم بھی کریں مگر وہاں کا والی اور گورنر سخت شیطان آدمی تھا۔ اس کا نام لوقا تھا انتہائی بہادر اور جنگجو تھا۔ اس کو پتا چلا کہ عوام صلح پر آمادہ ہیں تو اس کو بہت غصہ آیا اور سب کو جمع کر کے یہ ارادہ کیا کہ اپنی عوام کو بھی دھوکہ میں رکھے۔ اس نے کہا کہ اے اہل قنسرین! عرب جہاں جاتے ہیں فتح کرتے چلے جا رہے ہیں میں چاہتا ہوں کہ ایک سال کی صلح کرلوں اس دوران ہم خوب طاقت بنالیں گے اور بادشاہ کی طرف سے کمک آجائے گی۔ اس دھوکہ کے لیے لوقا نے ''اصطخر'' نامی ایک شخص کو خط دے کر بھیجا اور کہا کہ اے اہل عرب ہمارا قلعہ قنسرین محفوظ قلعہ ہے ہر چیز کی فراوانی ہے اگر تم سو سال تک محاصرہ کرو گے تب بھی اس کو فتح نہیں کر سکتے ہم چاہتے ہیں کہ بادشاہ سے الگ خفیہ طور پر تم سے مصالحت کریں اگر بادشاہ ہرقل کو اس کا پتا چلے تو وہ ہم سب کو قتل کردے گا اس نے تمہارے مقابلہ کے لیے خلیج سے لے کر رومتہ الکبریٰ تک کمک طلب کی ہے مگر ہم ایک سال تک مصالحت کرتے ہیں۔ والسلام۔

''اصطخر'' کو عمدہ لباس پہنا کر لُوقا نے روانہ کیا جب وہ مسلمانوں کے پاس پہنچا تو ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ عصر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ اصطخر نماز کو دیکھ کر حیران ہوا، اس کے بعد گفتگو ہوئی۔ اس نے لوقا کا خط ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو دے دیا آپ رضی اللہ عنہ کے ایک جانب سیف اللہ خالد رضی اللہ عنہ اور دوسری جانب شیر اسلام عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ تھے پادری نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے سامنے سجدہ کرنا چاہا مگر آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو روکا اور کہا کہ سجدہ ایک اللہ کے لئے ہے پھر کچھ مکالمہ کے بعد پادری نے وہ خط دیا۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے پڑھا جس میں دھمکی بھی تھی اور صلح کی بات بھی تھی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے جب خط کا مضمون

سنا تو پیچ وتاب کھاتے ہوئے فرمایا کہ اے امیر اجازت دیجئے کہ ہم ان کو زیروزبر کر کے رکھ دیں اس سے اردگرد کے لوگ مرعوب ہو جائیں گے، یہ صلح نہیں ہے بلکہ فریب اور دھوکہ ہے۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دوسرے کے دل کی بات اللہ جانتا ہے یہ صلح کے لیے آئے ہیں ہم صلح کرتے ہیں آپ صبر کریں بہر حال صلح نامہ لکھ لیا گیا اور قنسرین اور حلب کی حد بندی بھی ہوگئی کہ حلب میں مسلمان کاروائی کرسکتے ہیں عواصم اور قنسرین سے صلح ہے پادری نے کہا کہ حد بندی کے لیے کوئی نشان ہونا چاہئے تاکہ آپ کے لوگ ہمارے علاقے میں نہ آئیں اور اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ ہم ہرقل کا مجسمہ بنوا کر بیچ سرحد پر نصب کردیں گے تو اس سے آگے آپ لوگ تجاوز نہیں کریں گے، اس صلح کے بدلے میں مسلمانوں نے ایک ہزار دینار ایک سواوقیہ چاندی حلب کے ایک ہزار جوڑے اور ایک ہزار وسق غلہ لے لیا اور صلح مکمل ہوگئی۔

ایک دن مسلمان اس طرف سے گزر رہے تھے کہ کسی صحابی کا نیزہ ہرقل کی تصویر پر لگا اور اس کی ایک آنکھ ضائع ہوگئی اس پر والی بھڑک اٹھا دوسو سواروں کا ایک دستہ مسلح روانہ کر کے مسلمانوں سے کہا کہ یہ نقض عہد ہے ہم بدلہ لیں گے چنانچہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری آنکھ کو بدلہ میں پھوڑ دو، انہوں نے کہا نہیں بلکہ والئی حجاز عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی آنکھ پھوڑ کر بدلہ لیں گے۔ مسلمانوں کو غصہ آیا مگر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ٹھنڈا کیا اور کہا یہ تو نہیں ہوسکتا (کوئی اور بات کرو) پھر وفد کے امیر نے کہا کہ ہم تمہارا مجسمہ بنائیں گے اور اس کی آنکھ پھوڑیں گے۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ مسلمانوں نے کہا کہ ہم سے تو غلطی سے ایسا ہوگیا تھا اور یہ شخص قصداً ایسا کس طرح کرے گا۔ بہر حال ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ خلاف وعدہ اور نقض عہد کا الزام ہم پر نہ آئے، یہ بات مان لی وہ لوگ گئے ان کے گورنر نے کہا کہ اسی ایفائے عہد کی وجہ سے یہ لوگ غالب آرہے ہیں انہوں نے اپنا بدلہ مجسمہ بنوا کر لے لیا اس کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ایک خط ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے نام آیا کہ جہاد میں سستی کیوں کررہے ہیں اب تک آپ

نے پیش قدمی نہیں کی؟ قُلْ إِنْ كَانَ آبَاءُكُمْ وَأَبْنَاءُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ آیت
سے ڈرو اور جہاد کرو مسلمانوں نے جب یہ سُنا تو رونے لگے اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا
کہ قنسرین اور حمص والوں سے اگر صلح ہے تو آپ حلب اور انطاکیہ پر کاروائی کریں
اللہ ہم کو کامیاب کرے گا، اس کے بعد ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حلب پر فوج کشی کا ارادہ کیا،
حضرت عمر بن سہیل رضی اللہ عنہ اور مصعب بن محارب رضی اللہ عنہ کو الگ الگ نشان عطا کیا اسی طرح
عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ کو مقدمۃ الجیش بنا کر روانہ کیا اور ان سب کے پیچھے خالد بن ولید
رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا اور اس ترتیب کے بعد خود بھی لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے اب خدا کا
کرنا ایسا تھا کہ یہ فوج ظفر موج جہاں جہاں پہنچی ہے سامنے کے لوگوں نے صلح کی
درخواستیں پیش کیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے رستن اور حماۃ والوں سے صلح کر کے شیرز میں قیام
فرمایا اس صلح کے ضمن میں راستے میں ایک پادری انجیل اٹھائے ہوئے صلح کی
درخواست کرتے ہوئے کہتا ہے کہ آپ لوگ ہم کو اپنی قوم سے زیادہ محبوب ہیں۔
حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ شیرز میں ٹھہر گئے مگر آپ نہایت شش و پنج میں تھے کہ آیا حلب پر
حملہ کے لیے آگے بڑھیں یا پیچھے مُڑ کر والئی قنسرین و عواصم کا کام تمام کریں کیونکہ اس
نے بدعہدی کی تھی اور جسر الحدید پر ہرقل سے فوج منگوا کر جمع کی تھی تاکہ
مسلمانوں پر فوج کشی کرے۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اُمراء مسلمین سے مشورہ کیا تو
خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت! میں نے تو پہلے ہی بتا دیا تھا کہ یہ شخص غداری کر
رہا ہے ان کی نیت صلح کی نہیں ہے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انشاء اللہ ان کا فریب انہی
پر لوٹے گا اس کے بعد عام مسلمانوں اور سرداروں نے یہ رائے دی کہ اب والئی
قنسرین و عواصم کو اسی حالت پر چھوڑنا چاہیے اگرچہ اس نے بدعہدی کی ہے مگر بظاہر تو
صلح ہے اگر ہم فوج کشی کریں گے تو لوگ یہی تأثر لیں گے کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے
نقض عہد کیا، اب چونکہ معاہدے ختم ہونے کو ایک ماہ باقی ہے آپ ان کو چھوڑیئے
تاکہ یہ مہینہ گزر جائے پھر ان کا کام تمام کریں گے اور جہاد کی ابتداء قنسرین ہی سے

کریں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بہت اچھا حلب کا رُخ کیا جائے، ابھی تک آپ شیرز میں قیام فرما رہے تھے کہ آپ کو یہ شکایت آئی کہ غلام لوگ جو مسلمانوں کے ساتھ ہیں قریب قریب سے لکڑیوں کی غرض سے پھل دار درختوں کو کاٹ رہے ہیں آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو بلا کر سختی سے منع کیا انہوں نے کہا کہ جنگل بہت دور ہے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دور سے لایا کرو مگر یہ قریب کے درخت مت کاٹو، ورنہ سزا دوں گا، اسی سلسلہ میں غلاموں کی ایک جماعت جنگل میں دُور جا نکلی کہ اچانک ایک ہزار سواروں کا رسالہ اپنے آب و تاب کے ساتھ عرب متنصرہ کی شکل میں سامنے سے آیا اور ان غلاموں کو گھیر لیا بالآخر غلام بھی لڑے دس شہید ہو گئے اور دس قید ہو گئے اور سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کا ایک جنگجو اور بہادر غلام بھی غائب تھا حضرت سعید اس کی تلاش میں نکل گئے دیکھا کہ غلام خون میں لت پت ہے اور زخموں سے چور چور ہے آپ نے پوچھا یہ کیا ہوا غلام نے کہا کہ عرب متنصرہ لشکر جرار لے کر آ رہے ہیں جبلہ بن ایہم غسانی اس کی کمان کر رہا ہے مجھے مرا ہوا سمجھ کر چھوڑ گئے تھے دس غلام شہید ہو گئے ہیں اور دس قید میں ہیں اور اب بھی ہماری خیر نہیں یہ گفتگو جاری تھی کہ لشکر جرار نے ان کو آلیا۔ حضرت سعید نے فرمایا کہ بدبختو! اپنے آدمیوں کو مار رہے ہو انہوں نے پوچھا کہ تم کون ہو میں نے کہا معزز قومِ خزرج سے ہوں۔ انہوں نے دونوں کو قید کیا اور جبلہ کے پاس لے گئے اور کہا کہ جبلہ کو آپ جیسے آدمیوں کی تلاش تھی جب یہ حضرات وہاں گئے تو جبلہ ٹھاٹھ باٹ سے بیٹھا تھا تعارف کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا تذکرہ ہوا اور اپنے مُرتد ہونے کا ذکر کیا پھر حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا تذکرہ آیا جبلہ نے شوق سے حسان رضی اللہ عنہ کا پوچھا، بہر حال جبلہ نے کہا کہ والی قنسرین نے نقض عہد کیا ہے اور مدد مانگی ہے ہم کو بادشاہ نے اسی سلسلہ میں بھیجا ہے تا کہ مسلمانوں کو فتح کردہ علاقہ سے واپس کریں تم جاؤ اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو ڈراؤ اور ہماری صورتحال سے ان کو آگاہ کرو۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ اور آپ کا غلام جب لشکر اسلام میں پہنچے تو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے سامنے

پوری صورت حال بیان کی ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے پھر امراء سے مشورہ کیا تو خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ غدار قوم ہمیشہ ذلیل ہوتی ہے، والی قنسرین ذلیل ہوگا آپ مجھے دس آدمی دے دیں کہ میں جبلہ کے احوال معلوم کر کے آؤں۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہی صورت بہتر ہے جاؤ تمہاری حفاظت اللہ فرمائے گا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے دس اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چُن کر ساتھ لیا جن میں حضرت ضرار، عبدالرحمٰن بن ابی بکر، رافع بن عمیرہ اور قیس وسعید بھی تھے۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے انہیں دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ کچھ دور نکل کر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے سعید رضی اللہ عنہ ابن عامر سے پوچھا کہ کیا جبلہ نے یہ کہا تھا کہ والئ قنسرین مجھ سے ملنے آئے گا۔ سعید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہاں والئ قنسرین فلاں راستہ سے گزرتے ہوئے جبلہ کے پاس جائے گا اس پر خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بہتر یہ ہوگا کہ ہم والئ قنسرین کا راستہ روک کر کاروائی کریں چنانچہ یہ حضرات کمین گاہ میں چھپ کر بیٹھ گئے پوری رات گزر گئی مگر والئ قنسرین نہیں آیا صبح کو خالد رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز اسی جگہ پڑھائی جبلہ کے لوگ اور وہ خود کچھ فاصلہ پر تھے۔ خالد نماز سے ابھی فارغ ہی ہوئے تھے کہ جبلہ کی فوج والئ قنسرین کی طرف روانہ ہوئیں یہ لوگ تعداد کے اعتبار سے ریت کی مانند تھے مسلمانوں نے خالد رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ دیکھتے ہو یہ لوگ کتنے زیادہ ہیں؟ خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا پرواہ مت کرو اگر نصرت خداوندی ہمارے ساتھ رہی تو یہ لوگ کچھ بھی نہیں، اب تم ایسا کرو کہ کسی کو اطلاع کئے بغیر اسی لشکر میں شامل ہو جاؤ اور جب والئ قنسرین تک پہنچ جائیں گے تو پھر جو اللہ کو منظور ہوگا وہی ہو کر رہے گا۔ یہ بارہ مسلمان اس فوج میں ایسی خاموشی کے ساتھ شامل ہو گئے کہ کسی کو کوئی پتہ ہی نہیں چلا، جب سب لوگ بلا دعواصم اور قنسرین کے علاقے میں پہنچ گئے تو والئ قنسرین استقبال کے لیے آرہے تھے آگے آگے صلیب تھی اور پادری انجیل اٹھائے ہوئے کلمات کفریہ کے ساتھ نعرے لگا رہے تھے والئ قنسرین آگے بڑھا تا کہ جبلہ کو سلام کرے جب قریب آیا تو خالد رضی اللہ عنہ

اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان کے سامنے آگئے والئی قنسرین نے سلام کر کے کہا کہ مسیح تم کو سلامت رکھے اور صلیب تمہاری مدد کرے، خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کم بخت ہم بندگان صلیب نہیں بلکہ ہم حبیب اللہ محمد رسول اللہ کے صحابی ہیں اور میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہوں یہ کہہ کر آپ نے چہرہ سے نقاب ہٹایا اور ایک دم والئی قنسرین پر ہاتھ ڈالا اور اس کو پکڑ کر زین سے نیچے گرا کر قبضہ میں لے لیا، دشمن حرکت میں آگئے اور کفر کا کلمہ بلند کیا تو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمۂ توحید کا نعرۂ مستانہ لگایا، اب تو جبلہ کی فوج نے بھی اور والئی قنسرین کی فوجوں نے بھی گیارہ شیروں کو چاروں طرف سے گھیرے میں لے لیا والئی قنسرین خالد رضی اللہ عنہ کے قبضہ میں تھا جب خالد رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ناگہانی مصیبت آپ کے ساتھیوں پر نازل ہوئی ہے تو آپ نے چاہا کہ والئی قنسرین کا کام تمام کریں کہ کہیں ہاتھ سے نہ نکل جائے جب آپ نے ان پر تلوار اٹھائی تو وہ ہنسا اور کہا کہ کیا میرے قتل کے بعد تم یا تمہارے ساتھی ایک بھی زندہ رہ سکتا ہے؟ اب اگر مجھے زندہ چھوڑ دو گے تو تمہاری جانیں بچ سکتی ہیں خالد رضی اللہ عنہ نے ہاتھ روک لیا اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے چلا کر فرمایا کہ میرے ساتھ جڑے رہو اور اس مصیبت پر صبر کرو اور ان لوگوں کی کثرت و قدرت کو مت دیکھو کیونکہ جو چیز خطرناک ہے وہ موت ہے اور دنیا میں ہمارا مطلوب و مقصود موت ہی ہے پھر خطرہ کس چیز سے؟

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور جبلہ ابن ایہم کی گفتگو

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے والئی قنسرین کو اپنے غلام کے ہاتھ میں دیا اور کہا کہ اسے مضبوطی سے پکڑے رکھو، ادھر یہ ہوا اور اُدھر سے جبلہ بن ایہم اپنے آب و تاب، سونا چاندی اور ریشم کا نظارہ دکھاتے ہوئے اور صلیب کو گلے میں لٹکاتے ہوئے اپنی فوج کے ساتھ اور حاکم عموریہ کے ساتھ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھا، حاکم عموریہ نے جبلہ سے کہا کہ والئی قنسرین ان آدمیوں کے قبضہ میں ہے تعجب ہے کہ ہماری اتنی فوج

ہے اور چاروں طرف سے احاطہ ہے مگر یہ لوگ تو دیو ہیں صرف بارہ آدمی ہیں اب مجھے خطرہ ہے کہ ہمارے ساتھی کو قتل نہ کریں آپ جا کر ان سے گفتگو کریں کہ ہمارا ساتھی چھوڑ دیں اس کے چھوڑنے کے بعد ہم ان پر حملہ کر کے ختم کر دیں گے۔

جبلہ آگے آ کر چلایا کہ تم کون لوگ ہو اصحاب محمد ﷺ ہو یا تابعین ہو مجھے اس کا جواب اپنی ہلاکت سے پہلے پہلے دے دو۔

حضرت خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ آگے آئے اور فرمایا کہ ہم محمد ﷺ کے مشہور صحابی ہیں اور اعلیٰ خاندانوں سے ہمارا تعلق ہے، ہم مختلف قبائل سے تعلق رکھتے ہیں اور ایک کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر جمع ہو گئے ہیں ہم نے چن کر بہادروں کو تمہارے سامنے کھڑا کیا ہے لہٰذا ہم کو حقیر مت سمجھو اور اپنی کثرت پر نازمت کرو کیونکہ لڑائی میں تم لوگ ہمارے سامنے چڑیوں کی مانند ہو جس پر کسی شکاری نے جال پھینکا ہو اور سب کو پکڑا ہو۔ جبلہ یہ سُن کر آگ بگولا ہو گیا اور کہا کہ خالد ابھی تم اور تمہارے ساتھی اس میدان میں وحشی درندوں کا لقمہ بن جاؤ گے۔

خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ تو ہماری عین خوشی ہے اب تم بتاؤ تم کون ہو؟

اس نے کہا میں بنی غسان کا سردار ہوں، ہمدان کا بادشاہ ہوں جبلہ بن ایہم ہوں۔

خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اچھا وہی مرتد جو اسلام سے پھرا اور ذالت و تاریکی اور گمراہی میں گیا۔ جبلہ نے کہا کہ نہیں بلکہ ذلت ورسوائی پر عزت کو ترجیح دینے والا۔

خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا بلکہ اپنے نفس کو ذلیل کرنے والا۔

جبلہ نے کہا کہ مخزومی بھائی! باتیں مت بناؤ تمہاری سلامتی اور بقا اس قید کردہ آدمی کی رہائی میں ہے اس کو چھوڑ دو بچ جاؤ گے ورنہ نہیں۔

خالد رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس کو بغیر قتل کیے نہیں چھوڑ سکتا اور نہ مجھے اس کی پرواہ ہے کہ اس کے بعد ہمارے ساتھ کیا ہو گا۔ ہاں البتہ لڑائی میں انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ ایک ایک

آدمی نمبروار مقابلہ کے لیے آیا کرے، اگر ہم سب قتل ہو گئے تو تمہارا آدمی آزاد ہو جائے گا کیونکہ ہم بارہ آدمی ہیں اور اگر ہم غالب آ گئے تو باقی مقتولین میں یہ ایک اور شخص سہی اس کے بعد جبلہ نے حاکم عموریہ سے یہ بات جا کر کہہ دی۔ وہ غصہ ہوا تلوار سونت لی مگر جبلہ نے اس کو روکا اور پھر خالد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ لوگ کسی کے کنٹرول میں آنے والے نہیں ہیں مگر میں نے ان کو راضی کر لیا ہے اب ایک ایک کا مقابلہ ہو گا تم میں سے جو شخص مقابلہ کے لیے آنا چاہے وہ میدان میں آ جائے۔

خالد رضی اللہ عنہ نے خود آگے بڑھنا چاہا مگر عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے اللہ کا واسطہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم و ابو بکر کی عظمت کا واسطہ دے کر خود جانے کی درخواست کی چنانچہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ میدان میں نکل آئے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا رومیوں پر حملہ کرنا

جنگ کا دوسرا مرحلہ

آپ رضی اللہ عنہ نے عمدہ گھوڑا لیا اور دوہری زرہ پہن کر ہاتھ میں مکمل نیزہ لیا اور رومیوں کے لشکر کے اندر گھس کر حملہ کیا اور پھر میدان میں آ کر ھَلْ مِنْ مُبَارِزٍ کا دیوانہ وار نعرہ لگایا اور رجز کے اشعار پڑھنے شروع کیے رومیوں کے پانچ جرنیل نمبروار آتے رہے اور صدیق کے بیٹے کے ہاتھوں کٹتے رہے اس کے بعد کوئی نہ نکلا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے رومیوں کے قلب لشکر پر حملہ کرنا چاہا مگر جبلہ بن ایہم طیش میں آ کر باہر نکلا اور کہا کہ اے لونڈے! تو نے حدود جنگ سے تجاوز کیا تو بڑا باغی ہے تو نے زمین کو لاشوں سے بھر دیا اب میں لڑنے نہیں آیا ہوں کیونکہ تو میرا مقابل نہیں نہ ہمسر ہے البتہ میں یہ چاہتا ہوں کہ اگر تم اکیلے لڑتے ہو تو چاہیے کہ مسلمانوں میں سے کوئی تیری اعانت کے لیے آ جائے، حضرت عبدالرحمٰن ہنسے اور کہا ہم میں بغاوت اور بے وفائی نہیں ہے لیکن ہم دھوکہ جانتے ہیں فنونِ حربیہ میں میری تربیت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کی ہے تو مجھے دھوکہ دینا چاہتا ہے۔

جبلہ نے کہا تو بڑا ہوشیار ہے اور بڑا بہادر ہے اگر تم عیسائیت کو قبول کرلو گے تو میں تمہیں اپنی لڑکی نکاح میں دے دوں گا تو میرا وارث بن جائے گا اور تو بادشاہ کا مقرب ہو جائے گا۔ عبدالرحمٰن نے کہا اے کم بخت مردود! تو مجھے ہدایت سے ضلالت کی طرف اور ایمان سے کفر و جہالت کی طرف کھینچتا ہے میں ان لوگوں میں سے ہوں جن کے رگ و ریشہ میں ایمان و اسلام گھر کر چکا ہے اب مکر و فریب چھوڑ دے لڑائی کے لیے تیار ہو جاؤ۔

جبلہ یہ سن کر جل بھن گیا اور حملہ کے ارادہ سے نیزہ سنبھال لیا اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ پر جھپٹا مگر آپ نے اس کے وار کو خالی جانے دیا اور نہایت زور و شور سے آپ بھی حملہ آور ہوئے فنون حربیہ کے جوہر دونوں طرف سے ظاہر ہو رہے تھے اور نیزہ کے کرتب دکھاتے دکھاتے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سست پڑ گئے آپ نے نیزہ پھینک کر تلوار ہاتھ میں لے کر مقابل ہوئے اور پھرتی سے تلوار کا وار کر کے جبلہ کے نیزہ کو کاٹ کے رکھ دیا جبلہ نے بھی تلوار ہاتھ میں کی اور شمشیر زنی شروع ہوئی بالآخر ہر ایک نے پوری قوت سے ایک دوسرے پر وار کیا مسلمان تعجب کر رہے تھے کہ پہلے پانچ جرنیلوں کو مار کر اس صغر سنی میں عبدالرحمٰن اب جبلہ کا مقابلہ کیسے کر رہا ہے۔ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی تلوار نے جبلہ کے ڈھال کو کاٹ کر خود سے پار نکل کر اس کو زخمی کر کے خون جاری کیا اور ادھر سے جبلہ نے وار کر کے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے کندھے پر زخم کر دیا مگر عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ برابر لڑ رہے تھے پھر ایک دم آپ رضی اللہ عنہ گھوڑے کو ایڑ دے کر خالد رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے معلوم ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو زخم آیا ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا جنگ کے میدان میں جانا

جنگ کا تیسرا مرحلہ

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ بخدا ان کفار نے جس طرح آپ کو

زخمی کر کے ہم کو دُکھ پہنچایا ہے اسی طرح میں ان کو دکھ پہنچاؤں گا یہ کہہ کر آپ نے اپنے غلام سے کہا کہ اس قیدی عجمی کافر کو آگے کرو، جب اس نے آگے لایا تو خالد رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کیا اس طرح والئی قنسرین ہلاک ہو گیا اور راقم نے کہا

مِنْ عَهْدِ عَادٍ كَانَ مَعْرُوفًا لَنَا اِسْرُ الْمُلُوْكِ وَقَتْلُهَا وَقِتَالُهَا

رومیوں نے جب دیکھا کہ ان کا سردار ہلاک کیا گیا تو طیش میں آ گئے اور جبلہ نے غضب کے انداز میں کہا کہ اب یہ چند لوگ نہیں بچیں گے اور اپنے تمام لشکروں کو ایک ساتھ حملہ کرنے کا حکم دیا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام سے کہا کہ تم عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ کے پاس رہو کہ ان تک کوئی نہ پہنچنے پائے اور پھر اپنے گیارہ ساتھیوں سے کہا کہ تم اکیلے حملہ مت کرو سب میرے گرد جمع رہو میں جلدی نہیں کروں گا اللہ کی نصرت کی امید ہے۔ اس پر یہ باقی دس اشخاص خالد رضی اللہ عنہ کے گرد جمع ہو گئے اور ہزاروں لشکر کے بیچ میں ہر ایک نے یقین کر لیا کہ یہ زندگی کے آخری لمحات ہیں ہر ایک مسلمان رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ علیہ کی عملی تفسیر پیش کر رہا تھا گھمسان کی لڑائی جاری تھی۔ رومی چاروں طرف سے ٹوٹ پڑے تھے شدید گرمی کی وجہ سے صحابہ پیاسے تھے پسینہ میں شرابور تھے جب کفار کا کوئی ریلا آتا تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ بنفس نفیس اس کو ہٹاتے تھے دن بھر لڑائی جاری تھی دم گھٹنے لگا تھا اور جان بچانے کا کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ حضرت عمیرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے ابو سلیمان! معلوم ہوتا ہے کہ قضاء الٰہی پہنچ گئی ہے حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے بھی یہی محسوس ہو رہا ہے اور شاید اسی وجہ سے میں اپنی اس ٹوپی کو بھول گیا ہوں جس کو پہن کر شدّت حرب میں داخل ہوتا تھا اور اس میں حضور علیہ السلام کے مبارک بال لگے ہوئے تھے اور اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ برکت فرماتے تھے۔

بہر حال لڑائی کے شعلے بھڑک رہے تھے تلواریں چمک رہی تھیں اور سپاہی کٹ کٹ کر

گر رہے تھے مشرکین کی لاشوں سے زمین بھری پڑی تھی مسلمان گویا کفار کے ہاتھوں میں قیدی تھے اور وہ جام شہادت پینے کے ہر وقت انتظار میں تھے کہ غیب سے آواز سنائی دی کہ امن میں رہنے والے ''کفار'' بے امن اور ذلیل ہو گئے اور خوف کرنے والے ''مسلمانوں'' کی نصرت کی گئی۔ اے حاملین قرآن! تمہارا مقصود رحمان کی طرف سے آ گیا اور صلیب کے بندوں کے مقابلے میں تمہاری مدد واعانت کی گئی۔

مؤمن ہیں مجاہد ہیں بہادر ہیں نڈر ہیں
اسلام کی عظمت کے لئے سینہ سپر ہیں

ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا خواب

جنگ کا چوتھا مرحلہ

مقام شیرز میں ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اپنے خیمے سے اچانک باہر آئے اور بلند آواز سے فرمایا۔ ''اَلنَّفیر النّفیر یَامَعَاشِرَا الْمُسْلِمین لَقَدْ اُحِیْطَ بِفُرْسَانِ الْمُوحِّدین'' یعنی اے مسلمانو! چلو چلو کیونکہ بہادران اسلام کفار کے نرغے میں پھنس گئے ہیں مسلمان لبیک کہتے ہوئے فوراً آپ کی طرف دوڑے اور دریافت کیا کہ حضرت کیا ہوا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ابھی سو رہا تھا کہ حضور علیہ السلام نے مجھے جھڑک کر جگایا اور سخت لہجہ میں فرمانے لگے ''یَا اِبْنَ الْجَرَاح! اَتَنَامُ عَنْ نُصْرَةِ الْقَومِ الْکِرَام؟ قُمْ وَالْحِقْ بِخَالِد فَقَدْ اَحَاطَ بِهِ اللئام'' اے ابن جراح! کیا تم بزرگ قوم کی نصرت سے پڑے سو رہے ہو؟ اٹھو اور خالد سے جاملو کیونکہ ذلیل قوم نے انہیں گھیر لیا ہے۔

یہ سنتے ہی مسلمانوں نے بے تاب ہو کر اپنا اسلحہ سنبھالا اور بے زین گھوڑوں پر سوار ہو کر خالد رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی طرف دوڑنے لگے۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ فوج سے آگے آگے جا رہے تھے کہ اچانک آپ کی نظر ایک سوار پر پڑی جو گھوڑا سرپٹ دوڑاتے تمام لشکر سے آگے اُڑا جا رہا تھا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے بڑی کوشش کی مگر اس سوار

تک نہیں پہنچ سکے آپ نے سوچا کہ یہ کوئی فرشتہ ہے جو مدد کے لیے اللہ نے بھیجا ہے جب کسی موقع پر ان سے ملاقات ہوئی تو دیکھا کہ وہ ام تمیم خالد رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ ہیں ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا تو وہ فرمانے لگی کہ جب آپ کی آواز میں نے سُنی کہ خالد رضی اللہ عنہ دشمن کے نرغے میں آگئے ہیں تو میں نے سوچا کہ خالد رضی اللہ عنہ تو کبھی مغلوب نہیں ہوتے اب ایسا کیوں ہوا تو میں نے دیکھا کہ خالد رضی اللہ عنہ سے وہ ٹوپی گھر پر رہ گئی تھی جس ٹوپی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک تھے اور اس کی برکت سے خالد رضی اللہ عنہ شدید جنگوں میں گھستا تھا تو میں نے جلدی کی تا کہ یہ ٹوپی ان تک پہنچاؤں۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے۔ بہرحال جب ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا لشکر پہنچا تو کسی کو خیال نہیں آرہا تھا کہ مسلمان کہیں زندہ ہیں۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ایک دم کفار پر حملے کا حکم دے دیا اور نعرۂ تکبیر بلند کیا تو محمدی کچھار کے شیروں نے کفار اشرار کو کاٹنا شروع کر دیا گھرے ہوئے مسلمان تکبیر کا نعرہ سن کر خوش ہو گئے کہ اللہ کی مدد آگئی ہے خالد رضی اللہ عنہ یہ دیکھنا چاہ رہے تھے کہ یہ آوازیں کس کی ہیں وہ اپنی زین پر ثابت قدمی سے بیٹھے ادھر اُدھر دیکھ رہے تھے خالد رضی اللہ عنہ دیکھ ہی رہے تھے کہ اچانک ایک سوار گرد و غبار سے نکل کر رومیوں کی صفوں کو چیرتا پھاڑتا ان کی طرف آرہا ہے وہ اردگرد کے کفار کو بھگا کر میدان صاف کر کے خالد رضی اللہ عنہ تک پہنچ گیا خالد رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور دریافت کیا کہ اے بہادر شہسوار! ذرا بتا تُو کون ہے؟ سوار نے جواب دیا کہ میں تیری بیوی ام تمیم ہوں آپ کی کلاہ لے کر حاضر ہوئی ہوں آپ اسے لیجیے۔

ام تمیم کہتی ہیں کہ میں نے جب آپ کو وہ کلاہ پیش کی تو حضور علیہ السلام کے گیسوئے مبارک سے کوندتی ہوئی بجلی کی طرح نور چمکنے لگا خالد رضی اللہ عنہ نے ٹوپی سر پر رکھی اور دشمنوں پر حملہ شروع کیا۔ ادھر سے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے لشکر نے کفار کو گھیرے میں لے لیا اور دیکھتے ہی دیکھتے کفار بھاگنے لگے اور مسلمان انہیں کاٹنے لگے، جبلہ ابن ایہم دم دبا کر بھاگا اور صلیب پرست سب میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے مسلمان ان کے تعاقب

سے واپس آ گئے اور سرداروں نے ایک دوسرے کو فتح کی مبارکباد دی آپس میں علیک سلیک ہوئی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور راقم الحروف نے کہا

خَلَقَ اللّٰـهُ لِلْحُرُوبِ رِجَالاً وَرِجَالاً لِقَصْعَةٍ وَثَرِيْدٍ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے کچھ لوگوں کو "میدان جہاد میں" لڑنے ہی کے لیے پیدا فرمایا ہے اور کچھ لوگوں کو ثرید اور قورمے کھانے کے لیے پیدا کیا ہے۔

اس کے بعد ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اب قنسرین پر حملہ کرو بڑوں کو قتل کرو اور چھوٹوں کو قید کر لو اور سامان قبضے میں لے لو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم ان پر چڑھ دوڑے، اہل قنسرین قلعہ بند ہو گئے اور پھر جزیہ مان کر صلح کر لی۔ اس کے بعد فتح کی خوشخبری، مال غنیمت اور قیدیوں کو عمر بن الخطاب کی طرف مدینہ روانہ کیا گیا۔

فتح بعلبک

جنگ کا پہلا مرحلہ

ابو عبیدہ بن جراح نے مسلمانوں سے مشورہ مانگا کہ اب ہمارے سامنے انطاکیہ ہے جہاں بادشاہ ہے نیز حلب بھی ہماری منزل ہے تیسری صورت یہ کہ ہم واپس لوٹ کر حمص اور شیرزا اور بعلبک وغیرہ میں کارروائی کریں۔

مسلمانوں نے مشورہ دیا کہ حمص، شیرز، جوسیہ، حماۃ وغیرہ علاقوں کے لوگوں سے جو صلح ہوئی تھی اس کی میعاد ختم ہو رہی ہے اگر آپ آگے جائیں گے تو پیچھے سے یہ لوگ فتح شدہ علاقوں پر ہلہ بول دیں گے اور اندازہ ایسا ہے کہ دورانِ صلح ان لوگوں نے کافی جنگی تیاری کی ہو گی۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور انہی شہروں کی طرف واپس کوچ کیا، یہاں آ کر دیکھا تو واقعی ان لوگوں نے پورا وقت جنگی تیاری میں گزارا تھا بالخصوص حمص والوں نے تو انتہائی مضبوط انداز سے قلعہ بندی کر رکھی تھی۔ بادشاہ

نے شاہی خاندان سے ایک جرنیل جن کا نام ہربیس تھا ان کی مدد کے لیے بھیجا تھا۔ یہ نہایت قوی اور بہادر شخص تھا حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو ان کے لشکر کے ساتھ حمص کے محاصرہ پر مامور کیا اور خود آپ اپنی فوجوں کو لے کر بعلبک کی طرف روانہ ہوئے، جب آپ بعلبک کے قریب پہنچے تو ایک بڑا قافلہ اور کانوائے سامان لے کر بعلبک کی طرف جارہا تھا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس پر حملہ کا حکم دے دیا کیونکہ بعلبک کے لوگوں کے ساتھ کوئی صلح یا معاہدہ نہیں تھا وہ لوگ دارالحرب کی حیثیت میں تھے اس قافلہ سے مسلمانوں نے بڑی مقدار میں شکر قند اور انجیر وغیرہ کی بوریاں قبضہ میں لے لیں اور کئی افراد کو قید کر لیا اور پھر ان سے فدیہ لے کر چھوڑ دیا، اس سامان سے مسلمانوں نے فالودہ وغیرہ عمدہ کھانا تیار کیا اور آرام سے رات گزاری اور بطور تفریح اس میدان میں خوب نیزہ بازی کے جوہر دکھائے ''راقم الحروف کہتا ہے کہ اگر اس نقشہ کو کوئی شخص دیکھنا چاہتا ہے تو وہ افغانستان کے مبارک پہاڑوں اور دروں کے جہاد میں شریک ہو جائیں۔''

ہربیس ایک بہادر شخص تھا اور رومی فوج کا جرنیل تھا اس نے جب سُنا کہ مسلمانوں نے قافلہ لوٹ لیا ہے تو اس نے اپنے تمام لشکر کو اس کے چھڑانے کے لیے روانہ کیا وہ خود بھی غصّہ میں بھرا ہوا آرہا تھا عین دوپہر کا وقت تھا کہ اس طرف سے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی فوج کا سامنا ہوا اور دونوں میں گھمسان کی جنگ شروع ہوگئی ہربیس کے ساتھ تو دیہاتیوں کے علاوہ باقاعدہ سات ہزار فوج بھی تھی دونوں طرف سے صف بندی ہو چکی تھی کہ ہربیس کے کچھ لوگوں نے کہا کہ عربوں سے لڑنا آسان کام نہیں ہے۔ دمشق، اجنادین، فلسطین اور دیگر علاقوں کے لوگ مقابلہ میں ہار گئے تو ہم کون ہیں والئ قنسرین اور افواج جبلہ کے احوال تمہارے سامنے ہیں کہ مسلمانوں نے سب کے دانت کھٹے کئے ہیں اس لیے تم لڑنے کی کوشش نہ کرو اور صلح کی بات کرو، ہربیس نے کہا میں ضرور لڑوں گا میں ان فقیروں اور غریبوں سے ڈرنے والا نہیں ہوں نیز ان کا ایک بڑا حصہ فوج کا خالد رضی اللہ عنہ

کے ساتھ حمص میں ہے یہاں ان کے تھوڑے سے آدمی ہیں جن کو مسیح نے بطور مال غنیمت تمہاری طرف بھیجا ہے بہر حال ایک سردار اور کچھ دوسرے لوگ جنگ سے کنارہ کش ہو کر واپس چلے گئے ادھر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کو صبر کی تلقین کی جہاد کے فضائل سُنا کر بے جگری سے لڑنے کی خوب ترغیب دے اور ایک دم کفار پر حملہ آور ہو گئے اس کے بعد تمام مسلمانوں نے حملہ کیا حملہ کرنا ہی تھا کہ رومی دم دبا کر شہر کی طرف بھاگ نکلے ہربیس کو سات زخم آئے اور راستے میں بھاگتے ہوئے اسی سردار سے ملاقات ہوئی جو پہلے واپس ہو گیا تھا اس نے کہا کہ بتاؤ عربوں سے کتنا مال لوٹ کر لائے ہو؟ ہربیس نے کہا کم بخت مجھ سے مذاق کرتے ہو! اس نے کہا کہ میں نے تو تجھے بتا دیا تھا کہ تو اپنے آپ کو اور ساتھیوں کو برباد کر دے گا۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے صحابہ سے مشورہ لیا کہ اب کیا کرنا چاہئے یہ لوگ تو قلعہ بند ہو چکے ہیں اور قلعہ مضبوط ہے صحابہ نے عرض کیا کہ محاصرہ کر دیں گے یہ لوگ خود تنگ ہو کر دروازہ کھول دیں گے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری رائے تو یہ ہے کہ ان لوگوں پر حملہ کرنا چاہئے، اللہ فتح عطاء کر دیں گے ان کا وعدہ ہے۔ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰہِ یَرِثُھَا عِبَادِیَ الصَّالِحُوْنُ اور شہر میں لوگ بہت ہیں تل دھرنے کی جگہ نہیں ہے لہٰذا ان سے مقابلہ مشکل نہیں ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے بھی اس رائے کو پسند فرمایا۔

اہل بعلبک کے نام حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا خط

جنگ کا دوسرا مرحلہ

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اہل بعلبک کی طرف ایک خط لکھا کہ صلح کر لو یا جزیہ مان لو اور یا جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اس خط کو ایک معاہدی نے ہربیس تک پہنچا دیا اور جواب کا انتظار کیا۔ ہربیس نے لوگوں سے مشورہ لیا تو اہل مشورہ میں سے ایک سردار نے کہا کہ

میری رائے میں ان عربوں سے نہیں لڑنا چاہیے اور جس طرح دوسرے بلاد والوں نے صلح کر لی ہے ہم بھی کر لیں گے ورنہ ہمارے بچے ہماری عورتیں ان لوگوں کے غلام بن جائیں گے اور جوان مارے جائیں گے اس لیے لڑائی سے صلح بہتر ہے۔

ہربیس نے کہا کہ مسیح تجھ پر رحم نہ کرے میں نے تجھ سے زیادہ بزدل کوئی نہیں دیکھا تیرا کیا خیال ہے کہ ہم اپنے آپ کو ان اوباش عربوں کے حوالے کر دیں؟ پہلے تو میں نکلا نہیں تھا اب میں خود میدان میں اُترا ہوں میں نے پہلے ان کے میمنہ پر حملہ کیا تھا اگر میسرہ پر کرتا تو ان کو بھگا کے چھوڑتا اس سردار نے کہا جی ہاں ان کا میسرہ اور قلب تو آپ سے بہت ڈرتا تھا۔

اس بحث و مباحثہ سے اہل بعلبک دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گئے ایک گروپ صلح اور دوسرا جنگ چاہتا تھا ہربیس نے معاہدی سے وہ خط لے کر چاک کر کے اس کے منہ پر پھینکا اور غلاموں سے کہا کہ اس شخص کو باندھ لو اور دوبارہ پکڑ جکڑ کر اسی علاقہ میں چھوڑ آؤ جہاں سے یہ آیا تھا معاہدی نے واپسی پر تمام قصہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو سنایا۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں سے فرمایا کہ اس قوم پر اب سختی کرنی چاہئے کیونکہ یہ شخص ہٹ دھرم ہے اور یہ شہر ان علاقوں کے درمیان ہے جن کو ہم نے فتح کیا ہے یہ فتح شدہ علاقوں کے لیے خطرہ بھی ہے۔ یہ سن کر صحابہ نے ہتھیار سنبھال لیے اور بعلبک کے قلعہ کی طرف روانہ ہو گئے ادھر اہل بعلبک نے بھی مزاحمت شروع کی اور تیروں اور پتھروں سے ان کی تواضع کرنے لگے ہربیس زخموں پر پٹی کرا کر پھر تخت پر آراستہ پیراستہ ہو کر بیٹھ گیا تمام فوج ہتھیاروں سے لیس اور صلیبوں کے سائے میں تیار کھڑی تھی زور کی جنگ جاری تھی قلعہ میں لوگوں کے لیے جگہ کم تھی فصیل پر جو لوگ دیہاتی قسم کے تھے رومی افواج نے ان کو خود مسلمانوں کی طرف نیچے گرایا تا کہ جگہ کھل جائے پوری جنگ جاری تھی مگر مسلمان شہر پناہ تک نہ پہنچ سکے کیونکہ اس طرف سے منجنیق اور، پتھر اور تیروں کی بارش ہو رہی تھی بارہ مسلمان شہید ہو گئے اور دشمن کے بہت سے لوگ قلعہ میں ہلاک کیے گئے اور بعض وہ ہلاک ہو گئے جن کو رومیوں نے نیچے پھینک دیا تھا بالآخر مسلمان اپنی قیام

گاہ کی طرف لوٹ آئے۔ شدید سردی تھی پوری رات کسی کو آگ جلانے اور تاپنے کی اور پانی پینے تک کی فرصت نہیں ملتی تھی کیونکہ رات کو پہرہ دینا تھا نمبر وار پہرہ دیتے رہے جب ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز پڑھائی تو آپ نے یہ منادی کرائی کہ میں تم کو قسم دے کر کہتا ہوں کہ جب تک ہر شخص گرم گرم کھانا نہ کھائے اس وقت تک میدان میں لڑنے کے لیے نہ جائے تاکہ جسمانی ضعف اور کمزوری نہ ہو، راوی کہتا ہے کہ اس اعلان کے بعد مسلمان کھانا پکانے میں لگ گئے رومیوں نے ہمارا اس خلاف واقعہ بات کو دیکھ کر خیال کیا کہ یہ لوگ عاجز آگئے ہیں تو ایک دم ہم پر چڑھائی شروع کی۔ ہربیس نے کہا کہ مسیح تم پر برکت کرے آگے بڑھو اور ان لوگوں کو دبا لو یہ سنتے ہی لوگوں نے دروازے کھول دیئے اور قلعہ سے سوار اور پیادہ ہر طرح سے مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے۔ مسلمانوں میں سے بعض نے کچھ کھانا پکایا تھا اور بعض پکار رہے تھے کہ ایک پکارنے والے نے کہا کہ اللہ کے شیرو! رومیوں کے آنے سے پہلے ان پر ٹوٹ پڑو اور فوراً جہاد فی سبیل اللہ کے لیے نکل آؤ۔

حمران بن اسد حضرمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے روغن زیتون کے سالن میں روٹی کا ایک ٹکڑا بھگو کر منہ میں رکھا ہی تھا کہ چلو چلو کی آواز کان میں پڑی میں فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور ایک بانس خیمہ کا ہاتھ میں لے لیا اور بغیر زین کے گھوڑے پر سوار ہو کر رومیوں کی صفوں میں گھستا چلا گیا بالکل اندر جا کر مجھے احساس ہوا کہ یہ میں نے کیا کیا میں نے اس لکڑی سے بہت سے رومیوں کے سر پھوڑ دیئے اور مسلمانوں نے بھی چاروں طرف سے رومیوں کو گھیر لیا۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اپنے جوانوں سے فرما رہے تھے کہ اے جوان عرب! آج کا دن ایسا دن ہے کہ اس کے بعد ایسا کوئی دن پھر نہیں آئے گا ہمتوں کو بلند رکھو، دشمن کو دبا لو، بزدلی اور ضعف اپنے پاس مت آنے دو، یاد رکھو کہیں تاریخ یہ نہ لکھ دے کہ بعلبک والوں نے عربوں کو شکست دی تھی اور ان کے اہل و عیال کو پکڑ لیا تھا۔ ان الفاظ کو سن کر بہادرانِ اسلام نے اپنے اپنے ماتحت دستوں کو تیز کر دیا

ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ حرکت میں آ گئے۔ ذوالکلاع حمیری رضی اللہ عنہ کو جوش آیا، عمرو بن معدیکرب رضی اللہ عنہ تیز ہو گئے عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ ربیعہ بن عامر رضی اللہ عنہ اور مالک نخعی بھڑک اُٹھے اور کفار پر سخت حملہ کیا کفار اگرچہ سخت جنگ لڑ رہے تھے مگر اس حملہ کا مقابلہ نہ کر سکے اور ایک طرف سے مسلمانوں کے لشکر کو نقصان پہنچا کر کچھ لوٹ مار کر کے واپس چلے گئے اور قلعہ بند ہو گئے، صحابہ کرام واپس لوٹ آئے اور آگ روشن کر کے شہداء کو دفن کیا تقریباً پندرہ آدمی جامِ شہادت نوش فرما چکے تھے اور چند آدمی زخمی ہو گئے تھے رات کو کچھ سردارانِ قوم اور اہلِ مشورہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور فرمایا کہ ان کفار اشرار نے جو کچھ آج ہمارے ساتھ کیا ہے وہ آپ کے سامنے ہے اب آپ کا ان کے بارے میں کیا خیال ہے۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ اللہ کی طرف سے ایک آزمائش تھی جو ہم پر آئی تھی اور شہیدوں کو شہادت کا رتبہ ملنا تھا جو مل گیا اب یہ لوگ کل پھر لڑائی کے لیے میدان میں آئیں گے تو میری رائے یہ ہے کہ ہم اپنے خیموں کو قلعہ سے کچھ پیچھے رکھیں تا کہ تیر اور پتھر ہم تک نہ پہنچ سکیں اور حریم (عورتیں) بھی کچھ دُور ہو جائے اور میدانِ جنگ بھی کچھ کھل جائے تا کہ گھوڑوں کو آسانی سے دوڑایا جا سکے اس رائے پر عمل کیا گیا۔

زندگی کیفی اسی حسن عمل کا نام ہے
کفر کو نابود حق کو جاوداں کرتے چلو

بعلبک کے میدان میں مسلمانوں کی بہادری

جنگ کا تیسرا مرحلہ

ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو بلا کر جنگی جھنڈا عنایت فرما کر پانچ سو سواروں کو ان کی ماتحتی میں دے دیا اور فرمایا کہ تم باب جبلی پر جا کر رومیوں کو مسلمانوں تک آنے سے روکو اور مسلمانوں کی برابر حفاظت کرتے رہو آپ نے عرض کیا ٹھیک ہے۔ پھر

آپ نے حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کو پانچ سو سوار دے کر فرمایا کہ آپ باب شام پر جا کر بنی اصفر کے مقابلہ میں اپنی شجاعت کے جوہر دکھلاؤ۔ آپ نے عرض کیا ٹھیک ہے۔ جب صبح ہوئی تو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز پڑھائی اور آفتاب عالمتاب نے میدان کارزار میں بہادروں کو جھانکنا شروع کر دیا رومیوں نے شہر کا بڑا دروازہ کھولا اور باہر نکلنا شروع ہو گئے اس دروازہ پر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ خود مقرر تھے رومی اپنے سردار ہربیس کے گرد جمع ہو گئے تو اس نے ان کو خوب جوش دلایا وہ لوگ بھی کل کی لڑائی کی وجہ سے بہت جری ہو گئے تھے۔ انہوں نے خوب ڈینگیں ماریں اور اپنے سردار کو خوش کیا۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ بے تحاشا فوج ہے تو آپ نے اپنے ساتھیوں کو صبر کی تلقین کی اور ہمت دلانے کے لیے خوب تقریر کی۔ اتنی دیر تھی کہ رومیوں نے مسلمانوں پر سخت حملہ شروع کر دیا۔ حضرت سہیل بن صباح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں چونکہ زخمی تھا لڑ نہیں سکتا تھا تو ایک اونچے ٹیلے پر جا کر بیٹھ گیا اب دونوں فوجیں میرے سامنے تھیں رومی بڑھ بڑھ کر عربوں پر حملے کر رہے تھے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اللہ کی مدد اور نصرت کا وعدہ فرما رہے تھے اور مسلمان النَّصرُ النَّصر کے نعرے لگا رہے تھے۔ اب دونوں فریق ایک دوسرے سے مل گئے تھے گھمسان کا رن پڑ رہا تھا تلواروں اور خودوں سے آگ کے شعلے بلند ہو رہے تھے میں نے دیکھا کہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ پر جنگ کا سب سے زیادہ دباؤ ہے اور ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ اور سعید بن زید رضی اللہ عنہ نسبتاً سکون سے ہیں تو میں نے لکڑی جمع کر کے دھواں کیا یہ اس بات کی نشانی ہوتی تھی کہ مسلمانوں کو امیر کے پاس اکٹھا ہونا چاہیے دن کے لئے دھواں مقرر تھا اور رات کے وقت آگ ہوتی تھی یہ دھواں جب خوب بلند ہوا تو ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ اور سعید رضی اللہ عنہ کے لوگ سمجھ گئے اور فوراً ایک دوسرے کو پکارا کہ سردار کی خبر لو کیونکہ یہ دھواں کسی بڑے مقصد کے لیے کیا گیا ہے ادھر لڑائی پورے شباب پر تھی شدت سردی کے باوجود مسلمان پسینہ میں شرابور ہو رہے تھے تلواریں چمک رہی تھی اور گردنیں کٹ کٹ کر گر رہی تھیں مسلمان انتہائی تنگی میں گھرے ہوئے تھے مگر انتہائی

استقلال کے ساتھ مقابلہ کر رہے تھے لڑائی کے شعلے بھڑک رہے تھے ہر شخص اپنے مد مقابل کے ساتھ مشغول تھا کہ اچانک کفار پر مصیبت کے آثار نمودار ہوئے اور ہاتف غیبی نے زور سے آواز لگائی ''یَا حَمَلَةَ الْقُرْآنِ جَآءَ کُمُ النَّصْرُ مِنَ الرَّحْمٰنِ وَنُصِرْتُمْ عَلٰی عَبَدَةِ الصُّلْبَانِ'' اے حاملانِ قرآن تمہارے پاس رحمٰن کی طرف سے مدد آ گئی اور صلیب کے پجاریوں کے مقابلہ میں تمہاری مدد کی گئی۔

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ آگے آگے دوڑ رہے تھے اور ایک لمبا نیزہ تانے ہوئے سرپٹ گھوڑا دوڑا رہے تھے شیرانِ دلیران آپ کے ساتھ تھے نعرۂ تکبیر بلند ہوا اور توحیدیوں کی فوج نے کفار کے مریضوں کو کاٹنا شروع کر دیا رومیوں نے جن کو اپنی فتح کا یقین ہو گیا تھا اب چیخ و پکار اور واویلا شروع کیا اور جان بچانے کے لیے ایک پہاڑی کی طرف چلے گئے۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ اور حضرت سعید رضی اللہ عنہ کے دستے چونکہ اسی طرف سے آ رہے تھے اس لیے حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے ان کا پیچھا کیا اور پہاڑی درہ میں ان کے گرد گھیرا ڈال کر خود ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے مشورہ کے لیے اُدھر چلے گئے۔

ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو تعاقب سے اس لیے روکا تھا کہ یہ کفار کا جنگی حربہ ہو سکتا ہے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے سعید رضی اللہ عنہ کی بھی سرزنش کی اور ضرار رضی اللہ عنہ کی بھی کہ آپ لوگ اپنے مکان کو چھوڑ کر کیوں آ گئے تھے اور پھر ان لوگوں کا تعاقب کیوں کیا؟ انہوں نے اپنا عذر بیان کیا کہ ہم نے دھواں دیکھا تھا اس وجہ سے ضرورت محسوس کر کے آ گئے تھے۔ باقی اس وقت وہ لوگ ہمارے محاصرہ میں ہیں اور آپ سے مشورہ کے لیے میں حاضر ہوا ہوں۔ سعید یہ گفتگو کر ہی رہے تھے کہ ایک شخص پہاڑ سے اُتر کر چلّانے لگا کہ اے مسلمانو! چلو چلو رومیوں نے مسلمانوں کو گھیرے میں لے لیا ہے اور سخت تنگی میں مبتلا ہیں اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب ہربیس ملعون نے دیکھا کہ مسلمان تھوڑے ہیں تو اس نے اپنی قوم کو چلّا کر کہا کہ مسیح کے پرستارو! دوڑو دوڑو اور اس مختصر سی جماعت کو قتل کر دو اور پھر خوشی خوشی شہر میں داخل ہو جاؤ اس کہنے پر کفار اشرار نے ایک دم حملہ کر دیا

اور بجائے محاصرہ میں ہونے کے انہوں نے الٹا مسلمانوں کو محاصرہ میں لے لیا۔

حضرت مصعب بن عدی رضی اللہ عنہ اس نقشہ کو اس طرح پیش فرماتے ہیں جنگ بعلبک میں سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی جماعت میں میں بھی شامل تھا ہم کو رومیوں کا پتہ اس وقت چلا جبکہ وہ چاروں طرف سے ہم پر چڑھ دوڑے تھے اور اب نقشہ بدل گیا کہ ہم لوگ اُن کے محاصرہ میں آ گئے تھے بخدا شام کی لڑائیوں میں ہر بیس کے ساتھیوں سے زیادہ سخت لوگ میں نے کبھی نہیں دیکھے تھے وہ تو لوہے کی دیوار کی طرح ثابت قدم ہو کر لڑنے والے تھے ہم ان کے گھیرے میں آ چکے تھے اور ہماری علامت جنگ یہ کلمہ تھا ''اَلصَّبْرُ یَعْقِبُهُ الظَّفَرُ'' کہ صبر کے بعد کامیابی ہوتی ہے ہم نہایت بے جگری سے مقابلہ کر رہے تھے کہ اچانک ایک آواز بلند ہوئی جس کا مطلب یہ تھا کہ کون شخص ہے جو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے اور جا کر مسلمانوں کو اطلاع کر دے کہ ہم پر کیا بلا نازل ہوئی ہے، میرے پاس تیز رفتار گھوڑا تھا یہ آواز سن کر میں فوراً روانہ ہوا تین رومیوں کو قتل کر کے میں محاصرہ سے نکل گیا اور وہاں پہنچ کر مسلمانوں کو اطلاع کر دی۔

ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے میری آواز سن کر عربی جوانوں سے کہا کہ کمانوں کو سنبھال کر نکل جاؤ سو شہسوار تیار ہو کر نکل گئے اور سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ چلے گئے۔ پھر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ضرار رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ سعید رضی اللہ عنہ کی مدد کے لیے پہنچ جاؤ۔ جس وقت یہ لوگ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو رومیوں نے تمام صحابہ رضی اللہ عنہ کو گھیرے میں لے رکھا تھا۔ ابو زبید فرماتے ہیں ہمارے ستر آدمی زخمی و شہید ہو چکے تھے مگر ہم انتہائی بہادری سے لڑ رہے تھے اور مقابلہ میں ڈٹے ہوئے تھے رومی بڑھ بڑھ کر حملے کر رہے تھے کہ ہم نے اچانک تکبیر و تہلیل کی صدائیں سنیں اور یہ نعرہ کانوں میں پڑ گیا ''النفیر النفیر'' دیکھا تو اسلام کے پرچم میدان میں لہرا رہے تھے رومیوں نے جب اسلامی پرچم دیکھ لیے تو دم دبا کر اسی پہاڑ کی طرف بھاگنے لگے جہاں سے آئے تھے ہم نے ان کا تعاقب کیا اور ان کی پچھلی صفوں کو اگلی صفوں سے ملا دیا۔ بہت سارے تو مارے گئے

اور بہت زخمی ہو گئے بالآخر وہ پھر اسی درہ کے حصار میں داخل ہو گئے اور ہم نے چاروں طرف سے ان کا محاصرہ کرلیا اب تو وہ سر اٹھانے کے قابل بھی نہ تھے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو احوال جنگ کی اطلاع دی گئی کہ اتنے مسلمان شہید ہو گئے اور اتنے کفار واصل جہنم ہو گئے اور کفار محصور ہو کر بے یار و مددگار بے آب و دانہ درہ میں پڑے ہوئے ہیں تو آپ نے سجدۂ شکر ادا کیا اور یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَايَشْتَهُوْنَ كَمَافُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِنْ قَبْلُ

اس کے بعد ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں سے فرمایا کہ اب اپنے خیموں کو شہر کے اردگرد نصب کرلو اللہ نے تمہارے دشمنوں کو ذلیل کیا اور اپنا وعدہ پورا کر دیا۔

ذَالِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوا وَاَنَّ الْكَافِرِيْنَ لَامَوْلٰى لَهُمْ

اب خوف و دہشت ختم ہو گیا تھا اور مسلمان سکون کے ساتھ آگ روشن کر کے مشغول ہو گئے تھے شہر پناہ پر رومی لوگ چڑھ کر شور اور واویلا کر رہے تھے۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ترجمان سے پوچھا کہ یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں اس نے جواب دیا کہ اپنی فوج کی بربادی، آدمیوں کی ہلاکت اور وطن کی تباہی پر رو رہے ہیں۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے سعید رضی اللہ عنہ کے پاس آدمی بھیجا کہ محصورین کا خیال رکھو ان میں سے ایک آدمی بھی بچ کر نہ نکلنے پائے اس پر سعید رضی اللہ عنہ نے پہرہ اور سخت کر دیا اور حکم دیا کہ لکڑی لانے کے لیے سو آدمیوں سے زیادہ نہ جائیں اور وہ سو بھی مسلح ہو کر جائیں اور زیادہ دور بھی نہ جائیں بلکہ قریب سے لکڑی چن کر لائیں رات بھر آگ روشن رہی اور اللہ کے شیر محصورین کے اردگرد دھڑوک رہے تھے اور نعرۂ تکبیر پورے درے میں گونج رہا تھا۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ اور ہربیس کے مذاکرات

جنگ کا چوتھا مرحلہ

ہربیس نے جب مسلمانوں کا یہ انتظام اور نظم وضبط دیکھا تو اپنے آدمیوں سے کہا کہ ہم

نے غلطی کی ہے اس وقت نہ ہمار کوئی یار و مدد گار ہے اور نہ دانہ پانی ہے اگر دو دن اور گزر گئے تو ہم بھوکے مر جائیں گے یا ایسے کمزور پڑ جائیں گے کہ مقابلہ کے قابل نہیں رہیں گے۔ سرداروں نے کہا کہ اب تمہاری کیا رائے ہے، اس نے کہا کہ میرے خیال میں عربوں کے ساتھ دھوکہ کرنا چاہیے جس کی ترکیب یہ ہے کہ میں ان سے صلح کرتا ہوں اور ان کی مرضی کے مطابق صلح کر کے ان کی امان میں نا ہوں پھر شہر میں جب وہ لوگ داخل ہو جائیں گے تو فصیل پر چڑھ کر ہم پھر ان سے لڑنا شروع کر دیں گے اور والی جوسیہ اور حاکم عین البحر سے مدد مانگ کر مسلمانوں کا ناطقہ بند کر دیں گے اندر سے ہم لڑیں گے اور باہر سے ہمارے معاون لڑیں گے اس طرح مسیح ہماری مدد کرے گا، سرداروں نے جواب دیا کہ جناب یہ سب کچھ خیالی پلاؤ ہے وہ لوگ آپ کی مدد کے لیے قیامت تک نہیں آئیں گے اور ویسے ان کے پاس اتنی طاقت کہاں ہے کہ وہ عربوں کا مقابلہ کر سکیں گے کوئی ایسی تدبیر سوچو جس میں ہماری اور رعایا کی بھلائی اور رہائی ہو۔

ہربیس یہ سن کر اپنے جرنیلوں پر سخت غصہ ہوا اور چپ ہو گیا اور صلح کا انتظار کیا۔ صبح کو ہربیس نے ایک بلند جگہ پر چڑھ کر کہا یا معاشر العرب! میں قوم کا سردار ہربیس ہوں تم میں سے کوئی شخص ہے؟ کہ میری بات کو سمجھ لے۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ کے پاس ان کا ترجمان دوڑتا ہوا گیا کہ ہربیس آپ سے گفتگو کرنا چاہتا ہے۔

سعید رضی اللہ عنہ نے ترجمان سے کہا کہ تم خود جا کر معلوم کرو کہ وہ کیا چاہتا ہے۔ ترجمان نے جا کر معلوم کیا تو ہربیس نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تمہارا سردار میرے پاس آ جائے، اور کچھ دیر یہاں تشریف رکھیں تا کہ امن و امان پر گفتگو ہو جائے۔ ترجمان نے آ کر سعید رضی اللہ عنہ سے یہ بات کہہ دی۔ سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ کوئی بزرگ نہیں کہ میں اس کی زیارت کے لیے جاؤں اگر اسے کچھ کام ہے تو ذلیل بن کر ناک رگڑتا ہوا میرے پاس آئے تا کہ میں اس کی بات سن سکوں۔

ترجمان نے ہربیس کو سب کچھ بتادیا تو اس نے کہا کہ میں چونکہ ان کا مدمقابل ہوں تو وہاں لڑائی کی حالت میں کس طرح جاسکتا ہوں، ترجمان نے کہا کہ مسلمان لوگ وعدہ خلافی نہیں کرتے ہیں تجھے کوئی خطرہ نہیں ہے۔

بہر حال امان واطمینان کے لیے ہربیس نے اپنا زیرک ایلچی سعید رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ یہ شخص بہت ہوشیار اور سردار تھا جب حضرت سعید رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو آپ کے سامنے سجدہ کرنے لگا حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے اس کو روک دیا دیگر صحابہ رضی اللہ عنہ نے بھی اس کو منع کیا وہ کہنے لگا کہ تم لوگ مجھے اپنے سردار کی تعظیم سے کیوں منع کرتے ہو؟ حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سجدہ صرف ایک اللہ کے لیے ہے ہم سب اللہ کے بندے ہیں سجدہ اسی کا حق ہے۔ یہ سن کر سردار کہنے لگا کہ اسی وجہ سے آپ لوگ دنیا کو فتح کرتے چلے جارہے ہو۔ سعید رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیسے آئے ہو اس نے کہا کہ امان لینے آیا ہوں کہ آپ امان کے بعد بدعہدی نہ کریں۔ سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مسلمان بدعہدی نہیں کرتے اس نے کہا کہ یہ امان آپ کے ساتھیوں اور آپ کے سردار سب کی طرف سے ہونا چاہئے۔ سعید رضی اللہ عنہ نے ان کو مکمل امان دے دی۔

ہربیس کا حضرت سعید رضی اللہ عنہ بن زید کے پاس آنا

صاحب فتوح الشام علامہ واقدیؒ فرماتے ہیں کہ ہربیس نے اپنا شاہی لباس اتار کر اون کا موٹا لباس پہنا ہتھیار پھینک دیئے اور نہایت عجز وانکساری ذلت وخواری کے ساتھ چند سپاہیوں کے ساتھ ہو کر حضرت سعید رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اس کو اس حال میں دیکھ کر قہار وجبار ذوالجلال کے سامنے سربسجود ہوئے اور نہایت تواضع سے یہ مناجات کی

''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذَلَّ لَنَا جَبَابِرَ تَھُمْ وَاَمْکَنَنَا بَطَارِ قَتَھُمْ''

تمام تعریفیں اس رب کی ہیں جنہوں نے ہمارے سامنے ان سرکشوں کو ذلیل وخوار کردیا

اور ہمیں ان کے سرداروں پر قدرت وفوقیت دے دی سعید رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے برابر میں بٹھا کر پوچھا کہ آپ کا لباس ہمیشہ ایسا ہی ہوتا ہے یا آج بدل لیا ہے اس نے کہا کہ صرف صلح کی غرض سے اس لباس کو پہنا ہے کہ ہم لڑ نہیں سکتے ورنہ آج تک میں نے ریشم کے سوا کچھ نہیں پہنا ہے اب عرض یہ ہے کہ آیا آپ میرے ساتھ، میرے ساتھیوں کے ساتھ اور اہل شہر کے ساتھ اور ملحقہ دیہات کے لوگوں کے ساتھ صلح کر سکتے ہیں یا نہیں؟

سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ کو اس طرح امن مل سکتا ہے کہ جو لوگ اپنے مذہب پر قائم رہ کر ہتھیار ڈال دیں تو وہ قتل سے محفوظ ہوں گے مگر ان کے لیے ضروری ہوگا کہ ہمارے خلاف پھر تلوار نہیں اُٹھائیں گے رہا معاملہ شہر کا تو اس کا محاصرہ ہمارے سردار نے کیا ہے اور وہ جلد فتح ہو جائے گا اس کا معاملہ میرے پاس نہیں ہاں اگر تو ہمارے سردار کے پاس جانا چاہتا ہے تو میں تجھے امن کے ساتھ پہنچا سکتا ہوں۔

ہربیس کا حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جانا

ہربیس نے خواہش ظاہر کی کہ میں ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاتا ہوں۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے ایک صحابی کو جلدی بھیجا کہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ کی اطلاع کر دو اور اجازت لے کر آجاؤ۔ جب قاصد نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو اطلاع کی تو آپ سجدہ ریز ہو گئے اور مسلمانوں کو اطلاع کی کہ ہربیس امن لے کر آرہا ہے اس لئے حملہ تیز کر دو تاکہ شہر کا مسئلہ پہلے حل ہو جائے۔

صحابۂ کرام آگے بڑھے اور شہر میں داخل ہونے کے لیئے چاروں طرف سے گھیرا تنگ کر دیا۔ بعلبک والے گھبرا گئے اور ایک صحابی نے زور سے آواز دی کہ بدبختو! تم کس لیے لڑتے ہو تمہارے حامی یا مقتول ہو گئے ہیں یا محصور ہیں اور تمہارا سردار ہمارے امان میں ہے اب تم کو چاہیئے کہ صلح کے ذریعہ سے اپنے کو بچا لو مسلمانوں نے حملہ اور تیز کر دیا بالآخر اہل شہر نے لفون لفون، امان امان کہنا شروع کر دیا جب ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ

نے دیکھا کہ کاروائی مکمل ہوا چاہتی ہے تو آپ نے قاصد سے کہا کہ جس شخص نے
امان کی درخواست کی ہے ہم اس کو امان دیتے ہیں۔
قاصد نے یہ اطلاع سعید رضی اللہ عنہ کو کر دی وہ اور ہربیس ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے
ہربیس نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ عزم کتنا ہے مردانگی کتنی ہے حرب وضرب کیسا ہے اور
فوج کی اولوالعزمی اور جہاد کیسا ہے پھر اس نے سر کو حرکت دی اور انگلیوں کو دانتوں میں
دبا کر کاٹنا شروع کیا۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی وجہ پوچھی تو ہربیس نے ترجمان سے کہا کہ
میرا خیال تھا کہ یہ لوگ لاتعداد ہیں مگر ادھر دیکھا کہ تھوڑے سے ہیں نیز جنگ کے
دوران ان کے لشکر میں سبز گھوڑوں کے سبز پوش سوار ہوتے تھے اب وہ نظر نہیں آتے نیز
بوقت جنگ یہ لوگ ریت سے بھی زیادہ نظر آتے تھے اب دیکھا تو اتنے نہیں۔

ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ حق کی علامت ہے ہم مسلمان ہیں اور اللہ تعالیٰ کفار کی
نظروں میں ہمیں زیادہ کر کے دکھاتا ہے نیز اللہ تعالیٰ اپنی فوج فرشتوں کو بھی مدد کے
لیے بھیجتا ہے اب تو چاہیئے کہ تم مسلمانوں کو حقیر نہ سمجھو۔
ہربیس نے کہا کہ اگر ہم باہم نکل کر مقابلہ نہ کرتے اور پہاڑ کے درے کی طرف تجاوز و
انحراف نہ کرتے تو تم لوگ سو سال تک اس قلعہ کو فتح نہ کر سکتے اور نہ ہم مجبور ہو کر
مصالحت پر آمادہ ہوتے یہ قلعہ کلیدِ شام ہے اس کے بعد کوئی ایسا مقام نہیں جہاں اتنی
حفاظت ہو یہاں ہم نے ترکوں کو بھی شکست دی تھی فارس اور جرامقہ کو بھی یہاں
شکست فاش ہوئی تھی مگر آپ لوگوں نے اسے فتح کر لیا ہے اب مصالحت کی بات کرو
کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ مسیح تمام شام والوں پر غصہ ہو گیا ہے اور اب وہ ان علاقوں کو تمہیں
دینا چاہتا ہے۔

بہر حال طے یہ ہوا کہ معاوضہ لیا جائے اور ان لوگوں کے ساتھ صلح کی جائے
چنانچہ مندرجہ ذیل شرائط پہ صلح ہوئی۔

ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں دو ہزار اوقیہ سونا، دو ہزار اوقیہ چاندی، دو ہزار ریشمی کپڑوں، پانچ ہزار تلواروں اور محصورین کے تمام اسلحہ پر صلح کرتا ہوں۔
اور ذیل کے دفعات بھی صلح میں داخل ہوں گے۔

(۱) آئندہ سال سے اپنی زمینوں کا خراج ہمیں دیا جائے۔

(۲) جزیہ ہر سال ادا کیا جائے۔

(۳) آج کے بعد ہمارے خلاف ہتھیار نہ اٹھائے جائیں۔

(۴) کسی دوسری سلطنت سے کوئی معاہدہ نہ کیا جائے۔

(۵) صلح کے بعد کوئی نئی بات پیدا نہ کی جائے اور نہ ملک میں کوئی گرجا تعمیر کیا جائے۔

ہربیس نے کہا یہ تمام شرائط منظور ہیں مگر ایک شرط میری بھی مان لی جائے وہ یہ کہ آپ میں سے کوئی شخص شہر میں داخل نہ ہو آپ کے معتمد کے لیے ہم شہر کے باہر انتظام کریں گے بازار وغیرہ باہر ہوگا تا کہ کسی فوجی کو اندر جانے کی ضرورت نہ پڑے آپ کے ساتھی ہماری حفاظت کریں لیکن شہر سے باہر رہ کر، اندر نہ جائیں۔
ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم کو اندر جانے کی کیا ضرورت ہے شہر کا انتظام باہر سے سلجھا لیں گے، اب صلح کی تکمیل کے بعد ہربیس آگے آگے اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ پیچھے پیچھے شہر میں داخل ہو گئے اہل شہر نے ہربیس کو دیکھ کر پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے اور تمہارے ساتھ کیا ہوا اس نے تمام قصہ سُنا کر صلح کی بات بھی سامنے رکھ دی لوگوں نے رونا شروع کر دیا کہ ہمارا مال چھن گیا لوگ مارے گئے اب تم صلح کر کے آئے ہو ہم کبھی صلح نہیں کریں گے، ہربیس نے کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ میں نے کس وجہ سے اور کس ارادہ سے صلح کی ہے اور پس پردہ میرا کیا ارادہ ہے۔
ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فوجیوں کو لڑنے سے منع فرمایا تھا جب آپ ہربیس کی گفتگو پر جو اہل شہر سے ہوئی تھی مطلع ہو گئے تو آپ نے ہربیس سے کہا اب بتاؤ کیا ارادہ ہے اگر صلح قبول نہیں تو ہمارے ساتھی تیار کھڑے ہیں ہم ہر چار طرف سے حلّہ بول دیتے ہیں۔

ہربیس نے رومیوں کو اس صورت حال سے آگاہ کیا اور کہا کہ اس وقت میں خود مسلمانوں کے امان اور گویا قید میں ہوں اب تم سچ بتاؤ کیا کرو گے لوگوں نے کہا کہ ہم اتنا مال کہاں سے ادا کریں گے؟ ہربیس نے کہا کہ اس تمام تاوانِ جنگ کا ایک چوتھائی میں اپنے پاس سے مسلمانوں کو ادا کروں گا اس پر وہ لوگ راضی ہو گئے اور صلح مکمل ہو گئی۔

ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ محصورین کا محاصرہ اٹھایا جائے اور ان کا اسلحہ اپنے پاس گروی رکھ لیا جائے تا کہ یہ لوگ تاوانِ جنگ ادا کریں۔

بارہ دن کے بعد ہربیس نے تاوان جنگ ادا کیا اور محصورین کا اسلحہ واپس کیا گیا۔

ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے سادات قریش میں سے رافع بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اس شہر کا امیر مقرر فرما کر ہدایات دے دیں اور ان کو پانچ سو سپاہی دے کر شہر سے باہر بٹھا دیا اور ہر قسم کی نرمی وخوش اسلوبی کا حکم دے دیا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے یہاں سے فارغ ہو کر حمص کا رُخ کیا۔ راستے میں والیٔ البحر اور والیٔ جوسیہ نے بھی تجدید صلح کی درخواست کی آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے تجدید صلح کر لی اور حمص کو روانہ ہوئے۔

ادھر پیچھے ہربیس نے شہر والوں کو تنگ کیا اور ان پر عُشر اعراب مقرر کیا کہ میں نے تاوان ادا کیا ہے اب تم لوگ مجھے عُشر اعراب دے دو یعنی تجارت کا دسواں حصّہ، لوگوں پر یہ بات ناگوار گزری مگر بحث ومباحثہ کے بعد اس کے لئے تیار ہو گئے، کچھ دنوں بعد ہربیس نے شہر کے تاجروں سے پھر کہا کہ میں غریب ہو گیا ہوں میں نے چوتھائی تاوان ادا کیا ہے اس لئے مجھے تجارت کا چوتھائی دیا کرو۔ لوگ غصہ ہو کر ان پر اور ان کے ساتھیوں پر حملہ آور ہو گئے کچھ کو مارا کچھ بچ گئے۔ مسلمانوں نے شور تو سنا مگر شہر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی اتنے میں اندر سے کچھ معزز لوگ آئے اور کہا کہ ہم ہربیس سے تنگ آ گئے ہیں آپ لوگ اندر آ کر انتظام سنبھال لیں۔

رافع بن عبداللہ نے فرمایا کہ یہ تو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی اجازت کے بغیر ناممکن ہے پھر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے نام آپ نے خط لکھ کر احوال سے آگاہ کر دیا تو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے

اجازت دے دی اب مسلمانوں نے بعلبک کا پورا انتظام اندر جا کر سنبھال لیا۔
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ

خَلَقَ اللّٰہُ لِلْحُرُوْبِ رِجَالاً وَرِجَالاً لِقَصْعَۃٍ وَثَرِیْدٍ

فتحِ حمص

صاحب فتوح الشام فرماتے ہیں کہ بعلبک سے فارغ ہونے کے بعد حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ حمص کی طرف متوجہ ہوئے آپ نے پانچ ہزار کا لشکر میسرہ عبسی رضی اللہ عنہ کی ماتحتی میں روانہ کیا اور سیاہ جھنڈا دے کر اس کو ہراول دستے پر مقرر فرمایا اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کو پانچ ہزار لشکر دے کر روانہ فرمایا اس کے بعد آپ نے معدیکرب رضی اللہ عنہ کو پانچ ہزار کا لشکر دے کر روانہ کیا اور سب سے آخر میں آپ باقی ماندہ فوج کے ساتھ خود تشریف لے گئے۔ حمص میں خالد رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی علیک سلیک ہوئی اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس طرح دعا حمص کے لیے مانگی:

اَللّٰھُمَّ عَجِّلْ عَلَیْنَا فَتْحَھَا وَاخْذُلْ مَنْ فِیْھَا مِنَ الْمُشْرِکِیْن.

بارالہا! اس شہر کی فتح کا دروازہ ہم پر جلدی کھول دیں اور اس میں جو مشرکین ہیں انہیں ذلیل وخوار کر دیں۔

”حمص والوں کے نام ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا خط“

جنگ کا پہلا مرحلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، از طرف ابوعبیدہ عام سپہ سالار افواج اسلامیہ

اما بعد!

اللہ تعالیٰ نے تمہارے اکثر ممالک کو ہمارے ہاتھ سے فتح کرایا ہے تمہارا یہ شہر، اس کے لوگ، آدمیوں کی کثرت، اور مضبوطی تم کو دھوکہ میں نہ ڈال دے، لڑائی کے وقت

تمہارے اس شہر کی مثال اس دیگ کی ہے جس میں لشکر نے گوشت ڈال کر چولھے پر رکھا ہو اور پکنے کے انتظار میں ہو سب مل کر پکانے میں لگے ہوں تو وہ کتنی جلدی تیار ہو گی ، بیں تمہیں دین برحق کی دعوت دیتا ہوں جو ہمارے لئے ہمارے رب نے پسند فرمایا ہے اور اس شریعت کی دعوت دیتا ہوں جو ہمارے نبی ﷺ ہمارے پاس لائے ہیں اگر تم نے اس کو قبول کیا تو جو کچھ ہمارے لئے ہے وہی کچھ تمہارے لئے ہو گا ہم تمہاری تعلیم کا انتظام کریں گے اور اگر تم نے انکار کیا تو پھر جزیہ دینے کا اقرار کرنا پڑے گا اور اگر جزیہ سے بھی سرتابی کی تو پھر تمہیں لڑائی کے لیے تیار ہو جانا چاہیئے تاکہ اللہ ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کر دیں اور اللہ کا فیصلہ اچھا ہے۔

ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس خط کو ملفوف کر کے ایک معاہدی کو پہنچانے کے لیے حوالہ کیا، وہ خط لے کر حمص چلا گیا اور خط والئ حمص مرلیس نامی شخص کو دے کر جواب کا انتظار کیا۔

یہ معاہدی مسلمان نہیں تھا بادشاہ نے پوچھا کہ تم نے مذہب چھوڑا ہے اس نے کہا نہیں، ہاں اہل وعیال کی حفاظت کے لئے ان سے معاہدہ کیا ہے امن میں ہوں۔ اے بادشاہ سلامت! وہ لوگ بھلائی والے ہیں، میری رائے میں آپ کے لیے بھی یہی مناسب ہے کہ ان سے صلح کر لیں کیونکہ ان کے ساتھ لڑنا آسان کام نہیں ہے وہ لوگ بہادر ہیں، موت کو جانتے بھی نہیں، اپنے نبی کے احکامات کو دل و جان سے قبول کرتے ہیں ان کے نزدیک مر جانا زندگی سے کہیں بہتر ہے انہوں نے قسم اٹھائی ہے کہ جب تک اس شہر کو فتح نہیں کریں گے تب تک ایک قدم پیچھے نہیں ہٹیں گے آپ سے مجھے زیادہ ہمدردی ہے اس لئے ان کے سخت پنجے میں بلکہ موت کی چکّی میں اپنے آپ کو نہ رکھو۔

سردار مرلیس نے جب یہ باتیں سنی تو غصہ ہوا اور کہا اگر قاصد کا قتل ممنوع نہ ہوتا تو میں تجھے قتل کر دیتا، پھر اس نے خط کا جواب کلمات کفریہ کے بعد اس طرح دیا:

یا معاشر العرب! تمہارا خط پہنچا، جو کچھ اس میں دھمکی، وعید و تہدید کی گئی ہے وہ

معلوم ہوگئی ہے، شام کے جن لوگوں سے اب تک تمہارا واسطہ پڑا ہے ہم ان لوگوں کی طرح نہیں ہیں بادشاہ ہرقل بھی مصیبت کے وقت ہم سے مدد مانگتا رہا ہے، ہمارا شہر نہایت محفوظ ہے اور ہماری جنگ بڑی ہولناک ہوتی ہے ہم تم سے لڑائی کے لیے ہر وقت تیار ہیں، والسلام۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے جب خط پڑھ کر سنایا تو مسلمان تیار ہو گئے آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی فوج کو چار حصّوں پر تقسیم کیا ایک حصّہ پر حضرت میسّب رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا دوسرے حصّہ پر شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کاتب وحی کو مقرر کیا تیسرے حصّہ پر مرقال بن ہاشم رضی اللہ عنہ اور چوتھے پر یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو متعین فرمایا اور خود بمعہٗ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ باب رستن پر ٹھہر گئے۔

مسلمانوں نے اس شہر کو چاروں طرف سے گھیرے میں لے لیا دن بھر لڑائی ہوتی رہی مسلمان چونکہ تیروں کی زد میں تھے اس لیے مسلمانوں نے چمڑے کی ڈھالوں پر تیر لینا شروع کر دیا لیکن مسلمانوں کے تیر فصیل پر متعین رومیوں کو خوب نشانہ بنا رہے تھے۔

دوسرے دن صبح کے وقت حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام کے تمام غلاموں کو جمع کر کے جنگ پر بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خالد! یہ لوگ جنگ کے لیے کافی نہیں ہو سکتے ہیں یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ ایک جنگی تدبیر ہے تا کہ کفار پر یہ بات واضح ہو جائے کہ ہمارا کمزور طبقہ بھی ان کی جنگ کے لیے کافی ہے اور ہماری نظروں میں ان لوگوں کی کوئی وقعت نہیں ہے چنانچہ یہ چار ہزار غلام روانہ ہو گئے اور ان کے ساتھ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار پیدل عرب بھی پیچھے سے روانہ کیے ان غلاموں نے قلعہ کے کفار سے مقابلہ شروع کیا تیروں کو فائر کیا اور بعض اوقات تلواروں کو قلعہ کی دیواروں پر مار مار کر کُند بنا دیا، حمص کے سردار مریس نے فصیل پر چڑھ کر اپنے باڈی گارڈ کے ساتھ ان غلاموں کا معائنہ کیا، جنگی حرکات دیکھ کر اپنی فوج کے سرداروں

سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ یہ لوگ عرب نہیں بلکہ ان کے سیاہ فام غلام ہیں۔ یہ عربوں کی جنگی چالاکی ہے تاکہ ہم مرعوب ہو جائیں لیکن ان لوگوں کو دیکھو کہ یہ تو عربوں سے بھی زیادہ سخت معلوم ہوتے ہیں قلعہ کی دیواروں سے ٹکر کھاتے ہیں اور فتح کی امید رکھتے ہیں ادھر غلام دن بھر لڑتے رہے اور شام کو واپس لشکر کی طرف آ گئے۔

مریس نے اپنا قاصد بھیجا اور ایک خط لکھ کر دیا، خط کا مضمون اس طرح تھا:

یا معاشر العرب! ہم تو سمجھتے تھے کہ تمہارے پاس کچھ عقل ہو گی جس سے حرب و ضرب میں مدد لیتے ہو گے مگر اب معلوم ہوا کہ تم عقل سے بھی خالی ہو کیونکہ پہلے دن تو تم نے محاصرہ کیا جس سے لڑائی کی شدت کا اندازہ ہوتا تھا مگر دوسرے دن تم خود لڑائی سے ہٹ گئے اور ان مساکین کو بھیجا جو دیواروں پر تلوار مار مار کر کُند بناتے رہے۔

بھلا اس سے کوئی دیوار ٹوٹ جائے گی؟ اور میدان کارزار میں پھر یہ تلواریں کس کام کی؟ اب میں تم کو یہ مشورہ دیتا ہوں کہ جن علاقوں کو تم نے فتح کیا ہے اسی طرح ہرقل کی طرف چل کر ان کو بھی فتح کر لو اور ظلم و فساد مت کرو اگر یہ منظور نہیں تو کل ہم صبح کو لڑائی کے لیے نکل آتے ہیں پھر جو کچھ ہو گا سو ہو گا۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں سے اس پر مشورہ لیا تو عطاء بن عمرو رضی اللہ عنہ جو سردار قوم تھے نے کہا کہ اے امیر یہ شخص انتہائی بہادر اور سخت آدمی ہے اور ہوشیار بھی معلوم ہوتا ہے فتح بعلبک کے بعد سے اب تک انہوں نے قلعہ میں سامان رسد جمع کیا ہے اگر ہم لڑیں گے تو یہ شخص قلعہ میں ہوتے ہوئے کئی سال تک ہم سے لڑ سکتا ہے اب کوئی ایسی تدبیر کرنی چاہیئے جس سے اس شخص کا سامان رسد ختم ہو جائے اور پھر ہم محاصرہ و حملہ کر دیں۔

ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ تدبیر کیا ہے؟ اس نے کہا کہ ان سے غلہ چارہ وغیرہ رسد مانگ لیا جائے اور ان کو یہ ضمانت دی جائے کہ ہم دوسرے شہروں کی طرف چلے جائیں گے تم یہ رسد ہم کو دے دو، جب یہ لوگ غلہ و رسد ہم کو دے دیں گے تو اس سے

کافی ذخیرہ کم ہو جائے گا پھر ان کے افراد متفرق ہو جائیں گے اور اس کے بعد ہم لوٹ کر ایک دم ان پر حملہ کر دیں گے، ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور مریس کے نام ایک خط روانہ کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم. میں نے آپ کا خط پڑھا، تمہاری تحریر میں اپنی اور تمہاری فلاح و بہبود دیکھی، ہم ظلم کرنے والے لوگ نہیں ہیں ہم اپنے ملک سے بہت دور ہیں اور ہمارے گھوڑے اونٹ بہت ہیں، لاؤ لشکر بڑا ہے لہٰذا اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارے ہاں سے ہم دوسری طرف چلے جائیں تو تم پانچ دن کا زادِ سفر ہم کو دے دو اس کے بعد ہم جب بڑے بڑے قلعے فتح کر لیں گے تب تمہاری طرف آئیں گے ورنہ نہیں والسلام

مریس نے تمام صورت حال سے اپنے سرداروں کو آگاہ کیا اور کہا کہ یہ لوگ غلہ و رسد طلب کرتے ہیں پھر چلے جائیں گے کچھ سرداروں نے کہا کہ یہ لوگ غلہ لے کر پھر بھی نہیں جائیں گے، مریس نے کہا کہ میں ان سے عہد لوں گا، چنانچہ اس نے اپنے پادریوں کو اس معاہدہ کی توثیق کے لیے بھیجا اور دروازہ کھلوا کر سامان رسد بھی روانہ کیا۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے صلح کر لی اور وہ رسد قبول کیا اور فرمایا کہ اگر تم لوگ کچھ رسد ہمارے ہاتھوں فروخت کرنا چاہو گے تو ہم خرید بھی لیں گے چنانچہ ان لوگوں نے قلعہ کا سامان فروخت کرنا شروع کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ۲ روپے کی چیز کو ۲۰ روپے پر بھی خرید لیا الغرض قلعہ کا بیشتر حصہ سامان خرید لیا گیا، اب چاروں طرف جاسوسوں نے یہ بات اُڑا دی کہ ہم نے خود دیکھا ہے کہ حمص والوں نے مسلمانوں کی اطاعت کر لی ہے جزیہ ادا کرنے کے لیے تیار ہو گئے ہیں آس پاس کے لوگوں اور شہروں پر اس خبر سے ایک دہشت اور رعب طاری ہو گیا چنانچہ مسلمان وہاں سے رستن کی طرف روانہ ہو گئے۔

فتح وشیر زور ستن

جنگ کا دوسرا مرحلہ

رُستن کا قلعہ بہت محفوظ تھا جب صحابہ رضی اللہ عنہ نے اس کے ارد گرد خیمے نصب کیے تو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے مشورہ فرمایا کہ یہ شہر قلعہ بند ہے بغیر کسی حیلہ کے اس کا فتح کرنا بہت دشوار ہوگا چنانچہ آپ نے یہ تدبیر کی کہ بیس آدمیوں کو جو انتہائی بہادر تھے ان کو صندوقوں میں بند کر کے قفل لگا دیا اور شہر روانہ کیا اور صندوقوں کے نچلے حصّہ کو اس طرح رکھا کہ اندر سے کھولا جاسکے اور فرمایا کہ جب تم لوگ جان لو کہ اب شہر کا وسطی علاقہ ہے تو ایک دم نکل جاؤ اور کاروائی شروع کرو اور تکبیریں بلند کردو اس کے بعد حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے خالد رضی اللہ عنہ کو لشکر جرار دے کر روانہ کیا اور خود بھی آگے بڑھے۔

جب رات کا کچھ حصّہ گزر گیا تو رومیوں نے خوشی منائی کہ عرب واپس چلے گئے اور اپنے سامان کے صندوقوں کو ہمارے حوالے کر دیا ہے یہ لوگ ایک کنیسہ میں جمع ہو گئے اور صندوقوں کو کھولے بغیر شاہی محل میں رکھوا دیا اب صحابۂ کرام نے صندوقوں کو نیچے سے کھول کر نعرۂ تکبیر بلند کیا، ان صندوقوں کے اندر سے ضرار بن ازور، ذوالکلاع حمیری رضی اللہ عنہ، عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ، مرقال بن ہاشم رضی اللہ عنہ، عمرو بن معد یکرب رضی اللہ عنہ، جیسے شیران دلیران باہر نکل آئے اور شہر کی کنجیاں چھین کر سیدھے کنیسہ میں گئے اور وہاں جمع لوگوں کو مارنا شروع کردیا رومی مقابلہ نہ کرسکے اور بھاگنا شروع کیا اندر سے صحابہ رضی اللہ عنہ نے فلک شگاف نعرے لگا کر دروازے کھول دیے اور باہر سے چاروں طرف سے اسلامی لشکر نے اس سے بھی زیادہ نعرۂ تکبیر وتہلیل بلند کیا اور سیف اللہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ توحید کا اعلان کرتے ہوئے شہر میں داخل ہو گئے۔

تثلیث کے بندوں نے جب توحید کے نعرے سُنے تو سمجھ لیا کہ اب ہم قید میں ہیں چنانچہ انھوں نے امان کی درخواست کی اور اپنے آپ کو مسلمانوں کے ہاتھ میں دے دیا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان پر اسلام پیش کیا بعض نے اسلام قبول کیا بعض جزیہ دینے پر راضی ہو گئے، رستن کے والی نے جلاوطن ہونے کی درخواست کی چنانچہ وہ اپنے بچوں سمیت حمص کی طرف چلا گیا فتح رستن پر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے سجدہ شکر ادا کیا اور ایک ہزار صحابہ رضی اللہ عنہ پر ایک امیر مقرر کر کے اس کو شہر میں بطور حفاظت مقرر کیا۔

فتح رستن کے بعد عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کا لشکر اور خالد رضی اللہ عنہ کا لشکر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کے ساتھ مل گئے اور سب نے شیرز و حماۃ کا رُخ کیا اہل حماۃ و شیرز اس سے قبل صلح میں آ گئے تھے مگر اہل شیرز کا پہلا والی مر گیا تھا اور ہرقل نے نیا والی سرکش بھیجا تھا جس کا نام نکس تھا اس نے صلح کو فسخ کر دیا اور اہل شیرز کو پنجہ ظلم میں خوب کس لیا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو راستہ میں پتا چلا کہ نیا والی آ گیا ہے اور اس نے نقض عہد کیا ہے آپ نے ایک دستہ روانہ کیا کہ جا کر وہاں کاروائی کریں جب اہل شیرز کو اس آمد کا پتا چلا تو انہوں نے شور وغوغا شروع کیا نکس نے جب شور سنا تو باہر آ کر اہلِ شیرز کو جمع کر کے کہنے لگا کہ ہرقل نے مجھے تمہاری حفاظت پر مامور کیا ہے اب میں حفاظت کروں گا اس کے بعد اس نے اسلحہ خانہ کا دروازہ کھولا اور عام اسلحہ تقسیم کر کے لڑائی کا حکم دے دیا وہ لوگ اسی تقسیم میں تھے کہ محمدی کچھار کے شیر گرجتے ہوئے پہنچ گئے، آگے آگے سیف اللہ خالد رضی اللہ عنہ ہیں اور بعد میں یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اپنے مجاہدانہ اور دلیرانہ انداز سے جلوہ افروز ہوئے، کفار اشرار نے جب یہ لاؤ لشکر دیکھا تو گھبرا گئے اور مبہوت و حیران ہو گئے۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اہل شیرز کے نام یہ خط روانہ کیا۔ اختصار شدہ خط یہ ہے۔

ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اما بعد اے اہل شیرز! تمہارا قلعہ بعلبک اور رستن کے قلعوں سے زیادہ مضبوط نہیں ہے

اور نہ تمہاری فوج زیادہ بہادر ہے اس لئے میرا مکتوب پڑھتے ہی اطاعت اور ہماری قیادت میں داخل ہو جاؤ اور مخالفت پر کمر بستہ مت ہو ورنہ اس کا وبال تم پر ہوگا ہمارا عدل و احسان تم کو معلوم ہے لہٰذا اہل شام کے ان لوگوں کی طرح جو ہماری صلح میں داخل ہو کر ہماری اطاعت کر چکے ہیں، تم بھی داخل ہو جاؤ۔ والسلام

اس خط کے پڑھنے کے بعد سردار نکس نے اہل شیرز کو کہا کہ تمہاری کیا رائے ہے سب نے کہا کہ صلح کر لو ورنہ ہم کو دانستہ ہلاکت میں ڈال دو گے تم ان لوگوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے، نکس یہ جواب سن کر غصہ ہوا اور اہل شیرز کو خوب گالیاں دیں اور اپنے غلاموں سے کہا کہ ان پر حملہ کر دو اہل شیرز نے بھی نکس کے لوگوں پر حملہ کیا اور دونوں آپس میں گتھم گتھا ہو گئے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ کفر نے خود کفر کی کمر توڑ دی بہر حال اہل شیرز نکس کے لوگوں پر غالب آ گئے نکس کو قتل کیا اور پھر ایک وفد ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا اور کہا کہ ہم نے تمہاری محبت میں اپنے سردار کو مار دیا ہے۔

ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ احسان کا سلوک کیا اور سب کو امان دے دی اور پھر فرمایا کہ جو ہمارے دین میں آنا چاہتا ہے وہ ہمارا بھائی ہے اور جو نہیں آنا چاہتا تو جزیہ ادا کر کے آرام سے امن کے ساتھ زندگی گزارے۔ اس پر اہل شیرز خوش ہو گئے اور اس طرح یہ شہر فتح ہوا۔

مومن ہیں مجاہد ہیں بہادر ہیں نڈر ہیں
اسلام کی عظمت کے لئے سینہ سپر ہیں

اس کے بعد ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حمص کا رُخ کیا کیونکہ ان کے ساتھ معاہدہ کی مدّت ختم ہو چکی تھی جاتے وقت راستہ میں ایک کانوائے ملا جو ہرقل کی طرف سے انطاکیہ سے چل کر حمص جا رہا تھا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کو پکڑ لیا اور بہت بڑا سامان رسد مال غنیمت

میں آ گیا ان کا سب سے بڑا پادری مسلمان ہو گیا اور باقی اشرار کو قتل کر کے صحابہ حمص کی طرف بڑھتے چلے گئے، پادری سے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ رومی کتے ہرقل کے کیا ارادے ہیں اس نے کہا کہ ہرقل نے روئے زمین کے تمام صلیب پرستوں کو اکٹھا کیا ہے اور وہ کسی وقت بھی حمص کی طرف آ سکتے ہیں۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے غلاموں کے لشکر کو تمام آنے والے راستوں پر مقرر کیا کہ باہر سے جو بھی آئے اس کو گرفتار کر کے لاؤ۔

کارزار حمص میں مسلمانوں کو شکست

جنگ کا تیسرا مرحلہ

اہل حمص نے مسلمانوں کو خط لکھا کہ آپ لوگوں نے نقض عہد کیا ہے، مسلمانوں نے جواب دیا کہ ان پادریوں کو بھیج دو جن کے ساتھ معاہدہ طے ہوا تھا جب پادری آ گئے تو ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا معاہدہ میں یہ نہیں تھا کہ ہم یہاں سے چلے جاتے ہیں مگر شام کے کسی شہر کو جب ہم نے فتح کر لیا تو پھر معاہدہ اختتام پذیر ہو گا۔ پادریوں نے کہا کہ ہاں معاہدہ ایسا ہی تھا، ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ نے ہمارے ہاتھوں سے رستن اور شیرز کو فتح کرایا ہے اور وہاں کا بے شمار مالِ غنیمت ہمارے ہاتھوں میں آیا ہے تو کیا معاہدہ کی شرط پوری ہو گئی یا نہیں سب نے کہا کہ آپ ٹھیک کہتے ہیں ہمارا والئی مریس غلطی پر ہے پادری لوگ واپس چلے گئے۔

ادھر اہل حمص مریس سردار کے پاس جمع ہو کر کہنے لگے کہ آپ مشورہ دیں کہ ان عربوں کے ساتھ کیسے نمٹا جائے، مریس نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ خوب مقابلہ کیا جائے لوگوں نے کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ایک حیلہ کے تحت عربوں نے ہمارا رسد ختم کروایا ہے اب ان کی چڑھائی کا مقابلہ کیسے ہو گا، مریس نے کہا کہ عاجزی اور کمزوری تمہارے شایان شان نہیں ہے ابھی تک تو تم کو کوئی زخم بھی نہیں آیا ہے میرے

گھر میں سامان رسد اتنا ہے کہ لڑائی کے لئے کافی ہے ادھر سے ہرقل بھی غافل نہیں ہے وہ بھی کمک بھیجے گا اس کے بعد مریس نے اس غلہ اور اسلحہ کو تقسیم کر دیا جو بطور ذخیرہ وہاں جمع تھا لوگ کچھ مطمئن ہو گئے اور پھر ہر قسم کے سامان حرب وضرب اور کیل کانٹے سے لیس ہو کر کھڑے ہو گئے پادریوں نے کنیسہ جرجیس میں جا کر دعائیں شروع کیں کلمات کفریہ اور مسیح علیہ السلام سے مدد مانگنی شروع کی رات بھر گڑ گڑاتے چیختے چلاتے رہے، مریس نے کنیسہ میں آکر عبادت کی پھر گھر گیا خنزیر کا گوشت کھا کر شراب سے مخمور ہو کر صلیب گلے میں لٹکا کر ریشمی شاہی لباس پہن کر مقابلہ کے لیے نکل آیا۔ تمام دروازے کھولے گئے اور ایک جلوس کی شکل میں شہر والے اُمڈ پڑے مریس کے ساتھ پانچ ہزار خصوصی فوج تھی اور سب نے جان کی بازی کی قسم کھالی تھی۔

جب مسلمانوں نے یہ منظر دیکھا تو ایک دم ان پر ٹوٹ پڑے چاروں طرف سے ان پر حملہ ہوا مگر رومی اس وقت پہاڑوں کی چٹانیں یا پتھروں کی سلیں تھے جو کسی صورت میں ہلائی نہیں جا سکتی تھیں مریس نے برانگیختہ کرنے کے لیے چیخ چیخ کر اپنی فوجوں کو مسلمانوں کے مقابلہ کے لیے پکارا پھر کیا تھا کہ رومی آگے بڑھے اور تیروں نیزوں اور تلواروں سے اپنا کام شروع کیا۔ کشتوں کے پُشتے لگ گئے اور اس قدر گھمسان کی لڑائی شروع ہوئی کہ بالآخر مسلمانوں کو رجعت قہقرا کر کے پیچھے ہٹنا پڑا، ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کے قتل ہونے اور زخمی ہونے اور پھر پیچھے کو بھاگنے کا بڑا صدمہ ہوا اور ایک درد بھری آواز میں چیخ چیخ کر یوں پکارنا شروع کیا، اے حاملان قرآن! دشمن کی طرف لوٹ آؤ، میرے ساتھ ہو جاؤ، اس طرح واقعات ہوتے رہتے ہیں یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک آزمائش ہے، مسلمان یہ سن کر پلٹے اور ایک ایسا غضبناک حملہ کیا کہ بس دشمن پر آسمانی بجلی کی طرح گر پڑے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے نیزہ اور تلوار کے ذریعہ اپنا کام شروع کیا ان کے سامنے رومی کٹ کٹ کر گر رہے تھے یہاں تک کہ دشمن پیچھے ہٹتا چلا گیا اور ہٹتے ہٹتے قلعہ کی فصیل تک بھاگ گیا یہاں پھر جمع ہو کر رومیوں نے آپس میں

بڑبڑا کر کچھ کہا جس کے بعد رومیوں نے ایسا سخت حملہ کیا کہ مسلمانوں کو چاروں طرف سے گھیرے میں لے لیا اور اسلحہ برسانا شروع کیا۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور رومی سردار کا مقابلہ

جنگ کا چوتھا مرحلہ

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے حکم سے آج جنگی جھنڈا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا آپ رضی اللہ عنہ نے جھنڈے کو حرکت دی اور مسلمانوں کو جوش دلا کر کہا کہ شدت سے حملہ کرو یہ لوگ دین و دنیا دونوں کی غنیمت ہیں یہ سن کر آپ کے ساتھی تیار ہو ہی رہے تھے کہ اتنے میں رومی فوج کا ایک سردار آب و تاب کے ساتھ غرّاتا ہوا آگے آیا اور حملہ کر دیا حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس کا وار خالی دیا اور خود سنبھل کر تلوار کا ایسا سخت وار کیا کہ مشرک کی خود سے تلوار ٹکرا کر دستہ ہاتھ میں رہ گیا اور پھل دور جا گرا۔ مشرک یہ دیکھ کر کہ آپ خالی ہاتھ ہیں آپ کی طرف بڑھا خالد رضی اللہ عنہ نے اس کا ارادہ معلوم کیا اور آگے بڑھ کر زین کو زین کے ساتھ ملا کر دست بدست مقابلہ شروع کر دیا خالد رضی اللہ عنہ کا ایمان بھرا ہاتھ غالب آیا اور اس کو نیچے گرا دیا، اب کشتی شروع ہوگئی خالد رضی اللہ عنہ نے مشرک کو اتنا دبایا کہ اس کی ہڈی پسلی پس کر رہ گئی، مشرک نے اس حالت میں بھی چاہا کہ تلوار چلائے مگر خالد رضی اللہ عنہ نے اس کی تلوار چھین کر ایسا وار کیا کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا پھر خالد رضی اللہ عنہ نے گھوڑے پر سوار ہو کر دشمن کو للکارا اور اپنی قوم بنی مخزوم کو جنگ کی ترغیب دی بنی مخزوم کے لوگ آگے بڑھے اور لشکر کے وسط تک پہنچ گئے خالد رضی اللہ عنہ دائیں بائیں مار رہے تھے اور کہہ رہے تھے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہوں، میں خالد بن ولید ہوں، میں بہادر شہسوار ہوں، اور قاتلِ قومِ کفار ہوں، جنگ کے شرارے بلند ہو رہے تھے اور خالد کے هَلْ مِنْ مُبَارِزٍ کے نعرے اس آگ کو مزید بھڑکا رہے تھے۔

سورج یہ نظارہ دیکھ رہا تھا اور وسط آسمان تک پہنچ چکا تھا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی زرہ گرم ہو گئی تھی آپ کے ہاتھ خون میں رنگین تھے۔ زرہ پر خون کی تہہ جمی تھی کہ آپ میدان سے باہر آ گئے مخزومی جوان آپ کے ساتھ تھے اور آپ رجز کے یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

وَیۡلٌ لِجَمۡعٍ مِنۡ یَوۡمٍ شَغَبَ اِذَا رَاَیۡتُ الۡحَرۡبَ فِیۡهَا تُنۡتَشَبُ

ترجمہ: جس وقت میں لڑائی کے شعلے بلند دیکھوں اس روز رومیوں پر ہلاکت نازل ہوگی۔

ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خالد! اللہ آپ کو جزائے خیر عطا کرے آپ نے اللہ کے راستہ میں جہاد کا پورا حق ادا کیا حضرت قیس رضی اللہ عنہ، میسرہ رضی اللہ عنہ اور مرقال رضی اللہ عنہ وغیرہ جانباز ان اسلام چاروں طرف سے کارروائی کر رہے تھے اور کفار کو کاٹ رہے تھے۔

قلعۂ حمص کے سامنے عکرمہ بن ابی جہل کی شہادت

انہی جانبازوں میں بنی مخزوم کے ایک شیر حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بھی بے جگری سے لڑ رہے تھے آپ نے رومیوں پر دوسری طرف سے حملہ کیا اور شدت حرب کی وجہ سے آپ نے اور آپ کے ساتھیوں نے شہادت کا یقین کر لیا اس روز سب سے بڑھ بڑھ کر آپ نے لڑائی لڑی۔ جماعت کفار میں گھس گھس کر حملے کیئے، آپ سے کہا گیا کہ اپنی جوانی پر رحم کرو اور اس طرح بے دھڑک دشمنوں میں نہ گھسے چلے جاؤ، آپ نے فرمایا کہ دوستوں! میں بتوں کی حمایت میں حضور علیہ السلام سے مقابلہ کیا کرتا تھا تو آج اس واحد لاشریک رب کی اطاعت میں کیوں نہ لڑوں، نیز میں اپنے سامنے حوروں کو دیکھ رہا ہوں اور ایک حور کے ہاتھ میں دستار اور ریشمی لباس ہے اور مجھے کہہ رہی ہے کہ تم ہماری ملاقات کے لیے جلدی کرو پھر آپ نے کچھ اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے:

"میں نے حوروں کو دیکھا کہ وہ اپنا دامن کھینچ رہی ہیں اور نور ان کے دامن سے ٹپک رہا ہے جو شخص ان کے لباس کو دیکھ لے گا وہ کیا یاد کرے گا، اے اللہ مجھے ان کی ملاقات سے محروم نہ فرما!"

یہ کہہ کر آپ نے تلوار کو پھر حرکت دی اور مشرکین کی صفوں میں گھستے چلے گئے آپ برابر آگے بڑھ رہے تھے اور رومی آپ کی شجاعت اور فنون حرب وضرب پر تعجب کر رہے تھے مریس ملعون آپ کے مقابلہ کے لیے نکل آیا اور اس کے ہاتھ میں ایک چمکتا ہوا تیز دھار آلہ تھا اس نے اس کو حرکت دی اور اس زور سے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کو مارا کہ آپ کا قلب چیرتا ہوا وہ آلہ پُشت کی طرف نکل گیا اور آپ رضی اللہ عنہ زمین پر گر پڑے اور جان اللہ کے حوالہ کر دی حضرت خالد رضی اللہ عنہ آپ کی نعش کے پاس آکر کھڑے ہو گئے اور بہت روئے پھر فرمایا کہ کاش عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ منظر دیکھ لیتے کہ بنی مخزوم کیسے جان کی بازی لگاتے ہیں۔ جنگ یہ ہولناک منظر رات کی تاریکی تک پیش کرتی رہی، حتی کہ رات کی تاریکی میں رومی واپس چلے گئے اور قلعہ بند ہو کر دروازے بند کر لیے مسلمان بھی اپنے خیموں کی طرف واپس لوٹ آئے صبح ہوئی تو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو صبر کی تلقین کی اور فتح ونصرت کا وعدہ یاد دلایا۔

مسلمانوں کی جنگی ترکیب

جنگ کا پانچواں مرحلہ

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ یہ شخص انتہائی بہادر ہے اس کے ساتھی بھی انتہائی بہادر ہیں نیز قلعہ بند بھی ہیں، میری رائے یہ ہے کہ ہم اونٹوں اور خیموں کو چھوڑ کر پیچھے چلے جائیں تاکہ یہ لوگ ہمارے تعاقب میں پورے طور پر باہر آجائیں اور میدانی مقابلہ ہو جائے، ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کو پسند فرمایا اور مسلمانوں کو پیچھے ہٹنے

کا حکم دے دیا جب رومیوں نے دیکھا کہ مسلمان پیچھے چلے گئے تو انہوں نے سمجھا کہ یہ کمزور پڑ گئے چنانچہ انہوں نے دروازے کھول کر تعاقب کیا مسلمان کافی دُور تک بھاگے اور رومیوں نے تعاقب کیا مریس پانچ ہزار خصوصی لشکر لے کر مسلمانوں کے پیچھے چلا، مسلمان اس انداز سے بھاگ رہے تھے گویا کہ جوسیہ تک جائیں گے۔

رومیوں نے مسلمانوں کے خیموں کے پاس پہنچ کر مال لوٹنا شروع کیا، ایک پادری جو بڑا ہوشیار بھی تھا اور تمام صحف کا عالم بھی تھا نہایت تجربہ کار اور واقعات جنگ کا جاننے والا تھا وہ فصیل پر کھڑے ہو کر رومیوں سے کہتا تھا کہ یہ عربوں کی تدبیر ہے یہ حیلہ اور مکر ہے پیچھے ہٹو اور سمجھ لو، عرب لوگ گھوڑے اور خچر کو انسان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں یاد رکھو! یہ ایسے مفت میں انہوں نے نہیں چھوڑا ہے، رومی مال لوٹنے میں مشغول تھے اور مریس پانچ ہزار لشکر کے ساتھ برابر مسلمانوں کا تعاقب کر رہا تھا۔

جب کفار اشرار خوب میدان میں آگئے تو سپہ سالار اسلام ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بہادرو! پھاڑنے والے درندوں کی طرح اور دبوچ کر گرانے والے شاہینوں کی طرح پلٹ پڑو! مسلمان یہ سن کر ٹوٹنے والے ستاروں کی طرح اور بپھرے ہوئے شیروں کی طرح غراتے ہوئے ان پر ٹوٹ پڑے، مریس اور اس کی فوج کو مکمل طور پر گھیرے میں لے لیا اور چاروں طرف سے حلقہ ڈال دیا رومیوں نے بیچ میں نیزہ کمان سنبھال لیا اور مسلمانوں نے دائیں بائیں سے ان کو کاٹنا شروع کر دیا۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سرخ عمامہ باندھے ہوئے شیر کی طرح دھاڑتے ڈکارتے تلوار کو ہلاتے نیزہ کو بڑھاتے ہوئے لشکر کے وسط میں گھوم کر فرماتے تھے کہ رحمٰن ورحیم اس شخص پر رحم فرمائے گا جو تلوار ننگی کر کے مضبوط ارادہ سے کافروں کو قتل کرے گا، آپ نے نیزہ بڑھاتے ہوئے رجز کے یہ اشعار پڑھے:

اَلْیَوْمُ یَوْمُ الْکَرِّ وَالْھَدِیْرِ   وَالْجَرُّ لِلْاَرْوَاحِ وَالنُّحُوْرِ
اَنَا الْھُمَامُ الْبَطَلُ الْجَسُوْرِ   جَرَّ بَنِی الرَّسُوْلُ فِی الْاُمُوْرِ

ترجمہ: آج کا دن حملہ اور جوش کا دن ہے، جانوں کے مارنے اور روحوں کے کھینچنے کا دن ہے میں بڑا بہادر، دلیر ہوں، ان کاموں میں میری آزمائش حضور علیہ السلام نے کی تھی۔

یہ سنتے ہی مسلمانوں نے تلواریں سونت لیں اور رومیوں پر اس طرح جا پڑے جیسے شکار پر درندے، ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے آواز دی کہ مسلمانو! اپنے دین وحریم کے لیے بے خوف ہو کر اللہ کے لیے لڑو اللہ دیکھ رہا ہے وہ ضرور فتح دے گا جو رومی مال لوٹنے میں مشغول تھے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ پانچ سو افراد لے کر ان پر ٹوٹ پڑے اور ان کو ختم کیا اور فرمایا کہ پہلے شہر کے دروازوں پر قبضہ کر لو تا کہ کوئی بچ کر نہ جا سکے، کفار نے مال چھوڑا کچھ بھاگ گئے باقی سب مارے گئے۔

ابن سیف فزاری فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! مرلیس کی پانچ ہزار فوج میں سے زیادہ سے زیادہ سو آدمی بچ کر بھاگ گئے ہوں گے باقی سب قتل ہو گئے ہم نے قلعہ کے دروازوں تک ان کا تعاقب کیا دروازوں پر صحابہ نے قبضہ کیا تھا اور پیچھے سے ہم نے تعاقب کیا چنانچہ رومیوں پر اس وقت مصائب کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے۔

سعید بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فتح حمص کے روز میں بھی موجود تھا اور میں سب سے زیادہ اس بات کی حرص کرتا تھا کہ مقتولین کی تعداد معلوم کر سکوں میں نے زخمیوں اور قیدیوں کے علاوہ چھ ہزار مقتولین کا اندازہ لگایا اس قدر عدد کی خوشخبری میں نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو دی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا سعید! تو نے بڑی خوشی کی بات سنائی مگر یہ معلوم نہ ہو سکا کہ ان کا سردار مرلیس مارا گیا ہے یا نہیں؟ میں نے کہا اگر وہ مارا گیا ہے تو اس کا قاتل میں ہی ہوں کیونکہ میں نے ایک سوار کو جو نہایت ڈیل ڈول اور سُرخ وسفید رنگ کا شخص تھا رومیوں کے وسط میں دیکھا تھا وہ خوبصورت زرہ پہنے ہوئے تھا جسم پر ریشم کا لباس تھا اور اس سے عنبر کی خوشبو اُٹھ رہی تھی، ایک عمدہ آلۂ حرب لیا ہوا تھا مست ہاتھی کی طرح پھر رہا تھا، میں نے دعا مانگ کر اس پر حملہ کیا، وہ گھوڑے سے گرا

اور میرا تیر اس کے قلب میں پیوست ہو گیا پھر میں نے جا کر اس کے کمر بند کے پاس تلوار کی دو ضربیں ماردی تھیں۔ ابوعبیدة رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بھیجا اور اس کی لاش معلوم کر کے سامان مجھے عطا کیا اور راقم الحروف نے کہا۔

مِنْ عَهْدِ عَادٍ كَانَ مَعْرُوفًا لَنَا إِسْرُ الْمُلُوكِ وَقَتْلُهَا وَقِتَالُهَا

ادھر شہر کے اندر لوگ فریاد کرنے لگے آہ و بکا اور چیخ و پکار شروع ہوگئی اور وہاں کے بڑوں اور پادریوں نے آکر مسلمانوں کے ہاتھ میں حمص حوالہ کیا، ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ان کو امان دے دی اور فرمایا کہ جب تک ہرقل اور ہمارا تصفیہ نہیں ہوتا اس وقت تک تم امن میں ہو، جزیہ دیا کرو اور آرام سے یہاں رہو، حمص کی فتح اور صلح کے بعد اہل شہر نے باہر آکر اپنے مقتولین کو دفن کرنا شروع کیا اور صحابۂ کرام نے بھی ۲۳۵ شہداء کرام کو دفنا دیا جن میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سرفہرست تھے۔

بنا کردند خوش رسمے بخون و خاک غلطیدن خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

مَوْتُ الشَّهِيدِ حَيَاةٌ لَا نَفَادَ لَهَا قَدْ مَاتَ قَوْمٌ وَهُمْ فِي النَّاسِ أَحْيَاءٌ

شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے شہید کا جو خون ہے وہ خون کی زکوۃ ہے

اللھم صلی علی نبی الملاحم و نبی الرحمة صاحب الجمل الاحمر والسیف المشھر و علی الہ و اصحابہ الاسود الصقور الی یوم النشور.

اسلام کا تاریخی معرکۂ یرموک

جنگ کا پہلا مرحلہ

اسلام میں جنگ یرموک اور جنگ قادسیہ صحابہ کرام کے دور میں ان جنگوں میں شمار ہوتی ہیں جن پر ہر مسلمان ڈیڑھ ہزار سال بعد بھی بجا طور پر فخر کرسکتا ہے مسلمانوں

کے ذہنوں سے ان ایمان افروز واقعات کا غائب ہونا افسوسناک بھی ہے اور خطرناک بھی، ان واقعات کے پڑھنے اور سننے سنانے سے ایمان مضبوط بھی ہوتا ہے بڑھتا بھی ہے اور تازہ بھی ہو جاتا ہے ہر مسلمان کو یہ احساس ہونے لگتا ہے کہ ہم کون ہیں اور ہمارے بڑے کون تھے ہم کیسے ہیں اور ہمارے بڑے کیسے تھے۔ ان واقعات کے پڑھنے سننے سے ہر شخص سفیان ثوریؒ کے اس جملے کی تصدیق کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے جس میں انہوں نے فرمایا:

"اگر ہم صحابہ کو دیکھ لیں تو ہم کہیں گے کہ یہ مجنون اور دیوانے ہیں اور اگر صحابہ ؓ ہم کو دیکھ لیں تو وہ کہیں گے کہ یہ کافر ہیں یا منافق۔"

ان واقعات کی روشنی میں آپ کو ایسے مناظر دیکھنے میں آئیں گے کہ آپ اس خیال میں پڑ جائیں گے کہ کیا صحابہ کرام ؓ بھی ہمارے جیسے گوشت پوست کے بنے ہوئے انسان تھے یا کوئی مافوق الفطرت مخلوق میں سے تھے، ہاں یہ اقرار کرنا پڑے گا کہ اختارھم اللہ لصحبۃ نبیہ ولاقامۃ دینہ کہ انسانیت کا نچوڑ اور خلاصہ تھے اور اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے خاص سپاہی اور دین اسلام کے فدائی تھے۔

واقعہ یرموک کے پڑھنے سے پہلے ہر مجاہد کے ذہن میں یہ اشعار موجود ہونا ضروری ہیں۔

تمام عالم اسلام کو جو تڑپائے میں سازِ دل میں وہ نغمہ تلاش کرتا ہوں
تمام عالم اسلام جس میں شامل ہو میں ایسی جنگ کا نقشہ تلاش کرتا ہوں
کہاں ہیں مفتی دین متین وشرع مبین جہادِ شوق کا فتویٰ تلاش کرتا ہوں

امام المغازی علامہ واقدیؒ فرماتے ہیں کہ بادشاہ ہرقل کو خبر پہنچ گئی کہ مسلمانوں نے حمص، شیرزا اور رستن کو فتح کر لیا ہے اور حمص کی طرف جانے والا قافلہ بھی لوٹ لیا گیا ہے، بادشاہ کو سخت صدمہ ہوا اور اس نے مختلف اطراف سے فوجوں کے آنے کا انتظار کیا اور اقصائے عالم سے اس نے افواج کو طلب کیا کچھ دنوں کے بعد یہ افواج جمع

ہوگئیں یہ اتنا بڑا لشکر تھا کہ اس کا ایک سرا انطاکیہ اور دوسرا سرا رومۃ الکبریٰ تک پھیلا ہوا تھا ہرقل نے ایک حصہ فوج قیساریہ ساحل شام پر مقرر کیا تا کہ طرابلس، صُور، اعکار، بیروت اور طبریہ کی حفاظت ہو سکے اور دوسرا حصہ بیت المقدس کی حفاظت کے لئے روانہ کیا اور خود باہان ارمنی کی قیادت میں آنے والی فوج قوم ارمن کا انتظار کیا، والئی ارمن نے مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے اتنی فوج تیار کر رکھی تھی جو کسی بادشاہ نے بھی تیار نہیں کی تھی جب یہ لوگ پہنچ گئے تو ہرقل خود ان کے استقبال کے لئے آگے آیا یہ لوگ بادشاہ کو دیکھ کر پا پیادہ ہو کر کچھ کلمات کفریہ کہہ کر آداب بجالائے اور مسلمانوں کی فتوحات کو یاد کر کے عورتوں کی طرح چیخنے اور چلانے لگے ہرقل نے ان کو اس طرح رونے سے منع کیا اور ایک کنیسہ میں سب کو جمع کر کے اس طرح تقریر کی:

"اے دین نصرانیت کے پرستارو! میں نے تم کو ان عربوں سے بار بار ڈرایا تھا مگر تم لوگوں نے میری بات نہ سنی، عیسیٰ مسیح کی قسم! یہ لوگ میرے پائے تخت کے مالک ہو کر رہیں گے اور رونا چیخنا عورتوں کا کام ہے اب میں نے بڑا لاؤ لشکر تمہاری حفاظت کے لئے اکٹھا کیا ہے تم غرور وحسد اور معاصی سے بچتے رہو، میں تم سے ایک سوال پوچھتا ہوں تم جواب دو۔ سب نے جواب دیا کہ آپ جو چاہیں ہم سے پوچھ سکتے ہیں، ہرقل نے کہا کہ مجھے بتاؤ کہ لشکر تمہارا مسلمانوں سے زیادہ، جسامت تمہاری مضبوط، قوت تمہاری زیادہ، کمک تمہاری قریب تر، ہر لحاظ سے تم قوی ہو پھر یہ شکست پر شکست کیوں؟ حالانکہ جرامقہ، ترک و فارس نے جب تمہارا رُخ کیا تو سب مغلوب ہو گئے تھے مگر یہ چند عدد عرب جو بھوکی اور ننگی قوم میں سے تھے کمزور اور حقیر تھے انہوں نے تم سے ارکہ، تدمر، حوران، بصریٰ، اجنادین، حمص، بعلبک، شیرز اور رستن چھین لیا اور اندر گھس آئے اور تم کو مار بھگایا؟

بادشاہ کو جواب والیان ممالک نہ دے سکے اور سب خاموش ہو گئے مگر ایک بوڑھا

پادری کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ اے بادشاہ! یہ سب کچھ اس لئے ہو رہا ہے کہ ہماری قوم نے اپنے مذہب میں تحریف کر لی ہے اور مذہب کو چھوڑ بیٹھے ہیں یہ لوگ خود ظالم ہیں معاصی اور فحاشی میں مبتلا ہیں اور عرب لوگ اپنے دین پر پکے ہیں وہ قائم اللیل اور صائم النہار ہیں وہ ظلم سے اجتناب کرتے ہیں۔

بادشاہ نے کہا کہ حقیقت بھی یہی ہے لہٰذا ایسی نالائق قوم کی حفاظت و مدد کی بھی ضرورت نہیں ہے میں چاہتا ہوں کہ افواج کو واپس بھیج دوں اور خود اپنے اہل و عیال کے ساتھ قسطنطنیہ وغیرہ چلا جاؤں۔

یہ مایوس کن جملے سن کر ارکان دولت ان کے سامنے سربسجود ہو گئے اور کہنے لگے کہ اے بادشاہ! آپ ایسا نہ کریں اس سے دین مسیح کی تذلیل ہو جائے گی اور آپ قیامت کے روز جواب دہ ہوں گے۔ مسیح ہماری مدد کرے گا، ہم استقلال کے ساتھ لڑیں گے تو فتح سے ہمکنار ہوں گے یا مر جائیں گے آپ عزم کریں ہم تیار ہیں۔

یہ سن کر ہرقل بہت خوش ہوا اور اس نے اس لشکر کو پانچ بادشاہوں کے زیر کمان روانہ کیا۔ سب سے پہلے ریشمی جھنڈے اور جواہر لگی صلیب تیار کر کے بطور نشان والئی روس قناطر کو دی اور ایک لاکھ کے قریب صقالبہ کی فوج اس کے سپرد کر دی گئی، اس کے بعد ہرقل نے والی عموریہ کو جنگی نشان دیا اور ایک لاکھ رومی اس کے حوالہ کئے تیسرا نشان والئ قسطنطنیہ دید جان کو دے کر اس کی کمان میں مغل قوم کا ایک لاکھ افراد پر مشتمل لشکر دیا، چوتھا نشان کمانڈر قوریر کو ایک لاکھ لشکر کے ساتھ حوالہ کر دیا، پانچواں نشان والئی ارمن باہان ارمنی کو دے کر اس کو بہت سی فوج دی اور کہا کہ ہر ایک کمانڈر اپنے لشکر کا سردار ہے مگر بحیثیت مجموعی باہان تمام لشکروں کا کمانڈر انچیف ہے سب جرنیل اس کے احکامات کے پابند ہوں گے تم سب جاؤ اور بزدلی مت دکھاؤ اپنے دین کی حمایت میں لڑو اور عربوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکو ایک راستہ پر مت چلو بلکہ الگ الگ چار راستوں پر چلو تا کہ تنگی نہ ہو۔ پھر ہرقل نے جبلہ بن ایہم کو بلا کر ان کو خلعت پہنا کر لخم، جذام اور غسانی

Kafir: 500,000 ↑

عرب نصرانیوں پر ان کو امیر الجیش بنا کر مقدمۃ الجیش پر رکھا اور کہا کہ لوہے کو لوہا ہی کاٹتا ہے۔ پھر پادریوں سے دعا کروائی گئی معمودیہ کے پانی سے سب کو متبرک بنا کر ان پر جنازہ پڑھایا گیا اور روانہ کیا گیا۔

یرموک کے میدان میں رومیوں کی تعداد راجح قول کے مطابق دس لاکھ تھی ایک قول آٹھ اور دوسرا چھ لاکھ کا بھی ہے۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو جب جاسوسوں نے دس لاکھ کی اطلاع دے دی تو آپ نے فرمایا خوش ہو جاؤ یہ فتح کی نشانی ہے کیونکہ آیت ہے کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله والله مع الصابرين.

مسلمانوں کی تعداد چالیس اور ساٹھ ہزار کے درمیان تھی اس کے مقابلہ میں ہرقل کی یہ فوجیں جس راستے سے گذرتی تھیں وہاں کے باشندوں پر ظلم کر کے ان کے جانور ذبح کر کے کھاتیں اور مزے اڑاتیں تھیں وہ لوگ بددعا کر کے کہتے تھے کہ خدا تم کو صحیح سالم دوبارہ واپس نہ لوٹائے۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو ان کے جاسوسوں نے تفصیلی احوال سے آگاہ کیا تو آپ نے تقریر فرمائی اور مسلمانوں کو تسلی دی اور اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کے وعدے یاد دلائے اور پھر مشورہ مانگا، یمن کے کچھ لوگوں نے کھڑے ہو کر کہا کہ آپ وادی القریٰ تک واپس مراجعت فرمائیں وہاں جگہ کشادہ ہے اور چراگاہ بھی اچھی ہے مدینہ منورہ بھی قریب ہے نئی کمک کی سہولت ہوگی، ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بس آپ کی رائے آگئی اب آپ لوگ بیٹھ جائیں اگر میں اس مشورہ پر عمل کروں تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمائیں گے کہ جن علاقوں کو اللہ تعالیٰ نے فتح کرایا تھا اس کو تم نے چھوڑ دیا اور واپس آگئے وہ مجھے سرزنش کریں گے اور میرے پاس کوئی جواب نہیں ہوگا اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے پھر مشورہ مانگا۔ قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ ایھا الامیر! اگر ہم شام چھوڑ کر واپس جائیں تو خدا کرے کہ ہم اپنے اہل و عیال تک صحیح سالم نہ پہنچیں کیا ہم ان چشموں نہروں سونے چاندی انگور کے باغات اور سرسبز و شاداب علاقے چھوڑ کر واپس ہو جائیں؟ اللہ تعالیٰ نے یہ نعمتیں ہم کو عطا کی ہیں اگر ہم

Tadad e Kafir

یہاں مارے گئے تو جنت میں چلے جائیں گے، وہاں کی نعمتیں ملیں گی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہمسائیگی ملے گی۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اس رائے سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ حق قیس رضی اللہ عنہ کی زبان پر جاری ہو گیا اور ہم کبھی واپس نہیں جائیں گے کیا شام کے علاقے جو جنت کی نظیر ہیں اور ہم کو اللہ نے عطا کئے ہیں کفار کے لئے چھوڑ دیں؟ ہم یہیں پر رہیں گے۔

ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد سیف اللہ کو مخاطب کر کے رائے معلوم کی جبکہ خالد رضی اللہ عنہ ساکت بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ کی رائے سے میں متفق نہیں ہوں مگر چونکہ اس پر اتفاق ہو گیا ہے لہٰذا میں عام مسلمانوں کی مخالفت نہیں کرنا چاہتا، ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ رائے دے دیں اگر اچھی معلوم ہوئی تو ہم بخوشی قبول کریں گے۔ اس پر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے امیر اگر آپ یہاں پر قیام کریں گے تو آپ خود اپنے آپ کو دشمن کے ہاتھ میں دے دیں گے کیونکہ یہ جگہ جابیہ قیساریہ سے قریب تر ہے بادشاہ کے بیٹے قسطنطین چالیس ہزار لشکر کے ساتھ وہاں بیٹھے ہیں رومی طاقت وہاں مجتمع ہے لہٰذا بہتر ہوگا کہ ہم اذرعات کو پس پشت چھوڑ کر یرموک کے کھلے میدان میں پڑاؤ ڈالیں اس طرح مدینہ منورہ سے کمک بھی قریب ہوگی اور میدان وسیع ہونے کی وجہ سے گھوڑوں کو کدا کدا کر دشمن کے روندنے میں آسانی ہوگی۔

سب مسلمانوں نے اس رائے کی تائید کی، ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر اس رائے کی تحسین فرمائی اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اسلامی لشکر کو الرحیل کہہ کر کوچ کا حکم دے دیا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو مقدمۃ الجیش پر مقرر کیا دو فرسخ یعنی چھ میل تک فوج کی آہٹ سنائی دیتی تھی دشمن نے خیال کیا کہ یہ لوگ ہم سے ڈر کر بھاگ رہے ہیں انہوں نے فوراً حرص و لالچ میں آ کر مسلمانوں کا تعاقب کیا چونکہ خالد رضی اللہ عنہ مقدمۃ الجیش میں تھے اس لئے آپ ہی سے مقابلہ ہوا آپ نے انہیں دیکھتے ہی بلند آواز سے فرمایا۔ لوگو! یہ

نصرت کی علامت ہے انہیں لے لو یہ سنتے ہی مسلمانوں نے حملہ کیا، حضرت مرقال رضی اللہ عنہ، ضرار رضی اللہ عنہ، عامر بن طفیل رضی اللہ عنہ، طلحہ بن نوفل رضی اللہ عنہ جیسے شہسواران اسلام آگے بڑھے اور رومیوں پر حملہ کر دیا اب رومیوں میں کیا رکھا تھا سب پشت دکھا کر بھاگ گئے اور مسلمانوں نے کفار کو مارنا شروع کر دیا کچھ مارے گئے کچھ قید ہو گئے اور کچھ دریائے اردن تک بھاگ گئے اور راستہ نہ پا کر دریا میں ڈوب گئے۔

مسلمانوں کا یرموک میں پڑاؤ

جنگ کا دوسرا مرحلہ

اس کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ یرموک کے میدان میں اتر گئے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ پہلے وہاں پہنچ چکے تھے عورتوں اور بچوں کو ایک بلند جگہ پر خیمے نصب کرا کے ٹھہرالیا گیا اور راستوں پر پہرہ بٹھا دیا گیا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے رومی قیدی اور مال غنیمت لاکر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو پیش کیا آپ بہت خوش ہوئے دعائیں دیں اور فرمایا یہ نصرت کی علامت ہے اب مسلمان اس میدان میں جنگ کے لئے بالکل مستعد اور تیار تھے۔ ادھر قسطنطین کو اس بات کا پتہ چلا کہ مسلمانوں نے یرموک میں پڑاؤ کر لیا ہے تو اس نے باہان کو سرزنش کی کہ تم نے چلنے میں سستی کی ہے تم جلد از جلد یرموک پہنچو اور راستہ میں جو لوگ مل جائیں ان کو بھی جبری طور پر فوج میں شامل کر لو چنانچہ یہ لشکر ظلم کرتا ہوا آگے بڑھتا گیا اور یرموک پہنچ کر دیر الجبل کے مقام پر ڈیرے ڈال دیئے۔ یہ لشکر مسلمانوں سے نو میل کے فاصلہ پر تھا اور اٹھارہ مربع میل پر پھیلا ہوا تھا جبلہ بن ایہم ساٹھ ہزار عرب متنصرہ کے ساتھ مقدمۃ الجیش پر متعین تھا صحابہ نے جب ان کو دیکھا تو کہنے لگے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ عطیہ بن عامر فرماتے ہیں کہ بخدا رومیوں کے اس لشکر کثیر کی تشبیہ اس ٹڈی دل کے ساتھ دی جاسکتی تھی جس

سے زمین و آسمان کے کنارے بھر جائیں۔ مسلمان ان کو دیکھ کر پریشان ہو گئے ان کے چہروں کے رنگ بدل گئے اور بدن پر قلق و اضطراب ظاہر ہونے لگا۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ان کی طرف دیکھتے تھے اور یہ دعا مانگتے تھے رَبَّنَـا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْراً وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَاوَ انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ.

ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے جاسوسوں کو کفار کے لشکر میں بھیجا تا کہ حالات معلوم کریں انہوں نے دوسرے دن تمام حالات لا کر بیان کئے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی ذات سے امید ہے کہ یہ اسباب و سامان اللہ تعالیٰ ہمارے لئے مال غنیمت بنا دیں گے۔ باہان نہر یرموک پر آکر کچھ دن لڑنے سے اس لئے رکا رہا کہ ہرقل نے ایک قاصد بھیجا تھا کہ باہان جنگ سے پہلے مسلمانوں کے پاس جا کر کچھ ہدایا کی پیش کش کرے اور مسلمانوں کو راضی کر کے مفتوحہ علاقوں کو ان کے حوالے کر لے اور ان کو لڑنے سے باز رکھے اور ہم ہر سال ٹیکس ان کو ادا کریں گے۔ باہان نے کہا کہ افسوس! کیا عرب ہم سے ٹیکس وصول کریں گے اور اگر اس پیشکش کو وہ لوگ قبول کر لیں تو پھر کیا ہوگا؟ ایک رومی کمانڈر جرجیر نے کہا کہ گفتگو میں تو کوئی حرج نہیں ہے باہان نے کہا کہ پھر تم خود چلو اور گفتگو کر لو۔ جرجیر نے لباس فاخرہ پہن کر اپنے آب و تاب کے ساتھ ایک ہزار رومیوں کو لیا اور لشکر اسلام کے قریب پہنچ گیا اور خود آگے بڑھ کر کہا کہ **یا معاشر العرب!** اپنے سردار کو گفتگو کے لئے بھیج دیں میں باہان کا ایلچی قاصد ہوں۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سفید عمامہ اور سفید لباس زیب تن کئے ہوئے گھوڑے کو کداتے ہوئے اس کے پاس پہنچ گئے اور گفتگو شروع ہو گئی۔

ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ: کفر کے بھائی! کہو کیا کہتے ہو!

جرجیر: اے عربی بھائی! تین سال میں تم لوگوں نے جو علاقے فتح کئے ہیں وہ تم کو دھوکہ میں نہ ڈال دیں اس وقت بادشاہ نے اتنی فوج جمع کی ہے کہ تم میں مقابلہ کی ہمت نہیں ہوگی، بادشاہ نے بطور احسان فرمایا کہ مفتوحہ علاقے تمہارے ہو گئے اور تم

لوگ واپس چلے جاؤ تم پہلے جب شام آتے تھے تو ننگے بھوکے ہوتے تھے اب یہاں کی نعمتوں سے تم نے لطف اٹھایا ہے اب بہتر یہی ہے کہ میری بات مان لو ورنہ سب ہلاک کر دیئے جاؤ گے۔

ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ: تم ہم کو اپنی فوجوں اور تلواروں سے ڈراتے ہو یہ تمہاری سخت غلطی ہے۔ یاد رکھ ہم تلواروں سے ڈرنے والے نہیں بلکہ ہم تو شمشیر زنی کے لئے ہی نکلے ہیں اور ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے کہ تم لوگ بادشاہ کے خزانوں تک پہنچنے والے ہو، یاد رکھو کہ جب تلواروں کی بھالیں اور نیزوں کی تیز تیز نوکیں ان پر پڑ جائیں گی تو یہ لوگ خود بخود بھاگ جائیں گے باقی اگر تم زیادہ ہو تو یاد رکھو کہ ہماری تو یہی تمنا ہے کہ تم زیادہ ہو کر میدان میں آجاؤ تا کہ ثابت قدم رہنے والوں اور بھاگنے والوں کا اندازہ ہو جائے اس سے پہلے بھی تم بہت زیادہ ہوتے تھے ان کا کیا حشر ہوا؟''

یہ جواب سن کر وہ واپس باہان کے پاس گیا اور کہا کہ مناسب ہے کہ کسی نصرانی عرب کو ان کی گفتگو کے لیے بھیج دیا جائے۔ باہان نے جبلہ کو بلا کر روانہ کیا اور کہا کہ صلح کی کوئی بات کر لو ان کو ڈراؤ دھمکاؤ اور فریب دے کر کچھ بات بنا لو۔

جبلہ نے آگے بڑھ کر کہا کہ **معاشر العرب!** تم میں عمرو بن عامر سے اگر کوئی شخص ہے تو میرے پاس آجائے محمدی کچھار سے عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور کہا کہ میں جاؤں گا حضرت عبادۃ رضی اللہ عنہ نہایت شکیل، وجیہ اور ڈیل ڈول کے مالک آدمی تھے جبلہ نے جب دیکھا تو مرعوب ہو گیا۔

جبلہ: تم کن لوگوں میں سے ہو؟

عبادہ رضی اللہ عنہ: جن کو تو نے طلب کیا ہے یعنی عمرو بن عامر سے ہوں۔

جبلہ: یہ بتاؤ انصار میں کس قبیلہ سے تعلق ہے؟

عبادہ رضی اللہ عنہ: قبیلۂ خزرج سے۔

جبلہ: اے ابن العم! تمہارے خاندان کے بہت سارے لوگ میرے رشتہ دار ہیں اس لئے میں محض بطور مشورہ اور نصیحت چند باتیں کرنے آیا ہوں یاد رکھو اتنی بڑی فوج سے تم ٹکر نہیں لے سکتے اگر یہ لوگ مغلوب بھی ہو گئے تو قریب میں اور لوگ موجود ہیں اور اگر تم مغلوب ہو گئے تو یاد رکھو پھر سوائے موت کے کچھ نہیں ہو گا اس لئے جتنا کچھ حاصل کر چکے ہو اس پر قناعت کر کے چپکے سے واپس چلے جاؤ۔

عبادہ رضی اللہ عنہ: اے جبلہ! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہم نے اجنادین میں کیا کیا؟ اللہ تعالیٰ نے ہم کو تم جیسے نافرمانوں پر کس طرح فتح عطا کی؟ اور تمہاری جماعت منتشر ہو گئی باقی ہم اپنے دین کی مدد کے لئے لڑتے ہیں ہم کو یہ خوف قطعاً نہیں کہ دشمن کم ہیں یا زیادہ، ہم اپنے دین کے لئے لڑنے کے حریص ہیں اور ہم نے مختلف انسانوں کے خونوں کو چکھا ہے، ان تمام خونوں میں سب سے زیادہ لذیذ اور میٹھا خون رومیوں کا ہے۔ اے جبلہ! میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں تو بمعہ اپنی قوم کے اسلام میں داخل ہو جا اس طرح تجھے دنیوی اور اخروی بزرگی اور شرافت مل جائے گی یہ دین غالب ہو کر رہے گا بس پڑھ لو۔ لَاإِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه.

جبلہ: یہ گفتگو جب جبلہ نے سنی تو آگ بگولا ہو گیا اور کہا کہ چپ رہو میں اپنے مذہب کو چھوڑنے والا نہیں ہوں۔

عبادہ رضی اللہ عنہ: تم رومیوں کو اپنے حال پر چھوڑ دو ان سے کنارہ کش ہو جاؤ تو بچ جاؤ گے ورنہ جو مصیبت ان پر نازل ہو گی تم بھی اس کی لپیٹ میں آ جاؤ گے۔

جبلہ: جبلہ نے غصّہ ہو کر ہم بھی عرب ہیں اور تمہارے برابر ہیں ایک ایک کے حساب سے لڑائی ہو گی۔

عبادہ رضی اللہ عنہ: بے وقوف بدبخت! ہم عدد کے بل بوتے پر نہیں لڑتے ہمارے ساتھ اللہ کی مدد ہے اور ظاہری لشکر بھی ہمارے پیچھے اتنا ہے کہ اطراف عالم بھر جائیں گے۔

جبلہ: مجھے تو تمہارے پیچھے کوئی لشکر نظر نہیں آتا؟ جو کچھ ہے سامنے ہے۔

عبادہ رضی اللہ عنہ: عبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مدینہ منورہ میں جو ایک ایک شیر بیٹھا ہے وہ نظر نہیں آتا؟ جیسے علی مرتضیٰ، عمر بن خطاب، عثمان بن عفان، طلحہ، زبیر وغیرہ۔

جبلہ: یا ابن العم! کچھ شرائط رکھ کر ہم سے صلح کر لو اور اپنی قوم کو راضی کر لو۔

عبادہ رضی اللہ عنہ: خدا کی قسم! تین صورتوں کے سوا ہمارے تمہارے مابین کبھی صلح نہیں ہو سکتی۔ (۱) اسلام (۲) جزیہ (۳) اور تلوار سب سے بہتر حکم ہے۔

جبلہ پر ایسا رعب طاری ہو گیا کہ گھوڑا موڑ کر سیدھا باہان کے پاس بدحواسی کے عالم میں چلا گیا، باہان نے اس کو کچھ تسلی دی۔ اور جنگ پر آمادہ کیا فتح شدہ علاقوں کی حکومت کی لالچ دے کر برانگیختہ کیا اور ساٹھ ہزار عرب منتصرہ دے کر مقابلہ پر روانہ کیا مسلمانوں نے اچانک اس لشکر کو بڑھتے ہوئے دیکھا تو سب نے لڑنے کی تیاری شروع کر دی ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بھی جنگ پر آمادہ ہو گئے مگر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کچھ صبر کرو میں جبلہ کی قوم کے پاس پانچ آدمی پھر بھیجتا ہوں کہ جبلہ بغیر جنگ کے لوٹ جائے کیونکہ وہ ہم سے دوگنے ہیں اگر ہماری طاقت ان کے ساتھ ٹکرا کر کمزور ہو گئی تو پھر رومی آسانی سے ہمیں نقصان پہنچا دیں گے چنانچہ خالد رضی اللہ عنہ نے قیس جابر، عبادہ، کعب اور معاذ بن جبل انصاری کو گفتگو کے لئے بھیج دیا اور فرمایا کہ اگر وہ لوگ واپس ہو گئے تو ٹھیک ہے ورنہ ہم تلواروں سے ان کی تواضع کریں گے۔ حضرت جابر کی گفتگو جبلہ سے شروع ہو گئی۔

جابر رضی اللہ عنہ: ہم جبلہ سے مذاکرات چاہتے ہیں۔

جبلہ: اے بنی العم! ہم نے تو کوشش کی تھی مگر عبادہ رضی اللہ عنہ نے شدت سے کام لیا اب تم کیوں آئے ہو۔

جابر رضی اللہ عنہ: ہم سچے دین کے پیروکار ہیں بات کھری ہوتی ہے آپ ان کے کلام کا ہم سے مواخذہ نہ کریں اب ہم آئے ہیں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ آپ عقلمند آدمی ہیں اسلام کی خوبیاں آپ کے سامنے ہیں اس لئے مسلمان ہو جائیں پھر اسلام کے تمام

حقوق آپ کو بھی مسلمانوں کی طرح ملیں گے۔

جبلہ: میں مسلمان نہیں ہوتا ہر ایک نے اپنے لئے ایک مذہب پسند کر لیا ہے تم کو ایک بات پسند ہے مجھے دوسری بات پسند ہے۔

جابر رضی اللہ عنہ: تو پھر آپ اپنی فوجوں کو ہمارے مقابلہ سے ہٹا دیں ہم جانیں اور عیسائی۔

جبلہ: مجھے باہان کا خطرہ ہے کہ میں نے اگر ہتھیار ڈال دیئے تو باہان نے مفتوحہ علاقوں کی حکومت کا جو مجھ سے وعدہ کیا ہے وہ علاقے مجھے نہیں ملیں گے اس لئے مجھے سرداری کے چلے جانے کا خوف ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے ہر طرح اس کو سمجھایا مگر اس نے قسم اٹھا کر انکار کیا آخر میں قیس بن سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے جبلہ! تیرے دل میں شیطان گھس گیا ہے اور وہ تجھے تیری ہلاکت تک نہیں چھوڑے گا اور تجھے دوزخ تک پہنچائے گا جبلہ نے کہا بس کل لڑائی کے لئے تیار رہو۔

پانچوں صحابہ رضی اللہ عنہ نے واپس آکر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اور خالد رضی اللہ عنہ کو بتا دیا کہ جبلہ سوائے لڑائی کے اور کچھ نہیں چاہتا حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر جبلہ کو دور کرو۔ حضور علیہ السلام کی زندگی کی قسم! جبلہ کل ہم میں سے ایسے بہادروں کو دیکھے گا جو صرف اپنے رب کو راضی کرنے والے ہوں گے۔ پھر فرمایا اے مسلمانو! دیکھو ہم تیس ہزار ہیں اور عرب متنصرہ ساٹھ ہزار ہیں مگر وہ حزب الشیطان ہیں اور ہم حزب الرحمٰن ہیں لہٰذا ہم سب کو مقابلہ پر نہیں جانا چاہئے کیونکہ اس سے ہماری طاقت کمزور پڑ جائے گی میں صرف چند نامور اشخاص کو ساتھ لے کر مقابلہ کروں گا، ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے جن کو آپ منتخب کرنا چاہتے ہیں وہ ساتھ لے لیں خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اپنے ساتھ صرف تیس آدمی لے جاؤں گا۔ ایک آدمی دو ہزار کا مقابلہ کرے گا ابو سفیان نے فرمایا کہ آپ مذاق کر رہے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں بلکہ سچ مچ کہتا ہوں۔ ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ فرض کیا ہے کہ ایک آدمی دو کا مقابلہ کرے اور

آپ ایک کو دو ہزار کے مقابل بنا رہے ہو؟ خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے ابوسفیان آپ اسلام سے پہلے بہت بہادر تھے اسلام میں اتنا کمزور مت بنیں میں ایسے اشخاص کا انتخاب کروں گا کہ آپ دیکھ لیں گے کہ انہوں نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لئے وقف کر رکھا ہے اور دیکھ لیں گے کہ وہ کیسے مرد میدان اور فرزندان اسلام ہیں۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر یہی بات ہے تو پھر کم از کم ساٹھ آدمی تو ساتھ لو تا کہ ایک کا مقابلہ ایک ہزار سے ہو ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے بھی اس بات کی تائید کی، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ جنگی حکمت عملی ہے چلو ساٹھ لیتے ہیں پھر آپ نے ایک ایک کا نام پکار پکار کر بلایا سب سے پہلے آپ نے حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا کہاں ہے ضرار کہاں ہے؟ شرحبیل بن حسنہ کاتب وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ کہاں ہے یزید بن ابی سفیان؟ کہاں ہے رافع بن عمیرہ؟ کہاں ہے عبدالرحمن بن ابی بکر؟ کہاں ہے عبداللہ ابن عمر؟ کہاں ہے ابوایوب انصاری؟ کہاں ہے عدی بن حاتم؟ کہاں ہے قیس بن سعید؟ اور کہاں ہے زبیر بن العوام؟ اس طرح آپ نے ساٹھ اشخاص کو اکٹھا کیا بعض حضرات کا نام جو بعد میں لیا گیا تو وہ سخت ناراض ہوئے کہ ہمارا نام دیر سے کیوں لیا گیا جس پر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے معذرت کر لی، اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے ان اشخاص کو مسلح ہونے کا فرمایا کہ دو دو تلواریں ساتھ لے لو، یہ شمشیر زنی کی لڑائی ہے کمان و تیر اور نیزہ ساتھ مت لو کیونکہ یہ چیزیں بے وفا ہیں وفادار صرف تلوار ہوتی ہے، تیز رفتار قابل اعتماد گھوڑے پر سوار ہو جاؤ اور آپس میں یہ وعدہ کر لو کہ ہماری آئندہ ملاقات حضور علیہ السلام کے حوض کوثر پر ہوگی یہ سب لوگ اپنے اپنے خیموں میں گئے اسلحہ لیا حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن خولہ سے الوداعی سلام کیا بہن نے فرمایا کہ بھائی جان جاؤ اور خوب لڑو دشمن کسی کی موت کو نہ قریب کر سکتے ہیں اور نہ دور کر سکتے ہیں اگر آپ شہید ہو گئے تو یہ صدمہ بہت بڑا ہو گا مگر خدا کی قسم جب تک میں پورا بدلہ نہیں لوں گی چین سے نہیں بیٹھوں گی اسی طرح تمام اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت لے لی۔

Kafir = 60,000 Muqabila Musalman = 60

صبح کو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز پڑھائی اور پھر سیف اللہ خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے دستے کے سامنے آکر رجزیہ کے اشعار پڑھ کر نکلنے کی ترغیب دی۔

هُبُّوا جَمِيْعًا اِخْوَتِي رَوَاحَا نَحْوَ الْعَدُوِّ نَبْدُرُ الْكِفَاحَا

نَرْجُوْبِهِ الْفَوْزَوَ النَّجَاحَا وَنَبْذُلُ مِنْ دُوْنِهِ الْاَرْوَاحَا

ترجمہ: اے میرے بھائیو! جلدی جلدی دشمن کی طرف چلو تاکہ ہم ان کا مقابلہ کریں جس سے ہمیں کامیابی اور کامرانی کی امید ہے اور اس کے لئے ہم جانوں کی قربانی دیں گے۔

سب سے آخر میں زبیر بن عوام مسلح ہو کر نکلے، آپ کے ساتھ آپ کی زوجہ محترمہ اسمأ بنت ابی بکر دعائیں مانگتی ہوئی آرہی تھیں جب آپ اپنے بھائی عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے قریب آگئیں تو ان سے کہنے لگیں، بھائی جان! رسول اللہ کے پھوپھی زاد بھائی سے علیحدہ نہ ہونا جو کارنامہ بوقت حملہ یہ کریں وہ آپ بھی کریں، بہر حال یہ چند صحابہ نکل گئے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ان شیروں کے وسط میں شیر ژیان کی طرح چلے جارہے تھے حتیٰ کہ ان نصرانی عربوں کے پاس جا کر کھڑے ہوئے جبلہ وغیرہ نے خیال کیا کہ شاید یہ چند لوگ قاصد بن کر پھر مصالحت کے لئے آگئے ہیں اس نے اپنے لوگوں کو جنگ کے لئے بھڑکا دیا اور کہا کہ صلیب سے کفر کرنے والوں کو موت کے گھاٹ اتار دو ان کی فوج حرکت میں آگئی سورج بھی بلند ہو کر طرفین کا نظارہ کر رہا تھا اور اسلحہ پر اپنی شعاعیں مرکوز کر کے آگ کے شعلے پھینک رہا تھا عرب متنصرہ کا لشکر جرار یہ دیکھنے میں مشغول تھا کہ گنتی کے یہ لوگ کیا کرتے ہیں۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ اپنے دستہ کے وسط سے آگے بڑھے اور بلند آواز سے فرمانے لگے صلبان کے بندو، رحمٰن کے دشمنو! ضرب وطعان کے لئے باہر نکلو اور حاملان قرآن کے جوہر دیکھ لو! جبلہ سمجھ گیا کہ یہ قاصد نہیں ہیں بلکہ محارب ہیں وہ آگے آیا اور رجز کے اشعار

میں شرکیہ مضمون ادا کیا اور کہا کہ یہ چیخ چیخ کر کون بلا رہا تھا؟ ہم کبھی صلح نہیں کریں گے۔

ساٹھ آدمی ساٹھ ہزار آدمیوں سے برسرِ پیکار

جنگ کا تیسرا مرحلہ

غَزَا سِتُّوْنَ وَهُمْ سِتُّوْنَ اَلْفًا
وَمَعْ هٰذَا تَوَلَّوْهَا رِبِيْنَا

یعنی ساٹھ مسلمانوں نے ساٹھ ہزار کفار سے جنگ لڑی پھر بھی کفار بھاگ گئے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم صلح کے لئے نہیں لڑنے کے لئے آئے ہیں اگر تم یہ کہو کہ ہم تھوڑے ہیں تو یاد رکھو اللہ تعالیٰ اسی تھوڑی سی جماعت کو تم پر فتح عطا فرمائے گا، خدا کی قسم! ہمارا ایک آدمی ایک ہزار کے مقابلہ کے لئے نکلا ہے اور ہماری باقی قوم تو جنگ کی پیاسی انتظار میں کھڑی ہے۔ جبلہ نے کہا کہ مخزومی بھائی میں تجھے عقلمند سمجھتا تھا اور تمہارے مقابلے کے لئے بڑے بڑے لوگوں کو بھیجتا تھا مگر اب تو تعجب ہوا کہ تم نے سادات غسان کے لشکر جرار کے لئے ساٹھ آدمی لا کھڑے کئے ہیں اب اگر میں حملہ کا حکم دے دوں تو ذرا سی دیر میں ساٹھ ہزار لشکر تمہاری تکہ بوٹی کر دیں گے تم میں سے کوئی بھی نہیں بچے گا اور یقیناً تم دھوکہ اور غلطی میں ہو لو اب میں حملہ کا حکم دیتا ہوں یہ کہہ کر اس نے آل غسان کو حملہ کا حکم دے دیا یہ ساٹھ ہزار سوار اپنے سردار کے حکم پر ایک دم ان ساٹھ آدمیوں پر چاروں طرف سے ٹوٹ پڑے بہادر رسول کے بہادر ساتھی نہایت ثابت قدمی سے لڑ رہے تھے دونوں طرف سے تلواروں کے شعلے اٹھ رہے تھے لشکر اسلام پریشان تھا کہ خالد رضی اللہ عنہ شاید ہی بچ سکے۔ جبلہ کے لوگوں نے یقین کر لیا تھا کہ یہ لوگ ختم ہو گئے، رومی سمجھ رہے تھے کہ ان اشخاص کے قتل کے بعد باقی لشکر کا ہم صفایا کر دیں گے جنگ طول پکڑتی جا رہی تھی حتی کہ عین دوپہر کا وقت ہو گیا۔

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خالد بن ولید، زبیر، عبدالرحمٰن، فضل بن عباس ضرار بن ازور اور عبداللہ بن عمر کو جزائے خیر دے میں نے دیکھا کہ یہ حضرات ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے اور ایک دوسرے کی حفاظت کیلئے سینہ سپر ہو کر لڑ رہے تھے، لڑائی کے شعلے بھڑک رہے تھے، خون چاروں طرف سے بہہ رہا تھا، شہسوار زین سے کٹ کٹ کر گر رہے تھے، نیزے شیروں کے سینوں سے پار ہو رہے تھے، موت لقمے بنا بنا کر کھا رہی تھی، تیروں کی بارش ہو رہی تھی، تلواریں چمک چمک کر بجلی کی طرح کوند رہی تھی، بازو دست ہو گئے تھے، ہاتھ سن ہو رہے تھے مگر میدان کارزار میں اب بھی ھَلْ مِنْ مُبَارِزٍ کا نعرہ مستانہ بلند ہو رہا تھا۔ چھ جانبازان اسلام تو نہایت پھرتی سے دشمن کو کاٹ رہے تھے میں بھی بڑھ چڑھ کر حملے کر رہا تھا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے زور سے آواز دی، اے اصحاب رسول یہی میدان کارزار میدان حشر ہے اور خالد کی تمنا پوری ہوگئی کفار نے ہمیں گھیرے میں لے رکھا تھا خالد رضی اللہ عنہ پا پیادہ ہو گئے فضل بن عباس رضی اللہ عنہ اور زبیر بڑھ چڑھ کر ان کا دفاع کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے اے رومی کتو! دور ہو جاؤ ہم ہیں شہسواران اسلام، یہ ہیں زبیر بن عوام اور میں ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا بیٹا فضل بن عباس۔

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ نے خالد کے بچانے کے لئے بیس حملے کئے اور ہر حملہ میں سو سو آدمیوں کو گرایا یہاں تک کہ کفار بھاگ کھڑے ہوئے خالد رضی اللہ عنہ اور مرقال رضی اللہ عنہ ان کے گھوڑے پکڑ کر ان پر سوار ہوئے اور پھر اس زور کا حملہ کیا کہ اس کی نظیر نہیں ملتی، خون کی ندیاں بہہ رہی تھیں، غروب آفتاب کا وقت ہو چکا تھا۔ ادھر مسلمانوں کا لشکر بے چین تھا، ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اسی قلق و اضطراب کے عالم میں آواز دی، اے اصحاب رسول! اللہ تم کو جزائے خیر دے اپنے بھائیوں کی خبر لو! میرا خیال ہے کہ خالد رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی شہید ہو چکے ہیں آگے بڑھو اور نصرانیوں پر حملہ کرو، مسلمان تیار ہو گئے مگر ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے امیر! ان شاء اللہ مسلمانوں کو فتح ہو گی اور عنقریب وہ واپس

آجائیں گے آپ حملہ میں جلدی نہ کریں یہ لوگ اسی قلق واضطراب میں تھے کہ اس طرف سے نعرۂ تکبیر اور تہلیل کی آوازیں بلند ہوئیں۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کی صدائیں آنے لگیں عرب متنصرہ سب بھاگ چکے تھے خالد رضی اللہ عنہ وسط میدان سے تھکے ماندے باہر آ گئے آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو جب گنا تو کل بیس آدمی تھے اس پر خالد رضی اللہ عنہ رونے لگے اور خود سے کہنے لگے کہ اے خالد! تو نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گنوا دیا کل اللہ کو کیا جواب دو گے اور اب عمر رضی اللہ عنہ کو کیا کہو گے، ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ وغیرہ بہادران اسلام آپ کے پاس پہنچ گئے اور رونے کی وجہ پوچھی آپ نے تمام احوال بیان کئے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بھی رنجیدہ ہو گئے کہ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہ بھی موجود نہیں تھے پھر صحابہ نے لاشوں کو تلاش کیا قندیلیں جلا کر روشنی کی اور مقتولین کو دیکھنا شروع کیا معلوم ہوا دس صحابہ شہید ہو چکے ہیں اور پانچ ہزار کفار واصل جہنم ہوئے ہیں۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ احتمال ہے کہ باقی صحابہ یا تو قید ہو چکے ہیں اور یا کفار کے تعاقب میں چلے گئے ہیں اس کے بعد ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس طرح دردناک دعا مانگی۔

”اَللّٰهُمَّ اُمْنُنْ عَلَيْنَا بِالْفَرَجِ الْقَرِيْبِ، وَلَاتَفْجَعْنَا بِابْنِ عَمَّةِ نَبِيِّكَ الزُّبَيْرِبْنِ الْعَوَامِ وَلَا بِابْنِ عَمِّ نَبِيِّكَ الْفَضْلِ بْنُ الْعَبَّاسِ“

”اے اللہ ہم پر جلدی احسان فرما دیجئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد زبیر رضی اللہ عنہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد فضل رضی اللہ عنہ کی وجہ سے ہمیں رنج نہ دیجئے۔“

اس کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ دوسرے اشخاص کے ساتھ خبر لانے کے لئے پھر کفار کے پیچھے چلے گئے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ باقی صحابہ کہاں ہیں آپ کافی دور چلے گئے تو سامنے سے صحابہ کرام تشریف لا رہے تھے آپ نے فضل رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا ہوا تھا انہوں نے فرمایا کہ ہم نے خیال کیا کہ کفار نے ہمارے آدمیوں کو قید کر لیا ہے تو ان کا

تعاقب کیا مگر اندازہ ہوگیا کہ وہ لوگ شہید ہو چکے ہیں قید میں نہیں ہیں۔ خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ قید میں ہیں شہید صرف دس ہیں اور ہم ۴۵ ہیں پانچ قید میں ہیں جن میں حضرت ضرار رضی اللہ عنہ بھی ہیں ان شاء اللہ ان کو میں ہی چھڑاؤں گا۔

بہر حال مسلمانوں نے یہ رات خوشی میں گذار دی اور کفار کو شکست فاش ہوئی۔ کفار پر یہ رات نہایت سخت گذری باہان نے جبلہ سے پوچھا کہ اتنے تھوڑے لوگوں سے ساٹھ ہزار آدمیوں کے بھاگنے کی کیا وجہ ہے جبلہ نے کہا کوئی غیبی ہاتھ ان لوگوں کی مدد کر رہا تھا ورنہ ساٹھ آدمیوں کی کیا طاقت۔ باہان نے کہا صلیب کی قسم! کل میں مقابلہ کے لئے جاؤں گا اور سب کو ختم کروں گا تم لوگ تو جاتے ہو اور شکست کھا کر آتے ہو؟ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ایک خط عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نام روانہ کیا جس میں اس ابتدائی واقعات کی تفصیل تھی شہدا کے نام تھے اور دعا اور مزید کمک کی درخواست تھی کیونکہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ یرموک کے میدان میں سخت متفکر تھے۔

قاصد یہ خط لے کر جلدی مدینہ منورہ گیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملا انہوں نے دعا کی اور خط میں لکھا کہ تعداد کی فکر مت کرو بلکہ اللہ کی مدد پر بھروسہ رکھو، میں بھی چھ ہزار تازہ دم فوج بھیج رہا ہوں۔ قاصد واپس آ گیا اور لشکر بعد میں نکل آیا حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے امیر الجیش مقرر فرما کر اس طرح نصیحت فرمائی:

سعید! میں نے آپ کو امیر مقرر کیا ہے مگر آپ ان میں سے کسی سے افضل نہیں ہو، ہاں اگر تقویٰ اور خوفِ خدا کو اپناؤ گے تو پھر سب سے برگزیدہ ہو، اپنے لشکر کے افراد سے نرمی کا برتاؤ رکھو، سب وشتم سے باز رہنا، چھوٹوں کو حقیر نہ سمجھنا، بڑوں کو ان کی قوت کی وجہ سے چھوٹوں پر ترجیح نہ دینا، خواہش نفس کی اتباع نہ کرنا، پُرخطر راستوں میں لشکر کو لے کر نہ جانا اللہ تعالیٰ تم پر اور تمہارے ساتھیوں پر نگہبان ہے۔"

حضرت سعید رضی اللہ عنہ راستوں کو جانتے تھے وہ تبوک سے ہوتے ہوئے انتہائی سرعت اور

مشقت کے ساتھ محو سفر تھے کہ کفار کا ایک قافلہ جس کی سرکردگی پادری لوگ کر رہے تھے سامنے آیا یہ لوگ چونکہ محارب تھے اس لئے صحابہ نے ان کو قید کر کے مال غنیمت لے لیا اور کچھ کو قتل کر دیا اس کی اطلاع جب والئی عمان کو پہنچی تو وہ نہایت غصّے ہوا اور پانچ ہزار صلیب پرستوں کو حملہ کا حکم دے دیا مسلمانوں نے عباد المسیح کو ذبح کرنا شروع کر دیا اتنے میں ایک ہزار لشکر کے ساتھ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ آپہنچے اور چاروں طرف سے کفار اشرار کو کاٹنا شروع کر دیا والئی عمان کو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور پھر اسلام کے شیروں کی آپس میں ملاقات ہوئی حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ سے زبیر رضی اللہ عنہ وغیرہ کی ملاقات نے مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑا دی، بڑی غنیمت ہاتھ آئی جو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ تک پہنچائی گئی اور جو راہب پکڑے گئے تھے وہ رہا کر دیئے گئے۔ اب یرموک میں مسلمانوں کی تعداد چھتیس ہزار ہوگئی جبکہ دشمن کی تعداد آٹھ یا دس لاکھ تھی۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا اپنے ساتھیوں کی رہائی کیلئے باہان کے پاس جانا

جنگ کا چوتھا مرحلہ

اسلام کے پانچ جانباز جب رومیوں کے ہاتھوں قید ہوگئے تو صحابہ کرام بہت غمگین ہوگئے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ مسلسل رو رہے تھے اور دعا مانگ رہے تھے ادھر باہان ملعون کے سامنے ان پانچوں صحابہ کو پیش کیا گیا اس نے انتہائی حقارت سے ان کو دیکھا اور جبلہ سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبلہ نے کہا یہ ان ساٹھ آدمیوں میں سے چُنے ہوئے لوگ ہیں جنہوں نے ہم کو شکست دی تھی کچھ تو قتل ہوگئے ہیں اور کچھ یہ قیدی ہیں البتہ ایک

شخص جس کا نام خالد رضی اللہ عنہ ہے وہ ابھی محفوظ ہے اس نے تدمر، ارکہ، حوران، شورا، حمص، اجنادین کو فتح کیا ہے اور وہی توما، ہربیس وغیرہ کا قاتل ہے۔ باہان نے کہا کہ ابھی ان پانچ اشخاص کے قتل کو ملتوی کرتے ہیں اور میں دھوکہ سے خالد رضی اللہ عنہ کو بلاتا ہوں اور قید کر کے سب کو ایک ساتھ قتل کر دیں گے۔ اس کے بعد باہان نے ایک فصیح بلیغ شخص جو عربی کا ماہر بھی تھا جس کا نام جرجہ تھا کو بلایا اور کہا کہ تم جاؤ اور خالد رضی اللہ عنہ کو بلاؤ۔ جرجہ نے بطور قاصد آ کر خالد رضی اللہ عنہ کا مطالبہ کیا کہ تمہارے آدمی قید میں ہیں ان کے بارے میں باہان سے گفتگو کے لئے خالد آ جائے۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے خالد رضی اللہ عنہ کو مجبور کیا کہ ایک سو آدمی بھی ساتھ لے جاؤ مگر خالد رضی اللہ عنہ اکیلے جانے کا اصرار کر رہے تھے پھر فیصلہ اسی پر ہوا کہ ایک سو آدمیوں کو بھی ساتھ لے جائیں چنانچہ نامور بہادرانِ اسلام کو لے کر خالد رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے دائیں طرف معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ تھے اور بائیں طرف مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ تھے بیچ میں خالد رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ کے ساتھیوں نے آپ کو حلقہ میں لے لیا تھا۔ حضرت معاذ زور زور سے تکبیر و تہلیل پڑھ رہے تھے رخصت ہوتے وقت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ایک آیت پڑھتے جاتے تھے اور رو رہے تھے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے وجہ دریافت کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ لوگ دین اسلام کے مددگار ہیں اگر میری امارت میں یہ شہید ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کے حضور اور عمر رضی اللہ عنہ کے دربار میں میرا کیا عذر ہوگا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ بغیر خوف و خطر کے اپنے ساتھیوں سمیت رومیوں کے لشکر میں گھستے چلے گئے اس لشکر کی چوڑائی ۱۵ میل تک تھی جبلہ مقدمۃ الجیش پر تھا سب سے پہلے ملاقات خالد رضی اللہ عنہ کی ان سے ہوئی اس نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اسے جواب دیا گیا کہ باہان سے ملاقات کے لئے خالد رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہیں جبلہ نے باہان کے پاس جا کر مسلمانوں کے آنے کی اجازت مانگی۔ باہان نے کہا کہ میں نے تو صرف خالد رضی اللہ عنہ کو بلایا تھا، خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ لوگ میرے اہل شوریٰ ہیں ان کے بغیر گفتگو نہیں ہوگی۔ باہان نے کہا کہ سب کو اجازت دے دو مگر تلواروں کے بغیر اندر آئیں خالد رضی اللہ عنہ اور ان

کے ساتھی بغیر کسی پریشانی اور بغیر ادھر ادھر دیکھے سیدھے باہان کے خیمے کے پاس پہنچ گئے جبلہ نے کہا کہ اب گھوڑوں سے اترو اور اسلحہ نیچے رکھو خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ گھوڑوں سے تو ہم اتر جائیں گے مگر اسلحہ ہم نہیں رکھیں گے یہ تو ہماری عزت ہے ہماری بزرگی ہے اور اس کے ساتھ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے ہیں ہم کبھی بھی اس کو نہیں اتاریں گے۔ تب باہان نے اجازت دے دی کہ جس طرح چاہو داخل ہو جاؤ۔ صحابہ شیروں کی طرح داخل ہو رہے تھے تلواریں حمائل تھیں اور یہ لوگ سینے تان تان کر صفوں کو چیر پھاڑ کر اندر جا پہنچے باہان تخت پر شان وشوکت سے بیٹھا تھا سامنے کرسیاں لگی تھیں فرش بچھے ہوئے تھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے کرسیاں ہٹا دیں اور فرش کو الٹ کر بغیر تکلف کے زمین پر بیٹھ گئے باہان نے جب یہ دیکھا تو ہنسنے لگا اور کہا اے عرب! نہ تو تم نے ہماری بزرگی وعظمت کا اقرار کیا نہ کرسیوں پر بیٹھے بلکہ فرش کو الٹ کر زمین پر بیٹھ گئے ایسا کیوں کیا؟ خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عظمت وبزرگی تو صرف اللہ کے لئے ہے اور تیرے فرش سے اللہ کا فرش زیادہ بہتر ہے اور پاک واطہر بھی ہے آپ نے یہ آیت پڑھی۔

مِنۡهَا خَلَقۡنَا كُمۡ وَفِيۡهَا نُعِيۡدُ كُمۡ وَمِنۡهَا نُخۡرِ جُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى

باہان عربی جانتا تھا اس نے کلام شروع کر کے عیسیٰ علیہ السلام کو سب سے افضل قرار دیا جس پر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان کی بات کاٹ کر غصّہ بھرے انداز سے فرمایا کہ سب سے افضل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور پھر ان کی امت ہے، باہان نے کہا کہ پہلے عرب ہمارے ہاں آتے تھے کوئی تجارت کرتا تھا کوئی ہم سے غلہ کی درخواست کرتا تھا مگر تم لوگ اس کے برعکس کر رہے ہو علاقوں کو فتح کرتے ہو، عورتوں اور بچوں کو قید کرتے ہو اور مردوں کو قتل کرتے ہو ہم کو ہمارے ملک سے باہر نکالنا شروع کر دیا مگر یاد رکھو اسی طرح فارس نے بھی کیا تھا جس کو ہم نے اس کا مزہ چکھا دیا جرامقہ کے ترکوں نے بھی ایسا کیا تھا مگر بالآخر ہار گئے تم تو ہمارے نزدیک سب سے کمزور، بھوکے اور فقر وفاقہ میں مبتلا لوگ ہو مگر یہاں آ کر تم مست ہو گئے ہو نعمتوں میں پھل پھول رہے ہو اور

اب ہم تک پہنچ گئے ہو ہمارا مزہ تم چکھ لو گے بہتر یہی ہے کہ جو کچھ ہوا سو ہوا، تم لوگوں نے جو کیا سو کیا لیکن اب عافیت سے واپس چلے جاؤ ورنہ مٹ جاؤ گے اگر تم صلح کرو گے تو ہم تمہارے ہر سپاہی کو سو دینار اور ایک جوڑا دیں گے اور تمہارے امیر الحرب کو ایک ہزار دینار دیں گے اور اسی طرح عمر خلیفہ کو ایک ہزار دینار دیں گے بشرطیکہ تم واپس ہو جاؤ۔ باہان کبھی ترغیب دیتا تھا اور کبھی ترہیب کبھی لالچ اور کبھی دھمکی دیتا تھا مگر حضرت خالد رضی اللہ عنہ بالکل خاموش تھے۔

جب باہان کا بیان مکمل ہوا تو خالد رضی اللہ عنہ نے باہان کے سامنے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی منقبت اور امت محمدیہ کی فضیلت نہایت تفصیل اور مدلّل انداز سے بیان کی اور پورا اسلام اس کو سمجھا دیا اور پھر واضح الفاظ میں باہان کو دین حق کی دعوت دی باہان نے کہا کہ دین اسلام تو قبول نہیں کر سکتا البتہ تم بہادر آدمی ہو آؤ آپس میں دوستی کرتے ہیں۔ خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مسلم اور کافر کی دوستی نہیں ہو سکتی تم مسلمان ہو جاؤ پھر دوستی ہو گی۔ باہان نے انکار کیا تو خالد رضی اللہ عنہ نے اس کے سامنے جزیہ ادا کرنے کی بات رکھ دی اس نے اس کا بھی انکار کیا تو خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر مقابلہ پر آ جاؤ ہم نے پہلے بھی تم کو شکست دی ہے اور آیندہ بھی ان شاء اللہ فتح ہماری ہو گی اور میں گویا دیکھ رہا ہوں کہ تم ہمارے قیدی ہو گے رسیوں میں جکڑے ہو گے اور عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش ہو گے وہ تمہاری گردن مارنے کا حکم دے دیں گے۔

باہان یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا اور کہا کہ مسیح کی قسم! میں ابھی ان پانچ آدمیوں کو بلوا کر تیرے سامنے گردن زدنی کا حکم دیتا ہوں۔ خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے باہان! تو نہایت حقیر اور ذلیل آدمی ہے ان پانچ اشخاص کی تو تمنا ہی شہادت ہے مگر خدا کی قسم! میں ابھی تیرے سر کو اڑا دوں گا وہ ہمارے ساتھی ہیں ان کے بعد ہمارا ایک ایک آدمی تم لوگوں کے پرخچے اڑا دے گا۔ یہ کہہ کر آپ اپنی جگہ سے اچھل کے کھڑے ہو گئے اور تلوار میان سے کھینچ کر نعرۂ تکبیر بلند کیا آپ کے ساتھیوں نے بھی ایسا ہی کیا اور سب

نے شہادت کے شوق میں موت کا انتظار کیا، انہیں کفار کی جمعیت کی قطعاً پرواہ نہ رہی سب نے جان لیا کہ بس ہمارا حشر یہیں سے ہوگا، روز قیامت ہم ادھر ہی سے اٹھیں گے۔ باہان نے جب یہ حالت دیکھی تو چلا اٹھا کہ خالد! ٹھہر جاؤ میں تمہیں آزمانا چاہتا تھا، قاصد کو کوئی نہیں قتل کرتا اب تم جاؤ اور کل لڑائی میدان میں ہوگی۔ خالد رضی اللہ عنہ پیچھے ہوگئے اور فرمایا قیدیوں کے بارے میں کیا خیال ہے؟ باہان نے کہا کہ میں ان کو صرف تمہاری خاطر بنظر بخشش چھوڑ دیتا ہوں۔ خالد رضی اللہ عنہ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور اپنے ساتھیوں کو لے کر واپسی کا ارادہ کیا جاتے وقت باہان نے خالد رضی اللہ عنہ سے ایک سرخ خیمہ مانگا جو اس کو پسند آیا تھا خالد رضی اللہ عنہ نے خوشی سے اس کے حوالہ کر دیا، اس کے بعد تمام اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم خوشی خوشی ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرف لوٹ آئے۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے خالد رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رومیوں نے کوئی شرط بھی رکھی ہے خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں باہان نے کہا ہے کہ کل لڑائی کے لئے میدان میں آنا ہوگا اور خدا کی قسم باہان نے ہماری تلواروں سے ڈر کر ان پانچ صحابہ رضی اللہ عنہم کو چھوڑا ہے۔

یرموک میں صحابہ کا صف بستہ ہونا

جنگ کا پانچواں مرحلہ

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد کو پورے لشکر پر امیر الجیش مقرر کیا اور تمام مسلمانوں کو اس سے مطلع کیا اور خالد رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اب آپ اپنی مرضی سے صف بندی فرمادیجئے تمام افواج اسلام خالد رضی اللہ عنہ کی کمان سنبھالنے سے بہت خوش ہوگئیں حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام کو چار حصوں میں تقسیم فرمایا اور ایک ایک شہسوار کو ان پر مقرر فرمایا، طلوع آفتاب سے پہلے پہلے مجاہدین اسلام مکمل طور پر لڑائی کے لئے تیار ہوگئے۔

ادھر باہان ارمنی نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ وہ مکمل مسلح ہو جائیں چنانچہ وہ تیار ہو کر آگے

بڑھنے لگے۔ رومیوں نے جب صحابہ کی جنگی ترتیب دیکھی تو مرعوب ہو گئے کیونکہ مسلمان بنیان مرصوص بنے ہوئے تھے۔ باہان نے جبلہ کے لوگوں کو مقدمۃ الجیش پر رکھا اور اس کے پیچھے تیس صفیں ترتیب دیں ہر صف میں اتنے لوگ تھے جتنے کل مسلمان تھے باہان نے بطور تبرک پادریوں کو فوجوں پر ایک چکر دلایا اور ساتھ خود بھی گھوم رہا تھا جب یہ کاروائی مکمل ہوگئی تو رومیوں کی فوج سے ایک زبردست پُر رونق ڈیل ڈول کا جرنیل باہر آ گیا اور مقابل کو تلاش کرنے لگا جس کا نام مطلہ تھا مسلمان توقف کر رہے تھے کہ اتنے میں خالد رضی اللہ عنہ چلاّئے کہ کافر مقابل مانگ رہا ہے اور تم توقف کر رہے ہو نکلو ورنہ میں خود نکل جاؤں گا آپ نکلنے والے ہی تھے کہ ایک شخص نہایت منظّم انداز میں میدان میں نکل آیا اور رومی سردار مطلہ کے مقابلہ کے لئے چلا گیا معلوم ہونے پر پتہ چلا کہ وہ نومسلم والئ بصریٰ روماس ہیں خالد رضی اللہ عنہ نے اس کو دعائیں دیں جب یہ دونوں میدان میں آئے تو مطلہ نے کہا کہ روماس میں نے تجھے پہچان لیا تو والئ بصریٰ ہے تُو اپنے مذہب کو چھوڑ کر مرتد ہوا مسلمان ہوا تو نے ایسا کیوں کیا؟

روماس نے فرمایا کہ یہ دین شریف ہے معزز ہے جلیل القدر ہے اس کے تابعدار سعید ہیں اور مخالفت کرنے والے گمراہ بدبخت ہیں یہ کہہ کر روماسؓ نے اس پر حملہ کیا اس نے بھی جوابی کاروائی کی ایک گھنٹہ تک تلواریں چلتی رہیں طرفین کے لوگ ان کی بہادری پر عش عش کر رہے تھے بالآخر مطلہ نے حضرت روماس پر غفلت کی حالت میں سخت وار کیا آپ زخمی ہو گئے اور واپس لوٹ آئے، مطلہ نے کچھ تعاقب کیا مگر پھر رک گیا مسلمانوں نے روماس کا شکریہ ادا کیا، ان کی مرہم پٹی کی، اب تو کافر شیر ہو گیا اور مست ہو کر ھل مِن مُبارزٍ کا نعرہ لگانے لگا مسروق عبسی رضی اللہ عنہ نے جانے کی اجازت مانگی مگر خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم بوڑھے ہو تم مت جاؤ حضرت عامر بن طفیل رضی اللہ عنہ جانے لگے تو خالد رضی اللہ عنہ نے ان کو بھی روکا کہ تم چھوٹے ہو مقابل تجربہ کار بہادر ہے اس کے بعد حارث بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں آپ ان کا

مقابلہ کر سکتے ہیں کیونکہ جسامت میں آپ نہایت موزوں ہیں جب وہ تیار ہو کر نکلے تو خالد رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اس سے پہلے کسی کا اس طرح میدان میں مقابلہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر ہرگز مت جاؤ آپ کو تجربہ نہیں ہے اور یہ شخص تجربہ کار ہے حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور فرمایا شاید آپ مجھے بھیجنا چاہتے ہیں آپ نے فرمایا اللہ کا نام لے کر تیار ہو جاؤ اللہ تمہاری مدد فرمائیں گے۔ حضرت قیس نے گھوڑا دوڑا کر دشمن پر حملہ کیا مگر اس نے روکا اس کی ڈھال سے تلوار پار ہو کر خود میں پھنس گئی، حضرت قیس رضی اللہ عنہ نکالنے میں مشغول تھے کہ کافر نے سخت وار کیا آپ رضی اللہ عنہ کو زخم آیا تلوار بھی ہاتھ سے دھری رہ گئی آپ رضی اللہ عنہ نے خُدعہ حربیّہ سے کام لینا چاہا مگر کوئی صورت نہ بن سکی آپ واپس ہو گئے دشمن نے آپ کو للکارا آپ واپس ہونے لگے خالد رضی اللہ عنہ نے قسم کھلا کر منع کیا مگر قیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ تو فرار ہے جو حرام ہے اب ہاتھ میں صرف خنجر لے کر دشمن کی طرف چلے گئے خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کوئی ہے جو قیس رضی اللہ عنہ کو میری تلوار دے کر آ جائے اور ثواب کمائے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں جاتا ہوں، جب عبدالرحمٰن آگے بڑھے تو رومیوں نے اعتراض کیا کہ تم کہتے ہو ہم عادل ہیں یہ کیا عدل ہے کہ دو آدمی ایک کے مقابلے پر آ گئے ہیں۔ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے فرمایا بدبختو! میں صرف تلوار دینے آیا ہوں اور اگر تم سو آدمی آ جاؤ ہمارا ایک آدمی کافی ہے یہ کہہ کر آپ نے قیس پیچھے ہٹنے کے لئے کہا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کا واسطہ دیا، قیس پیچھے کو ہو گئے اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے شیر ببر کی طرح اس گفتگو والے شخص پر حملہ کیا اور اس کو جہنم رسید کیا۔ آپ پر دو آدمی ٹوٹ پڑے قیس رضی اللہ عنہ نے مدد کا ارادہ کیا مگر آپ نے منع کیا اور کہا کہ صدیقہ عائشہ کو سلام کہنا اور یہ عرض کرنا کہ تیرا بھائی تیرے شوہر اور باپ سے جا ملا ہے۔

عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ پھر آگے بڑھے اور ایک جرنیل کے سینہ میں نیزہ مارا نیزہ ادھر ہی رہ گیا آپ رضی اللہ عنہ نے تلوار سونت لی اور اس کو اس زور سے مارا کہ دو جرنیل کٹ کر مرے تیسرا

جرنیل حیران کھڑا تھا اور تعجب کر رہا تھا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اس پر بھی حملہ کیا اور سر گردن سے الگ کیا رومی یہ دیکھ کر آپس میں کہنے لگے کہ یہ عرب شیطان (دیو) معلوم ہوتے ہیں۔ باہان تین جرنیلوں کے ہلاک ہونے سے ہمت ہار گیا اور ایک خواب سنانے والے نے اس کو خواب بیان کیا کہ آسمان سے کچھ لوگ آ رہے ہیں اور مسلمانوں کی مدد کر رہے ہیں اور ہمارے آدمی کٹ رہے ہیں باہان نے قوم کے سامنے تقریر کی، ان کو خوب جوش دلایا

ادھر عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے پھر ان کے میمنہ پر حملہ کیا اور ان کی صفوں کو تتر بتر کر کے رکھ دیا دو آدمیوں کو قتل کر کے پھر قلب لشکر پر ٹوٹ پڑے اور وہاں سے پلٹ کر میسرہ پر آ گرے یہاں آپ پر تیروں کی بارش شروع ہوگئی آپ کھڑے ہو گئے اور اپنے نام سے رومیوں کو ڈراتے رہے ایک جرنیل آپ کی طرف آگے بڑھا مگر واصلِ جہنم ہوا پھر خالد رضی اللہ عنہ نے آپ کے لئے یہ دعا مانگی:

"اَللّٰهُمَّ ارْعِهٖ وَاحْفَظْهُ فَاِنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ قَدْ اِصْطَلٰى الْيَوْمَ بِقِتَالِ جَيْشِ الرُّوْمِ وَحْدَهٗ"

الٰہی! عبدالرحمٰن کی حفاظت فرما کیونکہ اس نے آج اکیلے رومیوں کے لشکر میں آگ لگا دی ہے۔

پھر خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عبدالرحمٰن تمہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بڑھاپے کی قسم! تم اب لوٹ جاؤ آپ رضی اللہ عنہ یہ سن کر واپس آ گئے۔

اس میدانِ کارزار میں خواتین اسلام بھی شریک تھیں چنانچہ اسماء بنتِ ابی بکر، خولہ بنت ازور، نسیبہ بنت کعب، ام ابان، رملہ، رعلہ، امامہ، زینب، ہندہ رضی اللہ عنہن وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

یہ جنگ ابتداء میں تو معمولی سی چنگاری تھی مگر عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے کارنامے کے بعد اس میں شدت آ گئی باہان نے اپنی دس صفوں کو حملہ کرنے کا حکم دے دیا مسلمان بھی آگے

Khawateen in Medan

بڑھے اور گھمسان کی جنگ شروع ہوگئی دن بھر لڑائی جاری تھی رات کو دونوں فریق الگ ہوگئے دونوں طرف سے جانی نقصان کم ہوا تھا صرف دس مسلمان شہید ہوئے تھے مسلمان عورتوں نے اپنے شوہروں کے چہروں سے مٹی صاف کی اوران کو مبارک باد دی اور جنت کی بشارت دی، مقتولین میں قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ کے بھتیجے سوید بن بہرام رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے قیس کو نہایت افسوس ہوا اور مقتولین میں رات کو بھتیجے کی نعش تلاش کر رہے تھے آپ کے ساتھ کچھ اور صحابہ بھی تھے کہ اتنے میں سو رومی آگئے ہاتھ میں روشنی تھی جو اپنے کسی جرنیل کو ڈھونڈ رہے تھے، قیس رضی اللہ عنہ نے ساتھیوں سے فرمایا میں تو ان سے بدلہ لوں گا روشنی آپ نے گل کی اور کل سات آدمیوں نے سو آدمیوں پر حملہ کر دیا سولہ کو قتل کیا باقی بھاگ گئے سوید نے ایک جگہ سے آہ بھری قیس وہاں گئے تو سوید رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ یہ میرے سامنے چاروں طرف حوریں بیٹھیں ہیں اور میرا انتظار کر رہی ہیں پھر آپ نے فرمایا کہ چچا یہ ممکن ہے کہ مجھے اٹھا کر مسلمانوں کے ہاں لے جاؤ؟ چچا نے آپ کو اٹھایا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو سلام کیا حالت پوچھی آپ نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام نے بالکل سچ فرمایا یہ حوریں مجھے بلا رہی ہیں اور آواز دے رہی ہیں پھر آپ کا انتقال ہوگیا۔

مؤمن ہیں مجاہد ہیں بہادر ہیں نڈر ہیں
اسلام کی عظمت کے لئے سینہ سپر ہیں

باہان اپنے خواب کی وجہ سے نہایت دہشت زدہ تھا مگر ہرقل کے خوف سے صلح نہیں کر سکتا تھا۔

باہان کا مسلمانوں پر اچانک حملہ کرنا

جنگ کا چھٹا مرحلہ

ہرقل کے نام باہان نے ایک خط لکھا اس خط کی اہم اہم باتیں یہ تھیں:

"اے بادشاہ! آپ نے مجھے کثیر فوج دے کر عربوں کے مقابلہ کیلئے بھیجا، میں میدان میں اترا عربوں کو واپس لوٹانے اور صلح کی ہر طرح کوشش کی جو بے سود ثابت ہوئی اب بادشاہ کا لشکر عربوں سے مرعوب ہو گیا ہے کیونکہ ہم میں ظلم ہے اگر ملک آپ کے ہاتھ سے نکل گیا تو آپ افسوس نہ کریں بلکہ آپ قسطنطنیہ چلے جائیں ہم کو دعا میں یاد کیا کریں میں نے خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ دھوکہ کرنا بھی چاہا مگر نہ کر سکا، معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ منصور ہیں، فقط۔

اس خط کے جواب کے انتظار میں باہان بیٹھ گیا اور ایک ہفتہ تک لڑائی سے رکا رہا۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے اجازت مانگی کہ یہ لوگ گھبرائے ہوئے ہیں اس وقت ان پر حملہ کرنا چاہیئے۔ ادھر باہان نے آٹھویں دن پھر لڑائی کا ارادہ کیا اپنے جاسوس کو حالات معلوم کرنے کے لئے بھیجا جاسوس نے واپس جا کر کہا کہ مسلمان بے خوف اور اطمینان کے ساتھ ہیں نمازیں پڑھتے ہیں تلاوت اور ذکر میں لگے ہوئے ہیں حدود اللہ کی پابندی کر رہے ہیں **قائم اللیل صائم النہار ہیں رھبان اللیل فرسان النہار** ہیں، اطاعت امیر کرتے ہیں اور ظلم سے اجتناب کرتے ہیں۔

باہان نے اپنی فوجوں کو درست کر کے ایک سو ساٹھ جرنیلوں کو جمع کر لیا اور ہر جرنیل کو ایک ایک نشان اور ہزاروں لشکر دے دیا اور چاہا کہ غفلت کی حالت میں مسلمانوں پر حملہ کر دیں اور چونکہ وہ غیر مسلح ہوں گے تو اس طرح ان کو ختم کر دیں گے اپنے لئے اس نے ایک خیمہ نصب کروا دیا جو بلند ٹیلہ پر تھا جس سے یرموک کا میدان سامنے تھا

تاکہ دونوں فوجیں اس کی نگاہ میں ہوں مقدمۃ الجیش پر جبلہ کو مقرر کیا اور کہا کہ تم عرب ہو اور لوہے کو لوہا ہی کاٹتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے امام ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز پڑھائی جب آپ نے پڑھا اِنَّ رَبَّکَ لَبِالۡمِرۡصَاد، تیرا رب گھات میں ہے، تو ہاتف غیبی نے آواز دی

ظَفر تُم بِالۡقَوۡمِ وَرَبِّ الۡعِزَّۃِ وَمَایُغۡنِیۡ کَیۡدُھُمۡ شَیۡئًا وَمَا اَجۡرَی اللّٰہُ ھٰذِہِ الۡآیَۃَ عَلٰی لِسَانِ اَمِیۡرِ کُمۡ اِلَّا بَشَارَۃً لَّکُمۡ،

یعنی رب العزت کی قسم! تم دشمن پر کامیاب ہو گئے انکی تدبیر انکو فائدہ نہیں دے سکتی تمہارے امیر کی زبان پر یہ آیت تمہاری خوشخبری کے لئے جاری ہوئی،

یہ پہلی رکعت کا واقعہ ہے جس پر مسلمانوں نے تعجب کیا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے دوسری رکعت میں سورۃ الشّمس کی آیت (فَدَمۡدَمَ عَلَیۡھِمۡ رَبُّھُمۡ بِذَنۡبِھِمۡ فَسَوّٰاھَا وَلَا یَخَافُ عُقۡبٰھَا) پڑھی، تو ہاتف غیبی نے کہا (تَمَّ الۡمَقَالُ وَصَحَّ الرَّجۡزُ ھٰذِہٖ عَلَامَۃُ النَّصۡرِ) یعنی بات پوری ہوگئی رجز صحیح ہوگئی یہی فتح کی علامت ہے۔

ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے بعد فراغ فرمایا کہ یہ آواز نصرت و مدد و فتح کی بشارت ہے پھر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنا ایک خواب سنایا جس میں فتح کی بشارت تھی صحابہ کرام خواب سن کر خوش ہو گئے ایک صحابی نے فرمایا کہ اے امیر! ہمیں کس چیز کا انتظار ہے ان کتوں نے جنگ میں تاخیر اس لئے کی ہے کہ یہ ہم پر اچانک حملہ کریں گے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا بھی یہی خیال ہے یہ لوگ آپس میں گفتگو کر ہی رہے تھے کہ شور و غل اٹھا اور چاروں طرف سے رومیوں نے حملہ شروع کر دیا اب مسلمان ایک دوسرے کو مقابلے کے لئے بلا رہے تھے سعید بن زید رضی اللہ عنہ جو رات کو پہرہ دے رہے تھے آ گے آئے، ان کے ساتھ کچھ نصرانی مسلمان ہونے کی غرض سے آ رہے تھے سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے امیر یہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ باہان نے الگ الگ جرنیل مقرر کئے ہیں اور ہر روز ایک جرنیل ہم

سے لڑے گا اور یہ صورت نہایت خطرناک ہے وہ لوگ چل پڑے ہیں اور ہم بے سروسامان ہیں۔ اَلنَّفِیر، اَلنَّفِیر، سعید رضی اللہ عنہ نے زور زور سے مسلمانوں کو تیار ہونے کے لئے آواز دی، نکلو، نکلو، چلو، چلو۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے خالد رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ فوراً کچھ بہادروں کو لے کر کفار کو مشغول رکھیں کہ وہ آگے نہ آئیں اور ہم تیاری کرتے ہیں اور حریم کی حفاظت کا انتظام کرتے ہیں۔ خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے شیروں کو پکارا کہاں ہے ضرار، کہاں ہے عبدالرحمٰن بن صدیق، کہاں ہے زبیر بن عوام، کہاں ہے فضل بن عباس، کہاں ہے یزید بن ابی سفیان، کہاں ہے رافع بن عمیرہ، کہاں ہے معدیکرب زبیدی کہاں ہے فلاں کہاں ہے فلاں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک ایک کا نام لے کر پکارا اور دیکھتے ہی دیکھتے پانچ سو ایسے افراد اکٹھے ہو گئے جو خالد رضی اللہ عنہ کے خاص معرکوں کے ساتھی تھے۔ اسلام پر جان کی بازی لگانے والے یہ حضرات کفار کے سامنے آئے اور تلواریں اپنی اپنی پیاس بجھانے لگیں کفار کو ان شیروں نے مشغول رکھا اور ادھر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے لشکر کو درست کرنا شروع کیا ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے امیر ان عورتوں اور بچوں کو حکم دے دیں کہ سب اس بلند ٹیلہ پر چلی جائیں تا کہ محفوظ رہیں ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے عورتوں کو وہاں جانے کا حکم دے دیا اور فرمایا کہ اگر مسلمان غالب آ گئے تو تم وہیں رہو اور اگر شکست ہو گئی تو تم دفاع کرو مسلمانوں کو لکڑیوں اور پتھروں سے مار مار کر میدان جنگ کی طرف لوٹاؤ اور اپنے بچوں کو پیش کر کے مسلمانوں کو لڑنے پر برانگیختہ کرو اور ان سے کہو کہ اسلام، اولاد اور عورتوں کی طرف سے لڑو۔ عورتوں نے کہا ٹھیک ہے۔ اسی اثناء میں لشکر اسلام کی صفیں درست ہو گئیں انصار و مہاجرین اور دیگر حضراتِ صحابہ کے الگ الگ جنگی جھنڈے تھے مہاجرین کے پاس وہ زرد علَم تھا جو حضور علیہ السلام نے غزوۂ خیبر میں ترتیب دیا تھا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بوقت الوداع ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو دیا تھا اس وقت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اسی علم کے تحت کھڑے تھے، مکمل تیاری کے بعد ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے صفوں کا معائنہ کیا اور مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دی

آپ نے فرمایا! کہ اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا اور تم کو ثابت قدم رکھے گا، صبر کرو صبر ہی مصیبت سے نجات کا ذریعہ ہوتا ہے صفوں کو نہ توڑنا اور یاد خدا کے بغیر ایک قدم آگے نہ بڑھانا میرے حکم کے بغیر کوئی اقدام نہ کرنا اور تمہاری زبان صرف ذکر اللہ پر حرکت کرے۔

اس کے بعد معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے جہاد کی ترغیب دی اور فرمایا! اے دین کے مددگارو! اور حق کے پرستارو! اللہ تعالیٰ سے حیا کرو کہ کہیں وہ تمہیں بھاگتے ہوئے نہ دیکھے،

اس کے بعد ابو سفیان رضی اللہ عنہ مسلح ہو کر گھوڑے پر سوار ہو کر آگے آئے اور فرمایا:

اے لوگو! تم عرب کے ساداتِ عظام اور مشہور ذوی الکرام ہو، تم اپنے وطن سے دور ہو کر دشمنوں کے ملک میں آگئے ہو اب تلوار اور نیزہ سے کام لو، صبر کرو کیونکہ صبر کے باعث اللہ کی مدد آتی ہے اگر تم نے صبر سے کام لیا تو اسلام کا جھنڈا رومیوں کے پورے ملک اور شہروں پر لہراتا ہوا دکھائی دے گا اور اگر تم نے پشت دکھائی تو یاد رکھو پھر بھاگنے کے لئے کوئی راستہ نہیں ملے گا سوائے ان جنگلوں کے جن میں نہ پانی ہے نہ غذا، لہٰذا تم تلواروں کے پورے جوہر دکھاؤ اور اللہ کے راستہ میں جہاد کا پورا پورا حق ادا کرو۔ پھر آپ نے عورتوں کو نصیحت کی اور کمر بستہ ہونے کی تاکید کی اور بھاگنے والوں پر پتھراؤ کا حکم دیا۔

کہتے ہیں یہ سن کر خواتین اسلام اپنے دوپٹوں سے سر اور کمر کس کر تیار ہو گئیں پھر ابو سفیان نے مردوں سے کہا معاشر المسلمین! انتظار کی گھڑیاں ختم ہو گئیں رسول اللہ ﷺ اور جنت سامنے ہیں اور دوزخ و شیطان تمہارے پیچھے یعنی بھاگنے میں۔

ادھر باہان کے مکر و فریب نے کچھ کام نہ کیا رومیوں نے جب خالد رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو دیکھا تو خوف کھا کر پیچھے لوٹ گئے اور ایک جگہ جا کر صف بستہ کھڑے ہو گئے مسلمان بھی ان کے مقابل کھڑے ہو گئے۔ باہان نے رومیوں سے کہا کہ کھڑے کیوں ہو؟ حملہ کر دو، وہ لوگ حملہ کے لئے آگے بڑھے اور تیس ہزار آدمی الگ

ہوکر آگے آئے یہ سب لوگ مسلح اور مستعد جنگجو تھے میمنہ پر ان لوگوں نے خندقیں کھودی تھیں جہاں ایسے لوگوں کو بٹھایا گیا تھا جن کے پیروں میں زنجیریں ڈالی گئیں تھیں تا کہ وہ کسی صورت بھاگ نہ جائیں خالد رضی اللہ عنہ نے جب یہ حالت دیکھی تو فرمایا

اَللّٰھُمَّ اَیِّدِ الْمُسْلِمِیْنَ بِالنَّصْرِ وَاَفْرِغْ عَلَیْھِمُ الصَّبْرَ

کفّار نے بالکل آگے آگے ایک لاکھ بہادروں کو کھڑا کیا تھا خالد رضی اللہ عنہ نے تاڑ لیا کہ یہ لوگ سخت جنگجو ہیں آپ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور فرمایا کہ آج کا دن منفرد دن ہے اس میں نہایت صبر کی ضرورت ہے۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ نے فرمایا کہ آپ دوصد آدمیوں کو لے کر لشکر کے پچھلے حصہ میں جا کر مورچہ سنبھالیں تا کہ مسلمان آپ کو دیکھ کر پیچھے نہ آئیں وہ اللہ تعالیٰ سے اور پھر آپ سے شرم کر کے نہیں بھاگیں گے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس پر عمل کیا اتنے میں ایک جوان آگے بڑھا اور کہا اے امیر! میں چاہتا ہوں کہ میں اپنے اور اسلام کے دشمنوں کے ساتھ جہاد کروں اور اپنے مضطرب دل کو تسکین دوں اور سبیل اللہ میں اپنی جان پیش کر دوں آپ مجھے اجازت دیجئے اور اگر آپ کی کوئی حاجت ہو تو مجھے بتلا دیجئے تا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کر دوں۔ آپ رضی اللہ عنہ یہ سن کر روئے اور فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا اسلام عرض کرنا اور یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے جو وعدہ فرمایا تھا ہم نے اس کو سچا پایا یہ جوان قبیلہ ازد کا عقلمند لڑکا تھا یہ کہہ کر آپ نے گھوڑے کو ایڑ دی اور میدان میں کود آئے اور مقابل کے خواستگار ہوئے رومیوں سے ایک بہادر نکلا مگر ازدی جوان نے ایسا نیزہ مارا کہ وہ زمین پر گر پڑا دوسرا آیا آپ نے اس کو بھی مارا تیسرا آیا آپ نے اسے بھی چلتا کیا چوتھا آیا آپ نے اس کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا پانچویں رومی نے آپ پر سخت وار کیا اور آپ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ اس پر قبیلۂ ازد کے لوگوں نے غصہ میں آ کر کفار کے ایک حصّہ پر حملہ کر دیا رومیوں نے بھی آگے بڑھ کر حملہ کیا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو صبر کی تلقین کی اور پھر اللہ کے حضور میں گڑگڑاہٹ اور الحاح وزاری

کے ساتھ دعا مانگی اتنے میں رومیوں کی پہلی صف نے مسلمانوں کے میمنہ پر حملہ کیا جہاں ازد اور مذحج کے لوگ تھے مسلمان ثابت قدمی و استقلال کے ساتھ مقابلہ کر رہے تھے کہ کفار کی دوسری صف نے بھی میمنہ پر حملہ کر دیا مسلمان ڈٹے ہوئے تھے کہ رومیوں کی تیسری صف نے بھی میمنہ پر حملہ کیا اب بعض مسلمانوں کے پائے ثبات میں لغزش آ گئی اور وہ اپنے متعین خطوط سے پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گئے اور کچھ ثابت قدم تھے، عمرو بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نے جو انتہائی بہادر تھے جب یہ دیکھا کہ ان کی قوم پر مسلسل حملہ ہوا ہے اور کچھ بھاگ گئے ہیں تو آپ اس پیرانہ سالی میں جبکہ آپ کی عمر ۱۱۰ سال کی تھی آگے بڑھے اور چلائے کہ اے آل زبید، اے آل زبید، موت سے گھبراتے ہو؟ اور ان کافرکتوں سے ڈرتے ہو؟ ذلت و عار کو پسند کرتے ہو؟ تم نہیں جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ مجاہدین و صابرین کی حالت سے واقف ہیں وہ صابرین کی مدد فرماتے ہیں۔ یہ للکار سن کر ان کی قوم واپس لوٹ آئی ان کی تعداد پانچ سو تھی انہوں نے ایسا سخت حملہ کیا کہ باید و شاید، قوم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ ہو گئی اور حضر موت و خوران کے لوگ بھی ساتھ ہو گئے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے قبیلہ دوس کو جوش دلایا اور سب نے مل کر رومیوں پر حملہ کیا۔ گھمسان کا رن پڑا فوجیں آپس میں ٹکرائیں اور لڑائی شروع ہوئی مسلمان استقلال سے لڑ رہے تھے کہ رومیوں کی ایک اور صف نے میمنہ پر حملہ کیا اب مسلمان بھاگنے پر مجبور ہو گئے اور وہ اپنے مورچوں سے پیچھے ہٹ گئے جو مسلمان میمنہ سے بھاگ کر پیچھے گئے تھے عورتوں نے ان کو ڈنڈوں سے مارنا شروع کر دیا اور ان پر پتھراؤ کیا عورتوں نے چیخنا شروع کیا اور بد دعائیں دینے لگیں اور غیرت دلا دلا کر اپنے شوہروں کو برانگیختہ کیا ملت اسلام کی ان بہادر ماؤں میں خولہ بنت ازور، خولہ بنت ثعلبہ، سلمٰی بنت ہاشم، نعم بنت قناص، ہندہ بنت عتبہ، اور بسنٰی بنت جریر، قابل ذکر ہیں انہوں نے لاٹھیاں اٹھائیں اور مردوں کو بھاگنے سے منع کیا حضرت خولہ بنت ازور اور عورتوں سے آگے آگے ہو کر لوگوں کو روکنا شروع کیا، خولہ بنت ازور یہ اشعار پڑھتی

جاتی تھیں:

یَاھَارِبًا عَنْ نِسْوَةٍ ثِقَاتٍ لَھُنَّ جَمَالٌ وَلَھُنَّ بَنَاتٍ

تُسْلِمُھُمْ طُراً اِلَی الْھِیَاتِ تَمْلِکُ نَوَاصِیُھِم مَعَ الْبَنَاتِ

اَعْلاَجُ سُوْءٍ فُسَّقٍ عُتَاتٍ یَبَانُ مِنَّا اَعْظَمُ الشَّتَاتِ

اے قابل اعتماد عورتوں سے بھاگنے والو ان عورتوں سے جو خوبصورت ہیں اور صاحب اولاد ہیں انہیں دشمنوں کے سپرد کیے دیتے ہو جو ہماری اور ہماری لڑکیوں کے مالک ہو جائیں گے اور جو عجمی کافر بدکار تجاوز کرنے والے ہیں پھر تم ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو جاؤ گے۔

خولہ انہی اشعار کو پڑھتی جاتی تھی اور شکست خوردہ مسلمانوں کو جوش دلاتی تھی حتی کہ مسلمان واپس لوٹ گئے۔ ہندہ رضی اللہ عنہا زوجہ ابوسفیان لاٹھی لے کر آگے نکل گئیں اور پیچھے مہاجرین کی عورتیں تھیں آپ نے وہ اشعار پڑھے جو آپ نے یوم احد میں کفار کے لئے پڑھے تھے:

نَحْنُ بَنَاتِ طَارِقٍ نَمشِی عَلَی النَّمَارِقِ

مَشْیَ الْقَطَا الْاَوَامِقِ اَلْمِسْکُ فِی الْمَفَارِقِ

والدُّرُّفِی الْمَخَانِقِ اِنْ تُقْبِلُوْا نُعَانِقِ

وَنَفْرِشُ النَّمَارِقِ اَوْتُدْبِرُوا نُفَارِقِ

فِرَاقَ غَیْرُوَامِقٍ کَمْ مِنْ کَرِیْمٍ عَاشِقٍ

یَحْمِی عَلَی العوَاتِقِ

ہم طارق (ستاروں) کی بیٹیاں ہیں جو نرم نرم فرشوں پر چلتی ہیں جیسے تیز رفتار کونج پرندہ چلتا ہے ہمارے سروں میں مشک کی خوشبو ہے اور ہمارے گلوں میں موتی ہیں اگر

دشمن پر ٹوٹ پڑو گے تو ہم معانقہ کریں گی اور فرش بچھا دیں گی اور اگر بھاگو گے تو ہم جدا ہو جائیں گی اور یہ جدائی ہمیشہ کے لئے بے رغبت کی جدائی ہو گی بہت کم عاشق ایسے ہیں جو اپنے چاہنے والیوں کی حمایت کرتے ہیں۔

قدرتی بات تھی کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ بھی پھرنے والوں میں شامل تھا ہندہ نے ان کو دیکھ کر کہا اے ابن حرب! کہاں بھاگ رہے ہو؟ لوٹو اور اپنی جان دے دو تا کہ حضور علیہ السلام سے جو مقابلہ کیا ہے اس کا کفارہ ہو جائے۔ یہ سن کر ابوسفیان رضی اللہ عنہ پلٹے اور دوسرے لوگ بھی لوٹ گئے اور یہ عورتیں بھی ساتھ ہو گئیں بلکہ وہ مسلمان مردوں سے بڑھ چڑھ کر حملہ کر رہی تھیں ایک عورت نے ایک کافر بہادر کا پیچھا کیا اور اس کو اور اس کے گھوڑے کو مار کر گرا دیا اور فرمایا کہ مسلمانوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد کے یہی معنی ہیں۔

اس موقع پر کاتب الحروف نے اپنے انداز سے کہا

که ده سرونه خه اونه شوه خو که اسلامه جنګئی به دے کتینه

ایک وہ دور تھا کہ عورتوں میں یہ شجاعت، حمیت، عفت اور غیرت تھی اور ایک آج کا دور ہے کہ ہر طرف بے حیائی، بے غیرتی، بے ہمتی اور بے مقصد زندگی گذر رہی ہے اچھے بُرے کی تمیز ختم ہو گئی ہے اور قوم کا آذوقہ اتنا خراب ہو گیا ہے کہ بحیثیت اجتماعی برائی کو نیکی اور نیکی کو برائی سمجھنے لگی ہے جو کام فخر کے تھے اس کو ذلت سمجھ لیا گیا اور جو کام ذلت ورسوائی کے ہیں ان کو ذریعہ فخر سمجھا گیا ہے۔ آج ۲۵ مارچ ۱۹۹۲ء کو پاکستانی قوم بالعموم ناچ رہی ہے کیونکہ کچھ منحوس کھلاڑیوں نے عالمی کپ جیت لیا ہے، صدر بھی ناچ رہا ہے اور وزیراعظم بھی ناچ رہا ہے گویا کہ اس غلام قوم کو آزادی مل گئی ہو یا فلسطین آزاد ہو گیا ہو یا کشمیری مسلمانوں کے مصائب دور ہو گئے ہوں یا برما کے مسلمانوں سے ظلم کے بادل چھٹ گئے ہوں یا افغانستان آزاد ہو کر اسلامی مملکت بن گیا ہو تف ہے ایسی سوچ پر اور تف ہے ایسی کامیابی پر جس سے رمضان کے مبارک

مدینہ کا تقدس پامال ہو رہا ہو اور جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہو۔ (مؤلف)

بہر حال حضرت زبیر ؓ اور حضرت سعید بن زید ؓ نے دوبارہ میمنہ سے کفار پر حملہ کیا اور حضرت خالد بن ولید ؓ تو میمنہ کی طرف سے ایسا حملہ آور ہوئے کہ رومیوں کا ٹھہرنا مشکل ہو گیا اور وہ بے تحاشا لاشوں کو چھوڑ کر بھاگ گئے خالد ؓ اور ان کے ساتھی شیروں کی طرح رومیوں پر ٹوٹ پڑے وہ لوگ بکریوں کی طرح ادھر اُدھر بھاگ رہے تھے اور مسلمان ان کو کاٹ رہے تھے اس وقت ہر ایک کی زبان پر جنگی "شعار" کے یہ کلمات تھے یا منصور ! امتک امتک ، مسلمان بڑھتے چلے گئے حتیٰ کہ رومیوں کے بڑے جرنیل دیرجان تک پہنچ گئے رومیوں نے دیرجان سے کہا کہ یا ہم کو حملہ کا حکم دے دیں اور یا پیچھے ہٹنے کو کہہ دیں، اس نے کہا کہ مجھے بادشاہ نے یہاں پر کھڑا کیا ہے میں تو یہیں پر کھڑا رہوں گا میں تو حرب وضرب کی شکل نہیں دیکھنا چاہتا بلکہ میرے چہرے پر ایک کپڑا لپیٹ دو تا کہ مجھے کچھ بھی نظر نہ آئے رومیوں نے ایک ریشمی کپڑا اس کے چہرے پر باندھ دیا رومی برابر قتل ہو رہے تھے دیرجان صُمٌّ بُکْمٌ خُشُبٌ مُّسَنَّدَہ بن کر کھڑا تھا سر اور منہ چھپایا تھا کہ شیر اسلام حضرت ضرار ؓ نے اس کو ایسا نیزہ مارا جو آر پار نکلا اور وہ ہمیشہ کے لئے چل بسا۔

ادھر جرجیر اور قناطر کا اس بات پر جھگڑا اٹھ کھڑا ہوا کہ پہلے حملہ کون کرے ہر ایک نے دوسرے سے حملے کا کہا اور بتایا کہ میں تجھ پر حاکم ہوں میرا حکم مانو اور حملہ کرو کافی بحث و تکرار کے بعد جرجیر نے مسلمانوں کے میسرہ پر حملہ کیا یہ حملہ اتنا سخت تھا کہ اس طرف کے مسلمانوں کے پیر اکھڑ گئے سوائے علم برداروں کے سب پیچھے ہٹ گئے اور کفار اشرار مسلمانوں کے تعاقب میں اندر گھستے چلے گئے یہاں پھر خواتین اسلام نے بھاگنے والوں کا ڈنڈوں اور پتھروں سے استقبال کیا اور کہا اے اہل اسلام، ماؤں، بہنوں، بیٹوں اور بیٹیوں کو چھوڑ کر کہاں بھاگتے ہو؟ کیا ہمیں ان کافروں کے سپرد کرنے کا ارادہ کر لیا ہے؟ اس للکار پر مسلمان پھر پلٹ گئے اور رومیوں پر شدید حملہ کیا کیونکہ

پھولوں سے کبھی کام بنا ہے نہ بنے گا
کانٹوں کی زبان خونِ جگر مانگ رہی ہے

یرموک کے کارزار میں مسلمانوں کی بہادری

جنگ کا ساتواں مرحلہ

بہادر قثامہ بن اشیم

یہ شیر قبیلۂ کنانہ کے تھے آپ تلوار اور نیزہ لے کر مسلمانوں کے آگے آگے کفار کی نیزہ اور شمشیر دونوں سے تواضع کر رہے تھے اور رجز کے یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

سَاَحْمِلُ فِی الرُّوْمِ الْكِلَابِ النَّوَابِحِ
وَاَضْرِبُهُمْ ضَرْبًا بِحَدِّ الصَّفَائِحِ
وَاَرْضٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ خَيْرُ مُؤَمَّلٍ
نَبِیَّ الْهُدٰى الْمَبْعُوْثُ لِلدِّيْنِ نَاصِحِ

یعنی میں بھونکنے والے رومی کتوں پر بہت جلد حملہ کروں گا اور میں ان کو چوڑی تلواروں سے مار مار کر گراؤں گا میں رسول اللہ ﷺ کو جو بہترین امید گاہ اور نبی ہدیٰ اور امت کے خیر خواہ ہیں خوش کرلوں گا۔

آپ رضی اللہ عنہ کی تین تلواریں ٹوٹ گئیں اور جب تلوار یا نیزہ خراب ہو جاتا تو آپ فرماتے کہ کوئی شخص ہے جو مجھے اللہ کے راستے میں تلوار عَارِیَةً دے دے اور اس کا اجر حاصل کرے۔ پھر قثامہ رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کو پکار کر صبر کی تلقین کی قوم لبیک کہہ کر میدان میں آئی اور اس طرح سخت جنگ ہوئی کہ باید و شاید۔ قناطر کی فوجیں اور مسلمان ایک دوسرے میں رل مل گئے ملحمۂ عظیمہ قائم ہوا اتنے میں سیف اللہ خالد رضی اللہ عنہ آئے اور

رومیوں کو کاٹنا شروع کیا بے تحاشا لوگوں کو مار اگر رومی اتنے زیادہ تھے کہ پتہ ہی نہیں چل رہا تھا کہ کوئی قتل بھی ہو رہا ہے یا نہیں آپ کے ساتھ دو ہزار کا لشکر تھا کوشش بلیغ کے بعد میدان صاف ہو گیا لوگوں نے قتامہ کا شکریہ ادا کیا خالد رضی اللہ عنہ نے جا کر ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور دعا کی۔ ایک خاتون نے خالد رضی اللہ عنہ سے یرموک کے اس میدان کارزار میں فرمایا کہ اے خالد رضی اللہ عنہ تو نے لوگوں کو بھاگنا سکھایا جرنیل کے بھاگنے سے لوگ بھاگتے ہیں اور ان کے استقلال سے ثابت قدم رہتے ہیں۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میدان کے بیچ میں جو غبار اٹھ رہا تھا میں ادھر ہی لڑ رہا تھا بھاگا نہیں تھا اس خاتون نے فرمایا کہ پھر جو شخص جرنیل کو چھوڑ کر بھاگ جائے اللہ اس کا برا کریں اس خاتون کا نام ذریعہ بنت حارث تھا۔

بہادر عبد الرحمٰن بن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

باہان ملعون نے جب دیکھا کہ اس کے لشکر کا میمنہ بالکل پسپا ہو گیا ہے تو اس نے پھر ترغیب و تحریص دے کر لوگوں کو جمع کیا اس کے لشکر سے ایک ڈیل ڈول والا مسلح شخص باہر آیا گویا کہ پہاڑ کا ٹکڑا تھا دونوں صفوں کے درمیان آ کر مقابل کا خواہاں ہوا قوم ازد سے ایک نوجوان مقابلہ پر گیا مگر اس نے ایک ہی وار میں اس کو شہید کر ڈالا اور دوسرے حریف کا انتظار کیا حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ خود جانے کے لئے تیار ہو گئے مگر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اجازت نہیں دی پھر عبد الرحمٰن بن معاذ رضی اللہ عنہ آگے آئے اور معاذ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ میں جاتا ہوں آپ نو عمر تھے ابھی تک مکمل طور پر بالغ بھی نہیں ہوئے تھے آپ نے مسلح ہو کر ابا جان کا گھوڑا تلوار لے کر والد صاحب سے یوں فرمایا اے ابا جان! میں اس کافر کے مقابلہ کے لئے جا رہا ہوں اگر میں صابر رہ کر زندہ بچ گیا تو اللہ کی مہربانی اور اگر میں شہید ہو گیا تو میرا الوداعی سلام قبول کیجئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ عرض کرنا ہو تو بتا دیجئے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا سلام کہنا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن معاذ رضی اللہ عنہ شعلہ جوالہ اور شیر ببر کی طرح اس کافر پر حملہ آور ہوئے تلوار سے وار کیا مگر وہ بچ گیا رومی ملعون نے آگے بڑھ کر ایسا وار کیا کہ آپ کی خود کٹ کر سر میں زخم آیا اور آپ رضی اللہ عنہ گھوڑا موڑ کر واپس آ گئے۔ کافر دیکھ رہا تھا کہ یہ کب گرے گا حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے آپ کا زخم باندھ دیا۔

حضرت عامر بن طفیل رضی اللہ عنہ کی بہادری اور شہادت

رومی کافر تو اب شیر ہو گیا تھا اس نے تین حملے اسلامی لشکر پر کئے اور پھر بھی میدان میں کھڑا تھا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کون مسلمان اس کے مقابلہ کے لئے جانا چاہتا ہے حضرت عامر بن طفیل دوسی رضی اللہ عنہ جو اکثر جنگوں میں خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوتے تھے اور جنگ یمامہ میں اپنے بڑے کارنامے انجام دیئے تھے وہ بجلی کی طرح اس کافر پر ٹوٹ پڑے اور ایک نیزہ اس کو مارا وہ مشہور نیزہ تھا مگر اس وقت ٹوٹ گیا آپ نے فوراً تلوار سونت لی اور کافر کے شانے پر ایسا ہاتھ مارا کہ تلوار آنتڑیوں تک پہنچ گئی اور کافر واصل جہنم ہوا اس کے بعد آپ رومیوں کے میمنہ پر حملہ آور ہوئے وہاں سے میسرہ پر ہاتھ صاف کرتے گئے اور ان کے قلب پر جا گرے اور تباہی مچا دی۔

اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے نصرانی عربوں پر ہلہ بول دیا، ان کے چند سواروں کو موت کے گھاٹ اتار کر پھر هَلْ مِنْ مُبَارِزٍ کا نعرۂ مستانہ لگایا جبلہ بن ایھم مسلح ہو کر اور بن ٹھن کر سامنے آیا اور کہا کہ تم کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو، آپ نے فرمایا قبیلۂ دوس۔ جبلہ نے کہا کہ تم اہل قرابت سے ہو اپنے اوپر رحم کرو اور واپس جاؤ۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم کون ہو جبلہ نے کہا میں غسانی جبلہ بن ایھم ہوں تم نے جس شخص کو قتل کیا ہے یہ جرجیر اور باہان کے ہم پلہ تھا تو میں نے سوچا کہ تیرا مقابلہ میں ہی کر سکتا ہوں تا کہ تجھے مار کر بادشاہ کے ہاں تمغۂ شجاعت حاصل کروں اور بادشاہ کو خوش کروں حضرت عامر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم مخلوق کو راضی کرنا چاہتے ہو اور میں تجھے قتل کر کے جہاد فی سبیل

اللہ میں رب العالمین کو خوش کرنا چاہتا ہوں یہ کہہ کر آپ رضی اللہ عنہ نے حملہ کیا مگر تلوار اُچٹ گئی اور جبلہ نے وار کر کے آپ کو شہید کر دیا۔

مَوتُ الشَّھِیدِ حَیَاۃٌ لَانَفَادَ لَھَا
قَدَمَاتَ قَومٌ وَھُمْ فِی النَّاسِ اَحْیَاءُ

شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے
شہید کا جو خون ہے وہ خون کی زکوٰۃ ہے

جبلہ گھوڑا ادھر ادھر کُداتا ہوا اپنی بہادری پر ناز و تکبر کرنے لگا۔

بہادر جندب بن عامر رضی اللہ عنہ

حضرت عامر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے نشان لئے کھڑے تھے آپ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے اجازت لے کر میدان میں رجز کے یہ اشعار پڑھتے ہوئے آئے۔

سَاَبْذُلُ مُھْجَتِی اَبَدًا لِاَنِّی
اُرِیْدُ الْعَفْوَ مِنْ رَبٍّ غَفُورٍ
وَاَضْرِبُ فِی الْعِدیٰ جُھْدًا بَسَیْفِی
وَاَقْتُلُ کُلَّ جَبَّارٍ کَفُورٍ
فَاِنَّ الْخُلْدَوَ الْجَنَّاتِ حَقًّا
تُبَاحُ لِکُلِّ مِقْدَامٍ صَبُورٍ

میں اپنی جان کو ہمیشہ خرچ کرتا رہوں گا کیونکہ میں اپنے رب کی بخشش چاہتا ہوں، میں اپنی تلوار سے دشمنوں کو مارنے کی کوشش کروں گا اور ہر ظالم مردود کو قتل کر کے رہوں گا جنت اور اس کے باغات یقیناً آگے بڑھنے والے صابر کے لئے ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے للکار کر جبلہ کو کہا کہ میرے باپ کے قاتل کھڑے رہو میں تجھے باپ کے بدلے قتل کروں گا جبلہ نے کہا کہ تم مقتول کے کیا لگتے ہو؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں

اس کا بیٹا ہوں۔ جبلہ نے کہا کہ تم کو کس نے اس پر ابھارا ہے کہ یکے بعد دیگرے کٹ رہے ہو، جاؤ تم کمسن لڑکے ہو میں تجھے قتل نہیں کرنا چاہتا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں باپ کا بدلہ لوں گا یا ان تک پہنچ جاؤں گا کیونکہ اللہ کے راستے میں جان کٹوانا اللہ کو بہت محبوب ہے یہ کہہ کر آپ نے جبلہ پر حملہ کر دیا یہاں دونوں بہادروں کی تلواریں ٹکرا رہی تھیں ادھر دونوں لشکروں کی آنکھیں ان پر لگی ہوئی تھیں جبلہ نے جب اس بچے کی شجاعت و براعت اور بسالت دیکھی تو سمجھ گیا کہ یہ بچہ جوانوں سے شدت میں زیادہ ہے اب جبلہ نے احتیاط شروع کی قوم غسان اس بچے کی بہادری دیکھ کر حیران رہ گئی اور یقین کر لیا کہ کسی وقت بھی جبلہ ہتھیار ڈالنے والا ہے مسلمانوں کی نظریں اس بچے پر لگی تھی اور خوش ہو رہے تھے کہ انتہائی پامردی سے لڑ رہا ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یرموک کی لڑائی میں یہ معرکہ اپنی نوعیت کا منفرد معرکہ تھا میں نے اس طرح کسی کو نہیں دیکھا جس طرح جبلہ غسانی سے یہ بچہ لڑ رہا تھا مگر موت تو اپنے وقت پر آتی ہے کسی کی شجاعت اس کو نہیں روک سکتی جبلہ کے لوگوں نے آگے بڑھنا شروع کیا کہ اگر جبلہ مارا گیا تو اس بچے کو ہم قتل کر دیں گے جب ان دونوں بہادروں کو لڑتے لڑتے دیر ہو گئی تو جندب نے جبلہ پر تلوار ماری جس نے اس کو سست کر دیا مگر جبلہ نے پلٹ کر اس بچے پر تلوار ماری تو وہ شہید ہو گیا اور کچھ وقفہ کے بعد باپ سے جا ملا۔

مسلمانوں کو اس باپ بیٹے کی شہادت پر افسوس تو ہوا مگر قبیلۂ دوس نے مل کر ایک سخت حملہ کیا اور لخم و جذام کے لوگوں کو تہ تیغ کیا آج کے دن اس قبیلہ کے جنگی شعار یہ الفاظ تھے۔ ''اَلْجَنَّةُ اَلْجَنَّةُ''

یرموک میں شعار المسلمین

جنگ یرموک میں مختلف مسلم قبائل کے شعار الگ الگ تھے۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا شعار تھا ''اَلْاُمَّةُ اَلْاُمَّةُ'' قبیلہ عبس کا شعار تھا'' یاآلِ عَبس یا آلِ عَبس '' اہل یمن کا شعار

''یَااَنْصَارَ اللّٰہِ یَااَنْصَارَ اللّٰہ'' حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا شعار تھا یا حِزْبَ اللّٰہ یا حزب اللّٰہ۔ قبیلۂ دوس کا عمومی ''یا اٰل؟ اللّٰہ یا اٰل اللّٰہ'' تھا حمیر کا شعار ''اَلْفَتح اَلْفَتح'' تھا اور سکاسک کا شعار اَلصَّبْرُ اَلصَّبْرُ تھا اور بنی مراد کا شعار یا نصر اللّٰہ انزل تھا۔ بہر حال قبیلۂ دوس اور قبیلہ ازد مل کر نصرانی عربوں پر حملہ آور ہوئے اور ان میں گھستے چلے گئے ان سے صلیب چھین لی اور کئی ایک افراد اور صلیب بردار کو قتل کر دیا عرب متنصرہ نے صلیب کو واپس لینے کے لئے عمومی حملہ کیا اور اب اس قدر گھمسان کارن پڑا کہ ایک خلق کثیر قتل ہوگئی دوس اور ازد کے لوگ رومیوں میں گھس گئے اور ان کی صفوں کو تہہ و بالا کر کے رکھ دیا۔

جنگ یرموک کا تیسرا دن مسلمانوں پر بہت سخت تھا تین دفعہ مسلمانوں کو شکست ہوگئی اور ہر دفعہ خواتین اسلام نے ان پر پتھراؤ کر کے واپس بھیج دیا، کفار بہت زیادہ قتل ہوئے تھے اور مسلمانوں کا نسبتاً کم نقصان ہوا تھا مگر تیروں سے زیادہ زخمی ہو گئے تھے رات کو جنگ بندی ہوئی مسلمانوں نے ایک دوسرے کی مرہم پٹی کی ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ خود پٹی کرتے جاتے تھے اور تسلی دیتے تھے آپ رضی اللہ عنہ نے دو نمازیں ایک ساتھ پڑھائیں۔ ادھر باہان نے غصہ ہو کر اپنے آدمیوں کو ڈانٹا کہ مٹھی بھر عربوں نے تم کو قتل کیا اور تمہیں شکست پر شکست دی اور تم بزدل بن رہے ہو تمہاری اتنی کثیر تعداد ہے اور پھر بھی ڈرتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ جناب کل لڑیں گے اب تو ہمارے چند ہی بہادر مقابلہ پر نکلے ہیں رومی چونکہ کثرت سے قتل ہو چکے تھے اور جو بچ گئے تھے ان کے دلوں میں رعب بیٹھ گیا تھا مگر پھر بھی تیاری کرنے لگے ادھر سے مسلمانوں نے خوب تیاری کی۔

زندگی کیفی اسی حسن عمل کا نام ہے
کفر کو نابود حق کو جاوداں کرتے چلو

مسلمانوں کا پھر لڑائی کے لئے تیار ہونا

جنگ کا آٹھواں مرحلہ

صاحب فتوح الشام فرماتے ہیں کہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز پڑھائی ابھی نماز مکمل نہیں ہوئی تھی کہ رومیوں کا لشکر خس وخاشاک کی طرح ان کی طرف بہہ نکلا وہ ایسے شان وشوکت سے آئے گویا کہ بالکل تازہ دم ہیں وہ لوگ آ کر میدان میں صف آرا ہوئے باہان ارمنی کے لئے تخت ٹیلہ پر نصب کیا گیا تا کہ میدانِ جنگ اس کے سامنے ہو مسلمانوں نے اپنے لشکر کو ترتیب دی ہر جرنیل نے اپنی فوج کی کمان سنبھال لی اور اپنے اپنے مورچے میں بیٹھ گئے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے جہاد کی فضیلت بیان کی اور عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ کو عورتوں کی حفاظت کے لئے مقرر کیا، فوج کی میمنہ میسرہ اور قلب پر پانچ پانچ سو سپاہی متعین کئے آپ نے صبر کی تلقین کی اور چند نصیحتیں فرمائیں کہ تیر ضائع مت کرو ایک ساتھ پھینکا کرو میرے حکم کے بغیر اپنی اپنی جگہ پر رہو۔ ابو سفیان رضی اللہ عنہ مسلح ہو کر اپنے بیٹے یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور فرمایا بیٹے صبر کرو آج کا دن صبر کا دن ہے تقویٰ اور خوف خدا کو لازم پکڑو، حضور علیہ السلام کی شریعت کی مدد کرو اللہ تعالیٰ تجھے بھاگتا ہوا نہ دیکھے۔ حضرت یزید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ابا جان ان شاء اللہ مقدور بھر کوشش کروں گا یہ کہہ کر آپ نے علم بلند کیا اور ساتھیوں کو بلایا اور قریب کے رومیوں پر ایک دم حملہ کر دیا انہوں نے جواب میں حملہ کیا اس طرح ایک معرکہ عظیم برپا ہو گیا حضرت یزید رضی اللہ عنہ نے دشمن کو ناکوں چنے چبوائے مگر پھر بھی آپ پر آزمائش اور ابتلا آئی کہ رومیوں کے ایک دیو ہیکل شخص نے دس ہزار لوگوں کو لے کر مسلمانوں کے میمنہ پر حملہ کیا وہاں عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ متعین تھے مسلمانوں نے بڑی کوشش کی مگر وہ حملہ نہ روک سکے اور اس طرح الٹے پاؤں مسلمان ہٹتے ہٹتے وہاں تک آ گئے جہاں عورتیں

تھیں کفار نے اس ٹیلہ کو بھی گھیرے میں لے لیا ایک انصاری عورت نے چیخ چیخ کر فرمایا کہاں گئے دین کے حامی! کہاں ہیں اسلام کے محافظ اور مدد کرنے والے؟

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی آنکھیں دکھ رہی تھیں آپ اپنے خیمے میں آنکھوں پر پٹی کئے ہوئے بیٹھے تھے مگر یہ آواز جب ان کے کانوں میں پڑی تو اسماء بنت ابی بکر سے پوچھا یہ عورت کیوں چیخ رہی ہے؟ حضرت عفرۃ نے فرمایا اے رسول اللہ ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی مسلمانوں کا میمنہ مغلوب ہو گیا ہے اور رومیوں نے ہم کو بھی گھیرے میں لے لیا ہے آپ فوراً گھوڑے پر سوار ہوئے اور نیزہ ہاتھ میں لے لیا بیماری کی پرواہ کئے بغیر دشمن پر ٹوٹ پڑے اور فرمایا میں ہوں زبیر بن عوام، میں ہوں رسول اللہ ﷺ کا پھوپھی زاد بھائی آپ تنہا ان لوگوں کو مارتے مارتے ہٹاتے گئے پھر دوسرے مسلمانوں نے اکٹھے ہو کر رومیوں کو پسپا کر دیا۔

ادھر جرجیر نے تین ہزار ارمن فوج لے کر شرحبیل رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھی بھی پیچھے ہٹ گئے آپ رضی اللہ عنہ خود ڈٹے رہے اور ان کو بلاتے رہے کہ صبر کرو صبر کرو موت سے کہاں بھاگتے ہو؟ یہ سن کر مسلمان پھر لوٹ گئے اور ارمنی فوج پر بھرپور حملہ کر کے ان کو بھگا دیا شرحبیل رضی اللہ عنہ اپنے مورچے پر آکر ساتھیوں پر غصہ ہوئے کہ کیا قرآن نے بھاگنے کو حرام نہیں کہا ہے تم ان بغیر ختنہ کئے عجمیوں سے بھاگ گئے تم اس آیت کو بھول گئے (وَمَنْ يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِقِتَالٍ اَوْمُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِنَ اللّٰهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ)

اور کیا تم نے اس آیت کو نہیں پڑھا ہے:

(اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ) تم لوگ موت سے بھاگتے ہو جنت سے گریز کرتے ہو؟

ان حضرات نے فرمایا کہ یہ احد اور حنین کی طرح لغزش ہوئی ہے آپ معاف کریں اور

آئندہ کا لائحہ عمل ہم کو دے دیں۔ شرحبیل رضی اللہ عنہ نے ان کو دعا دی اور سب اپنے مورچوں میں بیٹھ گئے اب مسلمان اکٹھے ہو کر ہر طرف سے حملہ آور ہوئے شرحبیل، عمرو بن عاص، قیس بن ہبیرہ اور خالد بن ولید کی فوجوں نے ہر طرف سے مار مار کر رومیوں کو باہان ارمنی کے تخت تک بھگا دیا باہان اپنے تخت سے اتر کر بھاگنے لگا اور رومیوں کو چیخ چیخ کر لوٹنے کا کہا رومی پھر ٹھہر گئے مسلمانوں نے ان پر پھر حملہ کیا اس وقت ابو سفیان رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کے جنگی جھنڈے کے نیچے کھڑے تھے تمام اسلامی جرنیلوں نے رومیوں پر سختی کے ساتھ حملہ کیا کوئی چالیس ہزار مسلمان آٹھ سے دس لاکھ رومیوں کا مقابلہ کر رہے تھے رومیوں کی عادت تھی کہ ایک لاکھ تیر ایک ساتھ پھینکتے تھے جس سے سورج چھپ جاتا تھا مگر اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی حفاظت فرماتا تھا۔

(نوٹ: اس نقشہ کو دیکھنے کے لئے افغانستان کے معرکوں کو دیکھا جائے تو بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ یہاں بھی اللہ کی وہی حفاظت اور مدد مجاہدین کے شامل حال تھی اور ہے۔)

حضرت ذوالکلاع حمیری رضی اللہ عنہ کا ایک عجمی کافر سے مقابلہ

صاحب فتوح الشام فرماتے ہیں کہ رومیوں میں سے ایک گبرُو بڑے ٹھاٹھ باٹھ سے نکل آیا یہ ایک دیوہیکل شخص تھا اس نے میدان میں گھوڑا دوڑایا اور مقابل کا خواہاں ہوا مسلمانوں نے اس کا پہاڑ جیسا جسم دیکھا تو حیران رہ گئے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مسلمانو! اس سے گھبرانے کی ضرورت نہیں بہت سے لوگ جسم میں پہاڑ کی طرح ہوتے ہیں مگر ان کا دل چڑیا کا ہوتا ہے کون ہے جو اس کا مقابلہ کرے، ایک غلام مقابلہ کے لئے نکلا مگر اس کے مالک ذوالکلاع نے سوچا کہ میرے پاس گھوڑا اور نیزہ اچھا ہے اس کو واپس کر کے خود آگے بڑھا میدان کے دونوں شہسوار نیزہ بازی کے بہت ماہر تھے دیر تک نیزہ بازی ہوتی رہی یہاں تک کہ نیزوں سے شرارے اٹھنے لگے

دونوں کے بازو ست ہوگئے کچھ آرام کے بعد اب شمشیر زنی شروع ہوگئی ذوالکلاع رضی اللہ عنہ نے اس پر تلوار کا وار کیا مگر وار خالی گیا اور گبرُ و نے ایسا وار کیا کہ ذوالکلاع کو کاری زخم آیا آپ واپس آ گئے قوم حمیر کے لوگوں نے اپنے سردار کی خیریت معلوم کی آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں زخمی ہوگیا تو تم تو ٹھیک ہو مگر یاد رکھو اسلحہ کو استعمال کرو مگر اس پر بھروسہ مت کرو صرف ایک رب پر بھروسہ کرو میں نے غلام کے اسلحے کو کمتر سمجھ کر اپنے اسلحہ سے حملہ کیا تو یہ حالت ہوئی، قوم حمیر کا ایک شخص آگے آیا اور گبرو کا مقابلہ شروع کیا آپ رضی اللہ عنہ نے اس پر ایسا ہاتھ مارا کہ وہ نیزہ اس کے جسم سے آر پار نکل گیا اور گبرو نیچے گر کر جہنم رسید ہوگیا پھر ایک اور شخص آپ کے مقابلہ پر آیا آپ نے اس کو بھی قتل کیا تیسرا بھی آیا حمیری نے اس کو بھی جہنم رسید کیا پھر چوتھا دشمن آیا اور آپس کے ٹکراؤ کے بعد حمیری شہید ہوگیا مگر انصاری نے اس کے قاتل کو وہیں ڈھیر کر دیا رومیوں نے جب دیکھا کہ وہ بہادر جرنیل مارا گیا جو والئی نابلس تھا تو سب جرنیل گھبرا گئے مگر باہان نے ان کو تسلی دی اور راقم نے کہا:

لِلضَّرب وَالْحَربِ اَقْوامٌ لَها خُلِقُوْا وَلِلدَّاوا وِیْنِ احُسَّابٌ وَ کُتَّابٌ

یعنی جنگ کے لئے الگ لوگ پیدا کیے گئے ہیں اور دفاتر کے حساب کتاب کے لئے الگ لوگ ہیں

شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ اور والی لان کا مقابلہ

رومیوں کی طرف سے والئی لان نکل آیا جس کا نام مریوس تھا یہ شاہانہ زرہ اور شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ سے آگے بڑھا اور مقابل کا طالب ہوا، شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کاتب وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیار ہوکر نکل آئے آپ کے ہاتھ میں جھنڈا تھا آپ نے ایک شخص کو علم دیا اور فرمایا کہ اگر میں واپس آ گیا تو لے لوں گا ورنہ پھر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے حوالہ کر دو وہ کسی کو دے دیں گے آپ مندرجہ ذیل اشعار پڑھتے ہوئے دشمن کی طرف گئے۔

سَاَحْمِلُ فِی اللِّئَامِ بَنِی الْاَعَادِیْ
بِکُلِّ مُثَقَّفٍ لَدُنٍ حِدَادٖ
فَیَا بُؤْسٰی لِقَیْصَرَ یَوْمَ یَاتِی
وَجَمْعُ الرُّوْمِ شُرِّدَ فِی الْبِلَادِ

میں دشمنوں کی نالائق اولاد پر عنقریب حملہ کروں گا، سیدھے نرم اور تیز نیزے لے کر، قیصر روم جب آئے گا تو اس کے لئے سختی ہوگی جبکہ رومی لاؤلشکر شہروں میں بھاگا ہوا ہوگا۔

شرحبیل رضی اللہ عنہ کے اشعار حریف نے بھی سنے مگر وہ عربی کم جانتا تھا اس لئے پوچھا کہ اے عربی یہ تو نے کیا پڑھا آپ نے فرمایا یہ وہی کچھ ہے جو عرب بوقت لڑائی پڑھتے ہیں تاکہ شجاعت بھڑک اٹھے جذبہ موجزن ہوجائے اور جو کچھ ہمارے نبی نے ہم سے وعدہ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ نے وعدہ کیا ہے اس کا پورا کرنا آسان ہوجائے۔ اس نے پوچھا کہ نبی کی زبان پر اللہ نے کیا وعدہ کیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ زمین کے طول وعرض کو ہم فتح کریں گے اور شام فارس عراق خراسان کے ہم مالک ہوجائیں گے خزر اور لان پر ہمارا قبضہ ہوجائے گا اس نے کہا کہ اللہ ظالم کی مدد نہیں کرے گا تم لوگ ظلم کرتے ہو اور جس چیز کا تم کو حق نہیں وہ ہم سے مانگتے ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جہاد کا اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم دیا ہے یہ زمین اللہ کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے دینا چاہتا ہے دیتا ہے میرے خیال میں تم کچھ عربی جانتے ہو اس لئے صلیب کو چھوڑ کر دین اسلام قبول کرلو۔ اس نے کہا کہ یہ تو ناممکن ہے اور پھر اس نے صلیب کو بوسہ دینا چاہا کہ حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ نے اس پر حملہ کر دیا اس نے بھی حملہ کا جواب دیا دونوں محارب لڑنے لگے دونوں نے گھوڑوں کو چکر دیئے، دونوں فوجیں ان کا تماشا دیکھنے لگیں مسلمان شرحبیل رضی اللہ عنہ کے لئے دعا مانگ رہے تھے آپ رضی اللہ عنہ نے اندازہ لگایا

کہ حریف سخت شدید ہے تو آپ شکست خوردہ کی صورت بنا کر بھاگنے لگے دشمن نے تعاقب کیا جب خوب قابو میں آ گئے تو شرحبیل رضی اللہ عنہ نے فوراً مڑ کر حملہ کیا مگر وہ بچ گیا اور کہا کہ تو نے دھوکہ کیا آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا (اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ) اب پھر بجائے نیزہ بازی کے شمشیرزنی شروع ہوگئی دیر تک ایسا ہوتا رہا کہ تلواروں نے بھی جواب دے دیا اب دونوں آپس میں لپٹ گئے کشتی شروع ہوگئی قریب تھا کہ کافر آپ رضی اللہ عنہ کو زین سے نیچے گرادے اس نے آپ رضی اللہ عنہ کو سخت گرفت میں لیا تھا کہ ضرار بن ازور صبر نہ کر سکے اور پیچھے سے آ کر کافر کو نیزہ مارا وہ گر کر ہلاک ہوگیا شرحبیل رضی اللہ عنہ نے ان کا سامان لیا حضرت ضرار کا لوگوں نے شکریہ ادا کیا شرحبیل رضی اللہ عنہ کو مبارکباد دی، پھر مالِ غنیمت کے بارے میں ضرار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ میرا ہے کیونکہ میں نے مارا ہے شرحبیل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے مقابلہ میں تھا میں حقدار ہوں فیصلہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس گیا آپ رضی اللہ عنہ نے فرمان جاری کیا کہ سامان قاتل کو ملے گا چنانچہ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے لے لیا کسی نے شرحبیل رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ سامان کا کیا ہوا آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا (ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ)

والی لان کے قتل کے بعد رومی بہت غیظ میں آ گئے اور وہاں سے مقابلہ کے لئے ایک بہادر نکلا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کو ٹھنڈا کیا دوسرا آیا اسے بھی جہنم رسید کیا تیسرا آیا اس کو بھی مارا چوتھا آیا اس کو بھی قتل کیا اور سب کا سامان لے لیا اس کے بعد مسلمانوں نے آپ کو قسم دلا کر مقابلہ سے واپس کیا پھر والئی لان کا داماد آیا تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس کو موت کا مزہ چکھایا اور راقم الحروف نے تلذذاً کہا۔

خلق اللّٰہ للحروب رجالاً ورجالا لقصعة وثرید

خالد رضی اللہ عنہ نے اس کا سامان اتارا جو پندرہ ہزار کا نکلا، والحمد للہ علی ذالک۔

یوم التعویر اور اس کی وجہ تسمیہ

جنگ کا نواں مرحلہ

باہان کو جب اطلاع دی گئی تو وہ غصہ میں جل بھن گیا کہ ایک دن میں ہمارے دو بادشاہ قتل کر دیئے گئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مسیحؑ ہماری مدد نہیں کر رہا اس کے بعد انہوں نے حکم دیا کہ متفقہ طور سے مسلمانوں پر تیر چلایا جائے۔ چنانچہ رومیوں نے ایک ساتھ ایک لاکھ تیر چلا دیئے مسلمانوں پر اولوں کی طرح تیروں کی بارش ہو رہی تھی اور لوگ کثرت سے زخمی ہو رہے تھے حتیٰ کہ سات سو مسلمانوں کی ایک ایک آنکھ شہید ہو گئی اسی وجہ سے اس دن کا نام یوم التعویر رکھا گیا۔ اس دن ابوسفیان بن حرب، مغیرہ بن شعبہ، سعید بن زید تمیمی، اور راشد بن سعید رضی اللہ عنہ نے اللہ کے لئے ایک ایک آنکھ قربان کر دی، اس تیر اندازی کی وجہ سے مسلمان سخت پریشان ہو گئے چاروں طرف سے آوازیں آ رہی تھیں وَاعَیْنَاہُ، وَابَصَرَاہُ، وَاحَدَقَاہُ، افسوس ہماری آنکھیں جاتی رہیں مسلمان مضطرب ہو گئے حتی کہ گھوڑوں کو پیچھے کی طرف ہٹانا پڑا باہان نے جب یہ انتشار دیکھا تو اپنے آدمیوں کو اور تیز کر دیا انہوں نے تیروں میں اضافہ کر دیا جرجیر، قناطر اور قوریر نے مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہا مگر باہان نے ان کو روک دیا اور کہا کہ مسلمانوں کا بہتر علاج اسی تیر اندازی میں ہے اور اس میں مزید اضافہ کر دیا، مسلمانوں نے میدان چھوڑ دیا اور اپنے اپنے زخموں میں مشغول ہو گئے۔

حضرت عبادہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کو لوٹنے کی آواز دی مگر کوئی نہیں پلٹا پھر آپ رضی اللہ عنہ نے تمام مسلمانوں کو پکارا مگر کوئی سننے کے لئے تیار نہ تھا مسلمان لوٹتے لوٹتے عورتوں کے ٹیلہ تک پہنچ گئے اور سوائے عَلَم بردار اصحاب کے کوئی میدان میں نہیں رہا، میں نے کہا کہ اے لوگو جنت سے بھاگتے ہو اور دوزخ کی طرف جاتے ہو اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے، کچھ ننگ و عار کرو، کفار سے بھاگتے ہو؟ عبادہ فرماتے ہیں کہ میری آواز کسی نے

نہیں سنی اس کے بعد اللہ نے آسمان سے مدد نازل کی۔ عبداللہ بن قرط فرماتے ہیں کہ یرموک میں اس سے سخت معرکہ میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ ابوعبیدہ، شرحبیل، یزید بن ابی سفیان، ضرار بن ازور، فضل بن عباس، عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور دیگر سرداران اسلام نہایت بے جگری سے لڑ رہے تھے۔

یرموک میں خواتین کی جنگ

لڑائی برابر جاری تھی رومی مسلمانوں میں مل گئے تھے، مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ ہو چکا تھا جنگ کے شعلے بھڑک رہے تھے کہ عورتوں نے اپنے بچوں کو گود میں اٹھا کر مسلمانوں کے سامنے کیا اور گھوڑوں کو مار مار کر لوٹا دیا اور بعضوں نے مشرکین سے مقابلہ کیا اور بعضوں نے بھاگنے والے مسلمانوں کو مارنا شروع کر دیا حتیٰ کہ مسلمان پھر میدان کی طرف پلٹ گئے مردوں کی حمایت میں عورتیں بھی لڑ رہی تھیں کہ رومیوں نے عورتوں پر حملہ کیا جس سے لخم، جذام اور خولان کی عورتیں پسپا ہو گئیں مگر خولہ، ام حکیم، لبنیٰ اور سلمیٰ نے ان عورتوں کو ڈانٹا کہ ہمارے درمیان سے ہٹ جاؤ تم نے ہم کو بھی سست کر دیا، یہ سن کر یہ خواتین پھر لڑائی کی طرف لوٹ آئیں اور بے خوف وخطر لڑنے لگیں حضرت ہندہ، ام حکیم، خولہ برابر لڑ رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں کہ اے عربی ماؤں کے بیٹو! تم ان ناختنہ شدہ کافروں سے بھاگتے ہو آگے آؤ اور ان کو مارو۔ حضرت اسماء، بنت ابی بکر، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنا گھوڑا ملا کر برابر لڑ رہی تھیں اور ان عفت مآب باپردہ شریف ماؤں نے ایک دفعہ پھر ثابت کیا کہ عورتیں بھی اسلام کی سپاہی اور اسلام کی آبیاری میں یہ کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔ کاتب الحروف نے اپنے انداز میں کہا:

کہ دہ سړونہ خہ اونہ شوہ خو کہ اسلامہ جنگئی بہ دے گتینہ

یرموک میں حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کا زخمی ہونا

ابو عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رومیوں میں سے ایک کافر نے ہم پر حملہ کیا حضرت خولہ آگے بڑھیں اور تلوار سے اس پر وار کیا آپ کے ہاتھ سے تلوار گری اور کافر نے آپ پر وار کیا آپ کا سر زخمی ہو گیا اور آپ گر پڑیں حضرت عفیرہ رضی اللہ عنہا نے چلا کر کافر پر ایسا وار کیا کہ وہ جہنم رسید ہو گیا، عفیرہ نے زخمی خولہ رضی اللہ عنہا کو اٹھانے کی کوشش کی مگر وہ اسے نہ اٹھا سکیں خولہ کہہ رہی تھی کہ میرا خیال ہے کہ یہ میری آخری گھڑیاں ہیں اس لئے میرے بھائی ضرار رضی اللہ عنہ کو اطلاع کرو۔ عفیرہ نے کہا کہ اس کا کہاں پتہ چل سکتا ہے پھر چند خواتین خولہ رضی اللہ عنہا کو اٹھا کر خیمے تک لائیں۔ خولہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی کے لئے اس طرح دعا کی۔ (اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِی فِدَاءً لِاَخِیْ وَ لَاتَفْجَعْ بِهِ الْاِسْلَام) اے اللہ مجھے میرے بھائی کے عوض کر دیں اور ان کی وجہ سے اسلام کو کوئی درد نہ پہنچائیے۔

جب رات ہوئی حضرت ضرار رضی اللہ عنہ آئے تو دیکھا کہ خولہ ٹھیک ٹھاک ہیں اللہ نے بطور کرامت اس کا زخم ٹھیک کیا اور وہ اٹھ کر باقی خواتین کی خدمت کر رہی تھیں۔ سبحان اللہ! دن بھر لڑائی ہوتی رہی رات کے وقت دونوں فریق جدا ہو گئے یوم التعویر میں چالیس ہزار کفار موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے تھے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ لڑے تھے آپ کے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹ گئیں تھیں اس دن آپ کی لڑائی سو جوانوں کے برابر تھی اس دن بھاگنے والوں کو عورتیں اس طرح بھی نصیحت کرتی تھیں

(اَللّٰهَ اَللّٰهَ لَاتَغْمُرُوْا الْاِسْلَام بِھَزِیْمَتِکُمْ وَاتَّقُوْا رَبَّکُمُ اللّٰهَ)

خدا کے لئے اپنی شکست سے اسلام میں رخنہ نہ ڈالو اپنے رب سے ڈرو۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ سرخ عمامہ سر پر باندھے ہوئے حملہ کر رہے تھے آپ کے مقابلہ میں ایک رومی جرنیل آیا جس کا نام نسطور تھا دونوں میں شدید معرکہ ہوا عین معرکہ میں آپ نے گھوڑے کو آگے بڑھایا کہ گھوڑے کو ٹھوکر لگی گھوڑا گرا تو خالد رضی اللہ عنہ بھی گرے آپ

کے سر سے آپ کی ٹوپی وکلاہ بھی گر گئی نسطور نے فوراً آپ پر اسی حالت میں حملہ کر دیا آپ کی پشت زخمی ہوگئی، آپ نے آواز دی کہ میری ٹوپی مجھے دو، ایک مخزومی نے آ کر ٹوپی سر پر رکھ دی پوچھنے والے نے پوچھا کہ یہ اہتمام کیوں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کلاہ میں حضور علیہ السلام کے موئے مبارک ہیں جو میں نے حجۃ الوداع میں حاصل کئے تھے اسی کی برکت سے میں فتح حاصل کرتا ہوں ٹوپی سر پر رکھ کر آپ نے نسطور پر حملہ کیا اور کاری ضرب لگا کر اس کو واصل جہنم کیا باقی رومی گھبرا گئے اور ان میں ہزیمت پھیل گئی آپ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں تو کوئی نہ آیا مگر آپ ان کے میدان میں گھس کر خوب لڑے اور لڑتے لڑتے تھک گئے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے قسم دلا کر خالد رضی اللہ عنہ کو میدان سے واپس آنے اور آرام کا حکم دیا، ہزاروں کی تعداد میں رومی ڈھیر ہو چکے تھے اصحاب سلاسل یعنی زنجیروں والے یا تو مارے گئے یا گھوڑوں کے سموں تلے دب گئے تھے دونوں طرف سے کافی زخمی تھے مسلمانوں کی مرہم پٹی عورتوں نے کی، کھانا پکایا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ایک جماعت کو لے کر پوری رات پہرہ خود دیتے رہے کیونکہ عام مسلمان تھکے ہوئے تھے رات کو تاریکی میں زبیر رضی اللہ عنہ بمعہ اپنی زوجہ محترمہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بھی پہرہ دے رہے تھے جس کو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے دیکھ کر تعجب کیا اور دعائیں دیں، کسی نے سچ کہا:

چلی ہے لے کے وطن کے نقار خانے سے
شہادتوں کی تمنا کشاں کشاں مجھ کو

رومیوں کا ندی میں ڈوب جانا

جنگ کا دسواں مرحلہ

رومی لشکر نے ابو الجعید نامی شخص پر ظلم کیا یہ شخص عیسائی تھا اس کی بیوی کو جبراً اغوا کیا پھر واپس لا کر چھوڑ دیا عورت نے بددعائیں دیں تو رومی لشکر نے ان کے بیٹے کو قتل کر دیا۔

عورت بیٹے کے سر کو لے کر رومی لشکر کے سردار کے پاس گئی مگر کوئی شنوائی نہ ہوئی۔ ابو الجعید کو انتہائی غم ہوا اور شدید غصہ آیا اس نے آکر مسلمانوں سے مصالحت کی اور کہا کہ اے خالد! آپ کے مقابلہ میں جو لشکر پڑا ہوا ہے وہ اتنا شدید ہے کہ اگر باندھ کر بھی آپ اسے قتل کرنا شروع کریں تو بھی ممکن نہیں ہاں میں ایک حیلہ کرتا ہوں میرے معاہدہ کا ان کو پتہ نہیں ہے میرے اس حیلہ سے ان کے اکثر لوگ ہلاک ہو جائیں گے اس وقت ندی کے ایک جانب مسلمان تھے دوسری جانب رومی تھے۔ رومیوں کو اس ندی کی گہرائی کا پتہ نہیں تھا ابو الجعید نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ آپ اپنے لشکر میں دس ہزار جگہ آگ جلوا دیں اور مجھے پانچ سو بہادر دے دیں اور بس! مسلمانوں نے ایسا کیا یہ شخص پانچ سو بہادران اسلام کو لے کر جن کی کمان حضرت ضرار رضی اللہ عنہ و عبدالرحمٰن بن صدیق رضی اللہ عنہ جیسے شیر کر رہے تھے اس ندی کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ وہ فلاں گھاٹ ہے جو پوشیدہ جگہ ہے آپ لوگ رومیوں پر حملہ کر کے پھر اس گھاٹ میں آکر چھپ جاؤ پھر میں جانوں اور رومی جانیں مسلمانوں نے رومیوں پر حملہ کر دیا اور پھر بھاگ کر اس گھاٹ کی طرف آگئے ابو الجعید نے چلّانا شروع کر دیا کہ اے رومیو! اس شکست خوردہ مسلمانوں کا تعاقب کرو ان لوگوں نے وہاں آگ روشن کی ہے اور تمہارے ساتھ جنگ کے لئے تیار ہیں ان مختصر حملہ آوروں کو ختم کرو رومیوں نے ان کا تعاقب کیا کوئی سوار تھا کوئی پیدل سب دوڑ پڑے ابو الجعید آگے آگے جا رہا تھا جب اس گھاٹ کے قریب پہنچے تو اس نے کہا کہ اس میں اتر کر پار نکلو، رات کا وقت تھا جلدی تھی ان کو علم نہیں تھا کہ پانی گہرا ہے بس اترتے گئے اور ڈوبتے گئے اور ہزاروں آدمی اسی جگہ ہلاک ہو گئے اس ندی کا نام مسلمانوں نے ناقوصہ رکھا ہے یعنی رومی لشکر جس کی وجہ سے ناقص اور کم ہو گیا۔

صبح کو رومیوں نے پوچھا یہ چکر ہم کو کس نے دیا بعض نے کہا اسی شخص نے جس کی عورت سے تم نے زنا کیا تھا جب باہان کو اطلاع ہوئی تو اس نے یقین کر لیا کہ اب

میری موت یقینی ہے، باہان نے آج کی جنگ ملتوی کرنے کی درخواست کی حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس سے انکار کیا اور فرمایا کہ ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ جنگ کو ملتوی کریں ہمیں جلدی ہے ہم تاخیر نہیں کر سکتے۔

باہان نے تیاری کی اور جرجیر میدان میں آ کر مقابل کا خواہاں ہوا اور کہا کہ صرف مسلمانوں کا امیر میرے مقابلہ پر آئے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ تیار ہو گئے حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے آپ کو جانے سے منع کیا اور خود جانے کا کہا مگر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نہ مانے اور خود میدان میں اتر آئے اور جنگی نشان حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دے دیا، مسلمانوں کو آپ کا جانا ناگوار گذرا جرجیر نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے کہا تم ہی اس لشکر کے امیر ہو؟ آپ نے فرمایا ہاں مجھے تم نے بلایا ہے میں تجھے قتل کروں گا اور پھر باہان کو بھی قتل کروں گا اور اس میدان میں تم شکست کھاؤ گے۔ جرجیر نے کہا کہ صلیب کی امت تم پر غالب آئے گی یہ کہہ کر اس نے حملہ کیا۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے جوابی حملہ کیا کچھ دیر تک مقابلہ ہوتا رہا کہ جرجیر ایک دم بھاگا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کا تعاقب کیا اس نے ایک دم پلٹ کر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ پر وار کیا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ایسا وار کیا کہ کافر ڈھیر ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ وہیں پر کھڑے تھے اس کی لاش کو دیکھ رہے تھے اور عظیم الجثہ ہونے پر تعجب کر رہے تھے خالد رضی اللہ عنہ اور مسلمانوں نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو قسمیں دلا کر واپس کیا مسلمان خوش ہوئے اور کاتب الحروف نے کہا:

من عهد عادٍ كان معروفاً لنا   اسر الملوک وقتلها وقتالها

جرجیر کے قتل پر باہان نے چاہا کہ بھاگ جائے مگر ہرقل سے ڈر گیا پھر باہان نے فیصلہ کیا کہ اب مقابلہ کے لئے میں خود نکلتا ہوں یا مرجاؤں گا یا بدلہ لے لوں گا مگر ایک سردار نے اُس کو منع کیا اور کہا کہ یہ بدلہ میرے ذمہ ہے آپ نہ جائیں وہ شخص جرجیر کی طرح مشہور بہادر تھا اس کا نام جرجیس تھا یہ مسلح ہو کر مقابلہ کے لئے نکل آیا بڑی دھوم دھام اور نہایت اہتمام سے راہبوں نے اس کو رخصت کیا یہ شخص قوی الہیکل عظیم الجسم اور بڑے ڈیل ڈول کا مالک تھا اور اتنا مسلح تھا کہ گویا مکمل اسلحہ ہے حضرت ضرار رضی اللہ عنہ اس

کے مقابلہ کے لئے نکل آئے جب قریب سے دیکھا تو نادم ہوئے اور توقف کیا پھر دل میں کہا کہ اگر ان کی موت آئی ہے تو یہ ساز وسامان اس کو نہیں بچا سکتا پھر حضرت ضرار رضی اللہ عنہ واپس آ گئے۔ مسلمانوں نے تعجب کیا کہ ضرار تو کسی سے پیچھے نہیں ہٹے تھے بعض نے کہا کہ اے ضرار واپس آ گئے بعض نے کہا کہ اے ضرار! اس کافر سے بھاگ کر واپس آ گئے ہو آپ نے کسی سے بات نہیں کی اور سیدھا خیمہ جا کر کپڑے اتارے اور صرف ایک ازار بند میں باہر آ گئے اور مسلح ہو کر تلوار نیزہ ڈھال، تیر کمان لیا جب دوڑے دوڑے میدان میں پہنچے تو حضرت مالک نخعی رضی اللہ عنہ پہلے پہنچ گئے تھے۔ حضرت مالک رضی اللہ عنہ طویل قد وقامت کے مالک تھے آپ نے اس کافر کو اس طرح خطاب کیا:

"تَقَدَّمْ یَاعَدُوَّ اللّٰهِ، یَاعُبَّادَ الصَّلِیْب، اِلَی الرَّجُلِ النَّجِیْبِ نَاصِرُ مُحَمَّدِنِ الْحَبِیْب"

اللہ کے دشمن صلیب کے بچاری! محمد عربی کی مدد کرنے والے شریف زادے کے مقابلہ کے لئے آگے آؤ۔

حضرت مالک رضی اللہ عنہ کے اس خطاب سے جرجیس کے دل میں رعب بیٹھ گیا میدان میں کھڑا تھا حضرت مالک رضی اللہ عنہ نے نیزہ مارنا چاہا مگر لوہے میں غرق ہونے کی وجہ سے کوئی مارنے کی جگہ نہیں تھی آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے گھوڑے کو نیزہ مارا گھوڑا گر گیا کافر زنجیروں سے جکڑا ہوا تھا حضرت ضرار رضی اللہ عنہ خوبصورت ہرن کی طرح چوکڑی بھرتے ہوئے وہاں پہنچے، تلوار کی ضرب سے اس کے سر کے دو ٹکڑے کر دیئے اور اس کا سارا سامان اتار لیا۔

مالک رضی اللہ عنہ: ضرار! میرے شکار میں شریک ہو گئے؟

ضرار رضی اللہ عنہ: نہیں بھائی میں ہی شکار کا مالک ہوں۔

مالک رضی اللہ عنہ: وہ کیسے، گھوڑا تو میں نے گرایا تھا؟

ضرار رضی اللہ عنہ: رُبَّ ساعٍ، لِقَاعِدُ اَکَلَ غَیْرَ حَامِدٍ. بسا اوقات دوڑنے والے کا حصہ

بیٹھنے والا ہڑپ کر جاتا ہے۔

مالک رضی اللہ عنہ: ہنس کر بولے لے لو تجھے مبارک۔

ضرار رضی اللہ عنہ: میں مذاق کر رہا تھا بخدا کچھ نہیں لوں گا یہ آپ کا ہے اور پھر سارا سامان کندھے پر لاد کر مالک نخعی رضی اللہ عنہ کے خیمے میں لا کر رکھ دیا تو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں ایسے لوگ بھی ہیں جو صرف اللہ کی رضا کے لئے لڑتے ہیں اور مال کی پرواہ نہیں کرتے ہیں۔

جرجیس کے قتل پر باہان کا بازو ٹوٹ گیا اس نے اپنی قوم کو آواز دی، اے بادشاہ کے مقربو! تم بادشاہ تک میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ میں نے اپنے دین کی حمایت اور بادشاہ کی اعانت میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی بادشاہ کی نعمتوں کا پورا بدلہ ادا کیا مگر میں آسمان کے رب پر غالب نہیں آسکتا ہوں دراصل اسی رب نے عربوں کو ہم پر مسلط کیا ہے اور وہی مدد کر رہا ہے کسی نے سچ کہا۔

مٹا سکتی ہے کیا اسکو زمانہ کی کوئی طاقت
نہ کرتا ہو کبھی جو بھول کر بھی موت کی پرواہ

باہان کا قتل ہو جانا

جنگ کا گیارہواں مرحلہ

اب باہان نے کہا کہ عار کو دھونے کے لئے اور بادشاہ کے غصّہ سے بچنے کے لئے اور عزت کے حصول کے لئے میں خود جنگ میں جاتا ہوں یا مر جاؤں گا تو معذور سمجھا جاؤں گا یا غالب آجاؤں گا تو ہرقل کے سامنے سرخرو ہو جاؤں گا۔

سرداروں نے اسے روکنے کی کوشش کی راہبوں نے اس کو منع کیا مگر وہ باز نہ آیا اور چاروں کنیسوں کی قسم اٹھا کر جانے پر اصرار کیا تب راہبوں نے اس کو دھونی دی دعائیں کیں باہان نے صلیب کو بیٹے کے حوالہ کیا اور خود نہایت آراستہ پیراستہ اور مسلح

تام ہو کر میدان میں نکل آیا اور مقابل کا خواہاں ہوا مسلمانوں کو ڈرانے کے لئے بار بار اپنا نام لے رہا تھا باہان آ گیا ہے، آ گیا باہان آ گیا، سونے کا ایک گرز ہاتھ میں تھا مسلمانوں کے لشکر سے ایک نوعمر لڑکا مقابلہ کے لئے نکلا مگر باہان نے اسے گرز مار کر شہید کر دیا تو اس نے اُنگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ جوان قبیلۂ دوس کا تھا اور حوران بہشتی کو دیکھ کر اس نے اشارہ کیا تھا اب تو باہان شیر ہو گیا تھا اور ''هَلْ مِنْ مُبَارِزٍ'' کا نعرہ لگا رہا تھا محمدی کچھار کے جوان بے تاب ہو کر دوڑے اور ہر ایک کی زبان پر تھا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ قَتْلَهٗ عَلٰى يَدِىْ، الٰہی اس کو میرے ہاتھ سے قتل کرا دے۔

حضرت مالک نخعی رضی اللہ عنہ اس کے پاس گئے اور فرمایا، عجمی کافر! غرور مت کر، ہم شہادت کے شوق میں ہیں اگر تو بھی اس شہید جوان کے پڑوس میں جانا چاہتا ہے تو پھر مسلمان ہو جا ورنہ جزیہ ادا کر ورنہ میری تلوار اور تیرا سر۔

باہان: کیا تم خالد بن ولید ہو۔

مالک رضی اللہ عنہ**:** نہیں میں مالک نخعی صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔

باہان نے فوراً آپ پر حملہ کر دیا دونوں طرف سے سخت لڑائی ہونے لگی یہ ملعون سخت جنگجو اور بہادر تھا اس نے مالک رضی اللہ عنہ کے سر پر گرز مارا جس سے خود سر میں گھس گیا اور آبرو کی ہڈی ٹیڑھی ہو گئی اسی وجہ سے آپ کے نام کے ساتھ لفظ اُشتر لگا ہوا ہے آپ رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ واپس ہو جائیں مگر پھر خیال آیا کہ اللہ ضرور مدد کرے گا آپ کے چہرے پر خون فوارہ کی طرح گر رہا تھا مگر آپ پلٹے اور باہان پر سخت حملہ کیا جس سے باہان کچھ زخمی ہو گیا مگر فوراً بھاگ کر اپنے لشکر میں گھس گیا حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مسلمانو! بس اب وقت ہے ان کفار پر ایک ساتھ حملہ کر دو چنانچہ مسلمانوں نے عقابوں کی طرح ان پر حملہ کر دیا ادھر آفتاب غروب ہونے لگا ادھر مسلمان طلوع ہونے لگے رومیوں نے کچھ وقت تک مقابلہ کیا مگر پھر بھاگ کھڑے ہوئے اور اس طرح

بھاگے کہ پہاڑ سے ٹکرا کر مر گئے، مسلمان ان کے تعاقب میں تھے یا قتل کر رہے تھے یا قید کر رہے تھے حتیٰ کہ ایک لاکھ ہلاک ہو گئے اور چالیس ہزار قید ہو گئے۔ مسلمان ان کے تعاقب میں برابر بڑھ رہے تھے تب ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمان جاری کیا کہ واپس آجاؤ چنانچہ بے تحاشا مال غنیمت جمع کر کے مسلمان واپس آ گئے باہان کے ساتھ رومیوں کا پتہ نہ چل سکا کہ کدھر کو بھاگ گئے ندی میں جو ڈوبے تھے وہ بے شمار تھے مسلمانوں نے وہ رات نہایت خوشی میں گذاری صبح جب جانبازانِ اسلام کو گنا گیا تو چار ہزار مسلمان شہید ہو چکے تھے مسلمان پھر پھیل گئے کہ باہان کا پتہ چلے ایک چرواہے نے بتایا کہ چالیس ہزار آدمیوں کے ساتھ اس طرف بھاگا ہے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر جرار لے کر اس کا تعاقب کیا اور دمشق کے قریب اس کو جا لیا تکبیر کا نعرۂ مستانہ بلند ہوا اور مقتل عظیم برپا ہو گیا باہان جان بچانے کے لئے پا پیادہ ہو گیا مگر محمدی کچھار کا ایک شیر موت کا فرشتہ بن کر اس پر ٹوٹ پڑا اور تلوار کی ایک ہی ضرب سے اس کو واصل جہنم کیا۔ بعض نے کہا کہ یہ صحابی نعمان رضی اللہ عنہ تھے بعض نے کہا کہ حضرت عاصم بن خوال تھے یہی راجح ہے۔ بہر حال باہان قتل ہوا اور راقم نے کہا ؎

من عهد عادٍ كان معروفالنا
اسر الملوك وقتلها وقتالها

خلق الله للحروب رجالاً
ورجالاً لقصعة وثريد

هُم الجبالُ فَسَلُهُم عَنُ مَصَادِمِهِم
مَاذارأى مِنهُم فِى كُلِّ مُصطَدَم

اس کے بعد افواج اسلام سب مل کر دمشق میں قیام پذیر ہوئے اور وہاں سے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے نام خط لکھا خط میں یرموک کا پورا واقعہ درج کیا اور روانہ کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خط پڑھ کر سجدۂ شکر ادا کیا اور پھر مسلمانوں کو سنایا مدینہ

منورہ میں نعرۂ تکبیر کی صدائیں بلند ہوئیں یہ واقعہ ۱۵ ہجری کو پیش آیا۔ والحمد للہ علی ذالک

تبصرہ

ان تمام واقعات سے قارئین کو اندازہ ہوا ہوگا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا طریقہ کیا تھا اور حضور علیہ السلام نے ان کو کیا طریقہ دیا تھا اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کون سے طریقے کو خونِ جگر سے زندہ رکھا نبی کے طریقوں کا دعویٰ کرنا آسان ہے مگر عملی میدان میں کچھ کر کے دکھائے تو پھر ایک بات ہے

دوسری بات یہ سمجھ میں آگئی کہ صحابہ کرام کے جسم لوہے کے نہیں تھے وہ شہید بھی ہوتے تھے اور زخمی بھی اور ان کی قربانی آپ نے دیکھ لی کہ یرموک کے اس آخری معرکہ میں چار ہزار شہید ہوگئے ہیں کیا ہم نے بھی کبھی شہادت کی تمنا کی ہے یا شہادت کا راستہ اپنایا ہے یا کسی شہید کی زیارت کی ہے یا شہادت کی ترغیب دی ہے؟ اگر نہیں تو پھر یہ کہنا کہاں تک درست ہے کہ ہمارا کام صحابہ والا کام ہے؟

تیسری بات یہ سمجھ میں آگئی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے اعمال سو فیصد صحیح تھے مگر آپ نے دیکھا کہ کوئی شہر بغیر جہاد اور تلوار اٹھانے کے فتح نہیں ہوا، پھر آج ہمارے سامنے دنیا کیسے رام ہو جائے گی؟ جو یہ کہا جاتا ہے کہ اعمال درست کرلو تو حکومتیں خود بخود ٹوٹ جائیں گی نیز گستاخی معاف یہ جہاد بھی تو عمل ہے کیا اعمال سے جہاد خارج ہے؟ جہاد بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے اس کے زندہ کرنے کی بھی فکر ہونی چاہیئے صرف کھانے پینے چلنے پھرنے سونے جاگنے کے طریقوں کے زندہ کرنے پر انحصار کرنا مناسب نہیں ہے۔

چوتھی بات یہ سمجھ میں آگئی کہ صحابہ کرام نے میدان میں جا کر دعوت دی ہے، تلوار ہاتھ میں ہے، گھوڑے پر سوار ہیں نیزہ تیار ہے اور اسلام کی دعوت دی جا رہی ہے۔

اس نقشہ کو مٹا بھلا کر ایک دوسرے نقشہ کو سامنے رکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کارناموں کو اس دوسرے نقشہ سے مختص کرنا یا اس کو اس پر چسپاں کرنا اور عوام کے ذہنوں میں وہی نقشہ بٹھانا انتہائی خطرناک ہے جہاد ایک اصطلاحی لفظ ہے اس کا ایک اپنا مفہوم ہے اور کُل کے درجے میں ہے دعوت اس کے ضمن میں بطور جزء داخل ہے۔

پانچویں بات یہ سامنے آگئی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے وقت میں کسی شہر یا علاقہ کا فتح ہونا باعث مسرت وخوشی تھا تب ہی تو فتح کی خوشخبری اہتمام کے ساتھ بھیجی جاتی تھی اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ سجدۂ شکر ادا کرتے تھے اور تمام مسلمان خوش ہوتے تھے اور اس اشتیاق کا ذکر قرآن نے اس طرح کیا ہے۔ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ لہٰذا یہ کہنا کہ صحابہ کرام کو فاتح مت کہو فاتح کہنا ان کے حق میں گھٹیا بات ہوگی فاتح قوم سے مفتوح قوم کو نفرت ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم فتح کے لئے نہیں آئے ہیں، ہم لڑنے والے نہیں ہیں ان حضرات کی اس قسم کی باتیں انتہائی خطرناک ہیں اس سے کفر مضبوط ہوتا ہے اور اسلام کمزور ہوتا ہے اور عوام کے ذہنوں سے جہاد کی اہمیت نکل جاتی ہے (مؤلف)

ایک شاعر نے کہا۔

يَا أُمَّتِي وَجَبَ الْجِهَادُ فَشَمِّرِي
فَالْمَوْتُ فِي سَاحِ الْبُطُولَةِ أَرْوَعُ

اے میری قوم جہاد فرض ہوگیا ہے تیار ہو جاؤ
بہادری کے میدان میں موت شاندار ہوتی ہے

وَإِذَا أَرَادَتْ أُمَّةٌ نَيْلَ الْعُلٰى
ضَحَّتْ وَلَوْ أَكْبَادُهَا تَتَقَطَّعُ

جب کوئی قوم بلندی چاہتی ہے تو قربانی دیتی ہے
اگرچہ جگر کے ٹکڑے ہو جائیں

فتح بیت المقدس

جنگ کا پہلا مرحلہ

ذوالکلاع حمیری رضی اللہ عنہ نے مدینہ سے نکلتے وقت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے جو اشعار پڑھے تھے ان میں سے ایک شعر یہ ہے:

دِمَشقٌ لَنَا دُونَ النَّاسِ اَجْمَعِهِمْ
وَسَاكِنِيهَا فَاهُوِيهِمْ اِلَى العَطَبِ

ترجمہ: دمشق ہمارا ہے اس پر کسی کا حق نہیں ہے اور وہاں کے رہنے والوں کو میں تباہ و برباد کروں گا۔

مہماتِ شام کے ابتدائی منظر اور دمشق کے احوال اور بیچ کے تمام واقعات کو اس شعر کی روشنی میں دیکھ کر ہر عقلمند، صحابہ کرام کی بلند ہمتی، عزمِ مصمم اور دین اسلام کے لئے قربانی اور جہاد سے تعلق کو معلوم کر سکتا ہے۔ (مؤلف)

امام المغازیؒ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں نے دمشق میں ایک ماہ قیام فرمایا پھر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے افواج اسلامیہ کے کمانڈروں کو جمع کر کے اگلی مہم کے لئے مشورہ لیا کہ کس طرف جانا چاہئے سب کی رائے تھی کہ قیساریہ یا بیت المقدس پر فوج کشی ہونی چاہیئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں میں ایک کے انتخاب کا پوچھا تو معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بہتر ہوگا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے رائے معلوم کی جائے۔ چنانچہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے یہ خط لکھا:

السلام علیکم: میرا ارادہ قیساریہ یا بیت المقدس کی طرف جانے کا ہے۔ جناب کے حکم کا منتظر ہوں۔" والسلام

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا تو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس کا مشورہ دیا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے نام خط میں اس طرح فرمایا:

''تمہارا خط پہنچا، تم نے جو یہ مشورہ طلب کیا ہے کہ میں کس طرف رخ کروں، اس کے متعلق علی مرتضٰی نے بیت المقدس پر فوج کشی کا مشورہ دیا ہے۔'' والسلام

مسلمانوں نے جب بیت المقدس کا سنا تو بہت خوش ہو گئے۔

ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو بلا کر ان کو پانچ ہزار لشکر دیا اور اس کو شہر ایلیاء کی طرف روانہ کیا ان کا جنگی نشان سرخ تھا۔ پھر آپ نے شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کاتب وحی کو سیاہ نشان عطا کیا اور پانچ ہزار لشکر دے کر روانہ کیا اور فرمایا کہ تم اپنی فوج کو یزید بن ابی سفیان کی فوج سے علیحدہ رکھو، تیسرا سفید نشان آپ نے مرقال بن ہاشم رضی اللہ عنہ کو دیا اور پانچ ہزار کا لشکر دے کر روانہ کیا اور فرمایا کہ اپنی فوج کو الگ رکھو۔ چوتھا پرچم آپ نے مسیّب بن نجبہ الفزاری کو دیا اور پانچ ہزار کا لشکر دے کر روانہ کیا، پانچواں نشان آپ نے قیس بن ہبیرۃ مرادی رضی اللہ عنہ کو دے کر پانچ ہزار لشکر کے ساتھ ان کو روانہ کیا۔ چھٹا نشان آپ نے عروہ بن مہلہل رضی اللہ عنہ کو دیا اور پانچ ہزار کا لشکر دے کر روانہ کیا۔ یہ کل ۳۰ ہزار کا لشکر تھا، ہر روز ایک جرنیل پانچ ہزار لشکر کے ساتھ بیت المقدس کے سامنے ظاہر ہو کر آتا تھا تا کہ ان لوگوں پر رعب بیٹھ جائے۔ نعرۂ تکبیر سے کوہ و میدان گونج اٹھے اہل بیت المقدس سخت گھبرا جاتے تھے مگر شہر پناہ پر چڑھ کر مورچوں کو مضبوط کرتے تھے چنانچہ انہوں نے منجنیقوں کو درست کیا اور مکمل انتظام کر لیا گیا۔ مسلمان تین دن تک وہاں پڑے رہے مگر رومیوں میں سے کسی شخص نے کوئی مذاکرات نہیں کیئے بلکہ بات تک نہ کی۔

حضرت مسیّب بن نجبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شام کے شہروں میں بیت المقدس ایسا شہر تھا جس کی شان و شوکت تکلفات اور ساز و سامان بہت زیادہ تھا اور پھر وہ لوگ ہم سے مرعوب بھی نہیں ہو رہے تھے ان کے خیال میں ہماری جمعیت کم تھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان کو دعوت الی الاسلام دینی چاہیئے چنانچہ وہ آگے بڑھے اور بذریعہ ترجمان کلمۂ توحید

کی طرف ان کو بلایا ترجمان نے پادری کو کہا یہ امیر الجیش ہیں یہ اسلام کی دعوت دیتے ہیں، ورنہ جزیہ، ورنہ تلوار، پادری نے یہ پیغام اہل بیت المقدس تک پہنچایا تو سب نے کلماتِ کفر بکے اور انکار کیا ترجمان نے یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو آگاہ کیا تو آپ نے صحابہ سے مشورہ کیا کہ چڑھائی کس طرح کریں بعض نے رائے دی کہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے اجازت اور جنگ کا مشورہ ضروری ہے کیونکہ ہم تو صرف ان سے پہلے یہاں محاصرہ کے لئے آئے ہیں۔ حضرت یزید رضی اللہ عنہ نے خط لکھا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ بغیر تاخیر کے حملہ شروع کر دو اور خط کے پیچھے میں بھی آرہا ہوں صحابہ بہت خوش ہوئے وہ رات ختم نہیں ہو رہی تھی سب بے تاب تھے کہ کب صبح ہو اور ہم بیت المقدس پر حملہ کریں ہر صحابی رضی اللہ عنہ چاہتا تھا کہ فتح بیت المقدس کا اعزاز مجھے مل جائے فجر کی نماز میں اتفاقاً ہر جرنیل نے یہ آیت پڑھی:

"یَاقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِی کَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰی اَدْبَارِکُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خَاسِرِیْنَ۔"

ترجمہ: اے قوم ارض مقدس میں داخل ہو جاؤ جو تمہارے لئے اللہ تعالیٰ نے لکھ دی ہے اور پیٹھ دکھا کر الٹے پاؤں نہ پھرو ورنہ خسران میں پڑ جاؤ گے۔

بیت المقدس کے تیر اندازوں کا حملہ

جنگ کا دوسرا مرحلہ

صبح کے وقت مسلمانوں نے حملہ شروع کیا رومیوں نے مسلمانوں پر تیروں کی بارش کر دی فصیل سے جراد منتشر کی طرح مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے مسلمانوں نے ان کے تیروں کو ڈھالوں پر لیا صبح سے غروب آفتاب تک شدید لڑائی جاری تھی مگر بیت المقدس والے اطمینان سے لڑ رہے تھے اور ان پر مطلق رعب نہیں پڑا تھا دس دن تک

مسلمانوں نے اسی طرح بلاناغہ لڑائی جاری رکھی رومی بجائے غم کے خوش ہو رہے تھے اتنے میں ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ شیرانِ اسلام کے ساتھ رونما ہوئے خالد بن ولید، ضرار بن ازور اور خواتین اسلام اور مالِ غنیمت کا سامان ساتھ تھا، پورا علاقہ تسبیح وتہلیل اور تکبیروں سے گونج رہا تھا اب بیت المقدس والوں پر رعب طاری ہوگیا ایک بڑے کنیسہ میں جس کا نام قمامہ تھا سب بہادر جمع ہوگئے اور پوپ لاٹ پادری سے کہنے لگے کہ یہ جو شور ہو رہا ہے یہ مسلمانوں کا لشکر ہے یہ سن کر لاٹ پادری گھبرا گیا بہادروں نے وجہ پوچھی تو کہنے لگا اگر اس لشکر میں مسلمانوں کے امیر عمر ہیں تو پھر تمہاری موت آگئی ہے کیونکہ میں نے سابقہ کتابوں میں پڑھا ہے کہ زمین کے طول وعرض کو فتح کرنے والا ایک گندم گوں سیاہ آنکھوں والا شخص ہوگا جو نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہوگا، اور اس کا نام عمر ہوگا میں خود جا کر دیکھتا ہوں۔

چنانچہ دوسرے پادری اور بشپ ان کے ساتھ ہوکر گئے اور کچھ وقت کے لئے لڑائی رکوا کر امیر المسلمین کو دیکھنے کی کوشش کی، لاٹ پادری نے جب دیکھا کہ عمر رضی اللہ عنہ نہیں ہے بلکہ امیر الجیش ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ہیں تو وہ نہایت خوش ہوا اور کہا کہ مبارک ہو یہ شخص بیت المقدس فتح کرنے والا نہیں ہے جاؤ اور ان سے لڑو چنانچہ رومی لڑائی میں پھر تیز ہوگئے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے خالد رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ پوپ سے کیا گفتگو ہوئی آپ نے فرمایا کہ اس شیطان نے صرف مجھے دیکھا اور ایک بات بھی نہیں کی اور خوش ہوکر واپس گیا حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس میں کوئی راز ہوگا، مسلمان بھی لڑنے میں مشغول ہوگئے اب مسلمانوں نے اور بالخصوص یمن کے تیراندازوں نے اس طرح تیر چلائے کہ رومی بارش کے قطروں کی طرح فصیل سے نیچے گر رہے تھے کیونکہ رومی اس دفعہ زیادہ احتیاط نہیں کر رہے تھے حضرت ضرار رضی اللہ عنہ اللہ کی رضا جوئی کے لئے اس طرح تیر چلا رہے تھے کہ مسلمان حیران تھے فصیل پر ایک محفوظ تنومند اور دور کھڑے ایک سردار کو آپ نے نشانہ بنایا اور اس کو ایسا تیر لگا کہ وہ وہیں ڈھیر ہوگیا جس سے

رومی رونے چیخنے لگے مسلمانوں نے بیت المقدس کا چار ماہ تک محاصرہ کئے رکھا اس کے بعد اہل بیت المقدس تنگ آ گئے اور اسی لاٹ پادری کے پاس پھر جمع ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہم نے مسلمانوں کو معمولی خیال کیا تھا مگر اب معاملہ سخت ہو گیا وہ لوگ ہم سے زیادہ لڑائی کے خواہشمند معلوم ہوتے ہیں اس لئے اب آپ ان سے جا کر گفتگو کریں اگر ان کا مطالبہ معمولی اور ماننے کے قابل ہے تو مان لیا جائے ورنہ دل توڑ کر لڑیں گے۔ پوپ نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یاد رکھو یہ مقدس شہر ہے جو بری نیت سے یہاں آتا ہے ہلاک ہو جاتا ہے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں یہ شہر واقعی مقدس ہے کیونکہ اسی شہر سے ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آسمانوں پر معراج کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ یہاں انبیاء کرام مدفون ہیں ہم اس کا محاصرہ اس وقت تک جاری رکھیں گے جب تک یہ فتح نہیں ہوتا۔ پوپ نے کہا کہ تم چاہتے کیا ہو؟ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا کلمۂ توحید یا جزیہ یا تلوار۔ پوپ نے کہا کہ مسیح کی قسم! اگر تم بیس سال تک محاصرہ کئے رکھو تب بھی اس شہر کو فتح نہیں کر سکتے ہو اس کا فاتح ایک شخص ہے جن کی صفات ہماری کتابوں میں مذکور ہیں اور ان کا نام عمر ہے لقب فاروق ہے اور اللہ کے کاموں میں نہایت سخت ہیں ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ہنس پڑے اور فرمایا خدا کی قسم! ہم نے اس شہر کو فتح کر لیا وہ شخص ہمارا امیر ہے۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ واپس آ گئے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خط لکھنا چاہا کہ وہ شام آ جائیں۔ شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کچھ صبر کریں میں خالد رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس بھیجتا ہوں، چنانچہ خالد رضی اللہ عنہ پوپ کے پاس گئے آپ عمر رضی اللہ عنہ کے زیادہ مشابہ تھے کہنے والے نے کہا یہ ہمارے امیر المومنین ہیں، پوپ نے جب خوب غور سے دیکھا تو کہا یہ شخص اس کے مشابہ ہے مگر وہ نہیں ہے ہم سے دھوکہ مت کرو، ہم ان کے نسب حتیٰ کہ زندگی اور عمر تک کو جانتے ہیں اور وہی شخص فاتح بیت المقدس ہو سکتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیت المقدس میں آنا

جنگ کا تیسرا مرحلہ

ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نام خط روانہ کیا جس کے چند الفاظ یہ ہیں:

"اے امیر المومنین! ہم نے چار ماہ سے بیت المقدس کو محاصرہ میں لے رکھا ہے روزانہ مقابلہ ہوتا ہے مسلمانوں کو برف، سردی اور بارش سے اگرچہ مصیبت عظمیٰ کا سامنا ہے مگر مسلمان صبر واستقامت سے لڑ رہے ہیں، آج پوپ نے آپ کے آنے اور شہر کو حوالہ کرنے کا کہا ہے اگر آپ قدم رنجہ فرمائیں تو امید واثق ہے کہ یہ شہر آپ کے دست مبارک پر فتح ہو جائے گا۔ والسلام

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب یہ خط ملا تو آپ نے مشورہ کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ کے نہ جانے سے رومی مایوس ہو کر شہر کو چھوڑ دیں گے اس لئے نہ جانا زیادہ بہتر ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیت المقدس رومیوں کے ہاں نہایت مقدس شہر ہے ان کے پاس شاید تاریخی ثبوت موجود ہے کہ آپ کے ہاتھ پر یہ فتح ہوگا آپ کو جانے کا اجر عظیم ملے گا اور مسلمان سردی، برف، بارش اور دوسری تکلیفوں سے محفوظ ہو جائیں گے میری رائے میں آپ کا جانا زیادہ بہتر ہے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور تھوڑا سا سامان لے کر اونٹ پر سوار ہو کر روانہ ہو گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت آپ کے ساتھ تھی۔ مدینہ منورہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حاکم مقرر کر کے آپ دشت و بیابان کے راستوں پر چل پڑے۔ راستے میں کئی اصلاحات کے واقعات پیش آئے اور بالآخر جابیہ پہنچ گئے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ استقبال کے لئے نکلے ہوئے تھے ملاقات ہوئی مصافحہ اور معانقہ کا مختصر سا دور ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے سامنے ایک بلیغ خطبہ

ارشاد فرمایا جس میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور فتوحات پر مسلمانوں کو مبارک باد دی اور تقویٰ کا حکم ارشاد فرمایا اس کے بعد ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے سرزمین شام میں رومیوں سے مسلمانوں کی تمام لڑائیوں کا حال بیان فرمایا آپ رضی اللہ عنہ کبھی روتے تھے کبھی سکوت فرماتے اور کبھی متحیر ہو جاتے تھے یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا، لوگوں نے کہا اے امیر المومنین آج بلال رضی اللہ عنہ بھی ہمارے پاس آ گئے ہیں آپ ان سے کہہ دیں کہ ظہر کی اذان وہ دے دیں۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان شروع کی تو مسلمانوں میں زلزلہ برپا ہو گیا اپنے پیارے محبوب، محبوب خدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد سامنے آ گیا جب آپ نے اشھدان محمد رسول اللہ پڑھا تو مسلمان اتنا روئے کہ خطرہ تھا کہ رونے سے ان کے دل پھٹ نہ جائیں حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے بھی چاہا کہ اذان کو موقوف کریں تاہم انہوں نے مکمل کر لی۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے جسم پر پھٹے پرانے کپڑے تھے اور معمولی قسم کے اونٹ پر آپ سوار تھے، آپ کو عمدہ لباس بھی پیش کیا گیا، عمدہ سواری بھی حاضر خدمت کی گئی مگر آپ رضی اللہ عنہ نے قبول نہ کیا اور فرماتے رہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَعَزَّنَا بِالْاِسْلَامِ تمام تعریفیں اس پروردگار کے لئے ہیں جس نے اسلام کے ذریعہ سے ہمیں عزت و عظمت عطا کی ہے۔

بیت المقدس کے سامنے جا کر آپ زمین پر بیٹھ گئے مسلمانوں کی تکبیروں سے زمین لرز رہی تھی آپ نے چار رکعت نماز پڑھی بیت المقدس والے بھی حیران تھے کہ مسلمان آج اتنے خوش کیوں ہیں جب ان کو پتہ چلا کہ امیر المومنین آ گئے ہیں تو انہوں نے پوپ سے کہا کہ مسلمانوں کا سردار آ گیا ہے پوپ نے کہا کہ ان کو بالکل قریب آنا چاہیئے تا کہ ہم خوب غور سے دیکھ سکیں۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ جانے لگے تو صحابہ نے عرض کیا کہ آپ اکیلے نہ جائیں کیونکہ نقصان پہنچنے کا خطرہ بھی ہے آپ نے فرمایا جو کچھ اللہ نے لکھا ہے وہی ہو گا آپ کے ساتھ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بھی تھے جب فصیل کے بالکل قریب ہو گئے تو پوپ نے غور سے دیکھنا شروع کیا اور پھر چیخ چیخ کر کہا خدا کی قسم! یہ وہی شخص ہے جس

کی صفت ہماری کتابوں میں ہے پھر بیت المقدس والوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا، کم بختو! دوڑو اور اس شخص سے امان لو یہی شخص محمد بن عبداللہ ﷺ کا صحابی ہے یہ سنتے ہی رومیوں نے دوڑ کر دروازہ کھولا اور آپ کے پاس ذمہ عہد اور جزیہ کی درخواست لے کر آئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پالان پر سجدہ شکر ادا کیا اور فرمایا جس چیز کی تم نے درخواست کی ہے اگر تم اس پر قائم رہے تو جاؤ تمہارے لئے امان ہے شہر واپس چلے جاؤ رومی خوشی خوشی اپنے گھروں کو واپس چلے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دوسرے دن دوشنبہ کے روز فاتحانہ انداز میں بیت المقدس داخل ہو گئے جمعہ تک آپ وہیں رہے بیت المقدس میں داؤد علیہ السلام کے مقامات مقدسہ میں سجدہ شکر ادا کیا جمعہ کے دن آپ نے نماز جمعہ پڑھائی قبلہ کا سمت درست کیا اور پھر واپس مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔

(نوٹ) فتح بیت المقدس میں عمر فاروق کے داخل ہونے کے تمام واقعات میں نے درج نہیں کیئے؟ کیونکہ وہ عام ومشہور ہیں (مؤلف)

معرکہ قیساریہ اور قلعہ حلب

جنگ کا پہلا مرحلہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب شام سے مدینہ واپس ہو رہے تھے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو حلب پر فوج کشی کے لئے مقرر فرمایا یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو ساحل سمندر قیساریہ پر متعین کیا اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو مصر روانہ کیا۔ یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے ساحل سمندر پر شہر قیساریہ کا محاصرہ کیا جہاں ہرقل کا بیٹا قسطنطین رہتا تھا اور ہرقل کی طرف سے اس کو مسلسل کمک پہنچ رہی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مزید کمک مدینہ طیبہ سے منگوائی تب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی مدد کرو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے مزید تین ہزار فوج ان کی طرف روانہ کی۔

بہر حال اصل معاملہ حلب کا تھا یہاں مسلمان جب پہنچ گئے تو حلب والے گھبرا گئے

کیونکہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ایک ساتھ یہاں آئے تھے حلب پر اس وقت دو حقیقی بھائی حکمران تھے ایک کا نام یوقنا تھا دوسرے کا نام یوحنا تھا ان دونوں کا باپ ایک سخت جنگجو نڈر شخص تھا اس نے حلب کو قبضہ میں لے رکھا تھا اور ہرقل بوجہ خوف کے حلب کو اس کی جاگیر میں دے چکا تھا ارد گرد کے دوسرے لوگ بھی اس شخص سے ڈرتے تھے اس کے مرنے کے بعد اس کا بڑا بیٹا یوقنا تخت نشین ہو گیا تھا یوقنا سخت بہادر جنگجو، لڑائی پر اقدام کرنے والا اور مال کا حریص دنیا دار شخص تھا، اسلام کا سخت دشمن تھا اس کا دوسرا بھائی نسبتاً نرم تھا تارکِ دنیا راہب اور عالم شخص تھا۔ مسلمانوں کی آمد پر دونوں بھائیوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ کیا کیا جائے؟ یوحنا کو یوقنا نے جواب دیا میں تو لڑوں گا اور مسلمانوں کو بتاؤں گا کہ ان کا مقابلہ اب کس شخص سے ہے میں ان کو مزہ چکھاؤں گا یہ ننگے اور بھوکے عرب ہمارے لئے مصیبت بن کر آئے ہیں ان کو دفع کرنا ضروری ہے آپ کا کیا خیال ہے؟

یوحنا نے جواب دیا کہ بھائی جان! میرا فرض ہے کہ صحیح مشورہ دوں، اگرچہ میں عمر میں کم ہوں مگر علم اور تجربہ میں بڑھا ہوا ہوں لہٰذا بہتر یہی ہوگا کہ آپ صلح کر لیں اور جب تک یہ لوگ غالب رہیں اس وقت تک ایک متعین رقم ادا کیا کریں۔ یوقنا یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا اور کہا کہ تم لوگ دال مسور اور ساگ پات کھا کر بزدل ہو گئے ہو گوشت کو کبھی چکھا نہیں ہے تجھے تیری ماں نے راہب جنا ہے بادشاہ محارب نہیں ہے تم بزدل ہو کمزور ہو، جوانمردی کو نہیں جانتے ہو اور نہ لڑائی کے فنون سے آگاہ ہو مسیح تیرا بُرا کرے تم نے بزدلانہ رائے دی ہے میرے نزدیک عربوں کے لئے بہترین فیصلہ کرنے والی چیز تلوار ہے، یوحنا نے تبسم کیا اور کہا بھائی جان! مسیح کی قسم تیری موت آ گئی ہے ہرقل کی تمام افواج یرموک کے میدان میں شکست فاش سے دوچار ہوئی اللہ کی مدد عربوں کے ساتھ ہے تب ہی تو اللہ نے ان کو ہم پر غلبہ عطا کیا ہے۔ یوقنا مزید غصہ سے بھر گیا اور کہا تو نے عربوں کی تعریف کے پل باندھ دیئے ان کی تعریف کرتے کرتے اپنی زبان کو خواہ مخواہ

رگڑتے رہے، میں ان سے لڑوں گا اور ان کو پیچھے ہٹاتے ہٹاتے حجاز تک پہنچادوں گا اور اپنا پورا بدلہ لوں گا اور اگر مجھے شکست ہوئی تو اپنے قلعہ میں بیٹھ جاؤں گا اس میں سالہا سال کی رسد موجود ہے۔

یوحنا چلا گیا اور یوقنا نے اسلحہ کے ذخائر کھول کر فوج پر تقسیم کیئے تا کہ مسلمانوں کا مقابلہ حلب پہنچنے سے پہلے کیا جائے۔ دارالسلطنت حلب پر ایک ہزار فوج کا پہرہ بٹھا کر خود ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ پر نکل آیا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس وقت بارہ ہزار کا لشکر تھا آپ رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار آدمیوں کو کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں مقدمۃ الجیش بنا کر حلب کی طرف روانہ کیا اور فرمایا اگر کفار کا لشکر زیادہ ہو تو لڑومت کیونکہ ہم آپ کے پیچھے آرہے ہیں۔ کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ ایک نہر پر پہنچے مسلمان وضو بنا رہے تھے یا گھوڑوں کو پانی پلا رہے تھے کہ اچانک یوقنا کا لشکر نمودار ہوا یوقنا نے آدھا لشکر کمین گاہ میں چھپا رکھا تھا اور آدھے کے ساتھ میدان میں آیا تھا کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ کے جاسوس نے بتایا تھا کہ پانچ ہزار آدمی ہیں آپ نے فرمایا کہ اے مسلمانو! کیا تم میں سے ایک آدمی پانچ کا مقابلہ نہیں کر سکتا ہے؟ سب نے کہا واللہ ہم مقابلہ کر سکتے ہیں اس کے بعد مسلمان ایک دوسرے کو جہاد کی ترغیب دینے لگے دونوں فوجیں آپس میں آمنے سامنے ہو چکی تھیں کہ اتنے میں یوقنا نے اپنے ساتھیوں کو چلا چلا کر حملہ کا حکم دے دیا چنانچہ انہوں نے شدید حملہ کر دیا مسلمانوں نے بھی ہتھیار سنبھال لئے اور مقابلہ کرنے لگے لڑائی اپنے عروج پر تھی دونوں طرف کے لوگ نڈر ہو کر لڑ رہے تھے کُشتوں کے پُشتے لگ رہے تھے مسلمانوں کو یقین ہو گیا تھا کہ اب کفار بھاگ جائیں گے اور سب مال و متاع چھوڑ دیں گے کہ اتنے میں کفار کا چھپا ہوا لشکر کمین گاہ کی عقبی جانب سے مسلمانوں پر نکل کر حملہ آور ہوا اب مسلمان بیچ میں گھر گئے سامنے سے یوقنا اور پیچھے سے کمین گاہ سے یوقنا کا آدھا لشکر یعنی پانچ ہزار سامنے سے اور پانچ ہزار پیچھے سے اور بیچ میں مسلمان اب تو مسلمانوں کو اپنی موت کا یقین ہو گیا اور وہ تین حصوں میں

تقسیم ہو گئے ایک حصہ سامنے والوں سے لڑ رہا تھا دوسرا حصہ پیچھے سے حملہ آور فوج کے ساتھ برسر پیکار تھا اور تیسرا حصہ میدان چھوڑ کر بھاگ گیا تھا۔

کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ چونکہ مقابلہ کے سوا کسی چیز کو جانتے ہی نہیں تھے کبھی بھی قلیل یا کثیر فوج کے مقابلہ سے آپ پیچھے نہیں ہٹے تھے اس لئے یہاں بھی نہایت استقلال کے ساتھ لڑ رہے تھے اسلامی پرچم کو ہلاتے جاتے تھے اور یہ کلمات بطور شعار کے ادا فرماتے تھے۔ یا محمد یا محمد. نصر اللّٰہ انزل، یا معاشر المسلمین اثبتوا، انماھی ساعه ویأتی النصر. وانتم الا علون.

بنی ضمرہ کے لوگ بے جگری سے لڑ رہے تھے قوم کندہ کے لوگوں نے تو کمال کیا اپنی جانوں کو اللہ کے راستے میں جہاد میں وقف کر دیا اور خوب لڑے اس دن ان کے قبیلہ کے سو آدمی شہید ہو گئے مسلمان مجموعی اعتبار سے ایک سو ستر آدمی شہید ہو چکے تھے چالیس بڑے بڑے سردار شہید ہو گئے جن کا تعلق بنی ضمرہ سے تھا ان میں سب سے بہادر شخص سعید بن یفلح بھی شہید ہو گئے جس کے جسم پر چالیس زخم آئے تھے اور سب سینہ کی طرف تھے پشت پر ایک زخم بھی نہیں تھا دشمن نے جب صحابہ کا استقلال دیکھا تو چاہا کہ بھاگ جائے مگر یوقنا نے جوش دلا کر روکا اور کہا یہ عرب بمنزلہ مکھی و مچھر ہیں بھگاؤ گے تو بھاگیں گے ورنہ گھس جائیں گے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نہایت پریشان تھے کہ کافی مسلمان شہید ہو گئے ہیں وہ اسی غم کی حالت میں اپنے گھوڑے ہطّال سے اترے اور دو زرہ پہن کر کمر کو مضبوطی سے باندھا اور گھوڑے کے چہرے اور نتھنوں پر ہاتھ پھیرا اور پیشانی کو بوسہ دیا اور گھوڑے سے یوں خطاب کیا:

''اے ہطّال! آج کا دن تیرے لئے نہایت مبارک دن ہے اس کو غنیمت سمجھو اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد و قتال کے لئے ثابت قدم رہو۔''

یہ گھوڑا وہی تھا جس پر سوار ہو کر حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کے ہمراہ کئی غزوات میں حصہ لیا تھا اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہوئے اور مسلمان

مقتولین کی نعشوں کو دیکھنے لگے آپ رضی اللہ عنہ کو توقع تھی کہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوئی نہ کوئی پہنچ جائے گا۔

ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اہل حلب کا صلح کے لئے گفتگو کرنا

جنگ کا دوسرا مرحلہ

ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے نہ پہنچنے کی وجہ یہ ہوئی کہ یوقنا کے نکلنے کے بعد اہل حلب نے مشورہ کیا کہ یوقنا سرکش ہے اس لئے مسلمانوں سے جا کر صلح کرنا چاہیئے اگر مسلمان غالب آگئے تو ہم صلح میں ہوں گے امن میں رہیں گے اور اگر یوقنا غالب آگیا تو ہم ان کو صلح کا نہیں بتائیں گے اور اگر یوقنا نے بھی صلح کر لی تو ہم صلح میں پیش قدمی کرنے والے شمار ہوں گے۔ چنانچہ اہل حلب اس پر متفق ہو کر مسلمانوں کے پاس پہنچ گئے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی گئی کہ وہ لوگ لفون لفون کر کے آگئے ہیں یعنی امان امان ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ تمہارے سردار یوقنا نے ہم سے لڑنے کے لئے بڑا اسلحہ اکٹھا کیا ہے اور سنا ہے کہ حلب میں بڑا سامان رسد جمع کیا ہے تم صلح کیسے کرو گے؟ ان لوگوں نے کہا اے امیر المومنین! ہمارا سردار لڑائی کے ارادے سے صبح سے نکل چکا ہے اور ہم اس کے بعد آپ کی طرف آئے ہیں۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون، لاحول ولا قوۃ الا باللہ پھر تو ان لوگوں نے ہمارا طلیعہ یعنی ایک ہزار کا دستہ جو کعب رضی اللہ عنہ لے کر گئے تھے ہلاک کر دیا ہو گا آپ رضی اللہ عنہ نے سر جھکایا اور گہری سوچ میں پڑ گئے اور پھر جھڑک کر فرمایا ہم صلح نہیں کر سکتے۔ حلب والوں نے کہا کہ حلب کے اطراف کے لوگ ہمارے ساتھ ہیں اگر آپ صلح کر لیں گے تو ہم آپ کے لئے معاون ثابت ہو سکتے ہیں اور اگر صلح نہ کی تو لوگ متنفر ہو جائیں گے۔

پھر رومیوں کا سب سے عقلمند شخص آگے بڑھا اور نہایت بلیغ اور پُر مغز انداز سے عربی زبان میں صلح کی درخواست کی اور نہایت عاجزی ظاہر کی جس سے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ

رو پڑے اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ لیا بالآخر ان لوگوں سے چند شرائط پر صلح ہوگئی۔ ان پر جزیہ مقرر کیا گیا وہ لوگ خوشی خوشی واپس ہو گئے۔ راستہ میں ایک سردار سے ملاقات ہوئی اس نے پوچھا کدھر گئے تھے انہوں نے صلح کی تفصیل بتادی۔ اہل حلب نے صلح پر خوشی منائی، وہ سردار فوراً یوقنا کے پاس پہنچ گیا یوقنا مسلمانوں سے مسلسل لڑ رہا تھا مسلمان دو سو شہید ہو چکے تھے اور باقی موت کے انتظار میں تھے مگر ڈٹے ہوئے تھے حضرت کعب رضی اللہ عنہ خود لڑ رہے تھے اور مسلمانوں کی طرف سے دفاع کر رہے تھے ایک دن اور ایک رات تک مسلسل لڑائی ہوتی رہی حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں خدا کی قسم! اس چوبیس گھنٹہ میں نہ ہمیں نماز کی فرصت ملی نہ کھانے کو کچھ ملا اور پانی کا تو نشان تک نہ تھا۔

وہ سردار آ کر یوقنا کو کہنے لگا کہ تمہیں معلوم نہیں تم پر کیا بلا نازل ہوگئی اس نے کہا کم بخت بتاؤ کیا ہوا اس سردار نے کہا حلب والوں نے مسلمانوں سے صلح کر لی۔ اب مسلمان حلب میں داخل ہو جائیں گے۔ یوقنا کو خطرہ ہوا کہ کہیں میرا قلعہ مسلمان قبضہ میں نہ لیں وہ اس فکر میں پڑ گیا اور بجائے فتح کے خود مصیبت میں مبتلا ہو کر واپسی کی تیاری کرنے لگا یوقنا کی فوج اچانک واپس ہوگئی۔ مسلمانوں نے دیکھا کہ مورچے خالی ہو گئے حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے تعاقب کرنا چاہا مگر مسلمانوں نے منع کیا اور کہا کہ آرام کریں اپنے فرائض ادا کریں اور گھوڑوں کو آرام کرنے دیں چنانچہ مسلمان وہاں خیمہ زن ہو گئے اور اس طرح اللہ نے مسلمانوں کی مدد فرمائی۔

معرکہ قیساریہ، ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا حلب کی طرف کوچ کرنا

جنگ کا تیسرا مرحلہ

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی ملاقات جب ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خالد! میں نے رات بھر نیند نہیں کی ہے مجھے کعب رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے بارے

میں پریشانی ہے کیونکہ اہل حلب نے بتایا ہے کہ یوقنا نکل چکا ہے اور اب تک وہ یہاں نہیں آیا معلوم ہوتا ہے کہ کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ مڈ بھیڑ ہوئی ہے اور ہمارے طلیعہ کو اس نے شاید ہلاک کر دیا ہے حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے بھی اسی طرح خدشہ ہے۔

تب ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے تمام لشکر کو حلب کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا خالد رضی اللہ عنہ کو مقدمۃ الجیش میں رکھا اور خود ساقہ میں رہے مسلمانوں کی فوج جب حلب کے قریب پہنچ گئی اور کعب کے ساتھیوں کو صحیح سالم دیکھا تو بہت خوش ہوئے نعرۂ تکبیر گونج اٹھا علیک سلیک کے بعد معلوم ہوا کہ یوقنا جنگ لڑ کر واپس حلب چلا گیا ہے اور دو سو مسلمان شہید ہوئے ہیں ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ان پر نماز جنازہ پڑھا کر ان کو دفنانے کا حکم دیا اور خالد رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ یوقنا حلب والوں کو تنگ کریگا اور صلح کی سزا دے گا اور وہ لوگ ہمارے معاہدہ اور ذمہ میں ہیں ہم پر ان کی مدد واجب ہے اس لئے جانا ضروری ہے چنانچہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے وہاں جانے کے لئے عام حکم دے دیا ادھر یوقنا نے اہل حلب کو قتل کرنا شروع کر دیا کہ تم نے ہمارے دشمنوں سے صلح کیوں کی ہے، یوحنا اس کا بھائی تھا اس نے قتل کرنے سے منع کیا تو یوقنا اس پر غصہ ہوا اور پکڑ کر قتل کرنا چاہا، یوحنا نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر کلمۂ شہادت پڑھا اور مسلمان ہو گیا یوقنا نے اس پر سخت حملہ کر کے اسے شہید کر دیا۔ اہل حلب پر یوقنا کی طرف سے یہ قیامت ڈھائی جا رہی تھی کہ مسلمان فوج وہاں پہنچ گئی۔ مجاہد اعظم خالد سیف اللہ آگے آگے تھے اور قائد مکرم ابو عبید رضی اللہ عنہ جانب لشکر پر تھے وہاں کی حالت دیکھ کر خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ آپ کے معاہدین قتل ہو گئے یہ کہہ کر آپ نے للکار کر کفار اشرار پر حملہ کر دیا اور کہا کہ مشرکو! ہمارے معاہدین کو چھوڑ دو یوقنا یہ صورت حال دیکھ کر اپنے سرداروں کے ساتھ اپنے قلعہ کی طرف بھاگا کچھ تو قلعہ میں داخل ہو گئے اور کچھ جنگل کی طرف بھاگ گئے جنہیں مسلمانوں نے وہاں قتل کر دیا اس دن تین سو معاہدین مارے گئے اور یوقنا کے تین ہزار مشرکین مارے گئے۔

معرکہ قیساریہ، قلعہ حلب کا محاصرہ

جنگ کا چوتھا مرحلہ

یوقنا قلعہ بند ہو گیا اور منجنیق وغیرہ تمام ہتھیار لگا کر اندر سے لڑنے لگا اور فصیل پر تمام انتظامات کرا کر مورچہ بند ہو گیا، اہل حلب نے چالیس سرداروں کو قید کر کے مسلمانوں کے پاس پہنچا دیا اور کہا کہ یہ لوگ ہمارے ہاں بھاگ کر چھپے ہوئے تھے ہم نے مناسب نہیں سمجھا کہ ہمارے ہاں چھپ کر صلح کی خلاف ورزی کریں۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ان کا شکریہ ادا کیا اور پھر ان قیدی سرداروں پر اسلام پیش کیا، سات آدمی مسلمان ہو گئے اور باقی نے انکار کیا تو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ان کے قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اہل حلب کو تسلی دی اور ہر قسم کے تعاون کا یقین دلایا اور پھر ان سے فرمایا کہ یوقنا کے قلعہ تک اگر کوئی راستہ تمہیں معلوم ہو تو ہماری رہنمائی کرو انہوں نے کہا کہ یوقنا نے تمام راستوں کو بند کر رکھا ہے اور اپنے بھائی کو قتل کر دیا ہے اگر وہ ہوتا تو کوئی صورت نکل آتی۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان کا کیا قصہ ہوا انہوں نے کہا کہ بوقت قتل اس نے اسلام کا اقرار کیا اور شہادت کی انگلی اٹھا کر کلمہ پڑھتے ہوئے مقتول ہوئے آپ رضی اللہ عنہ بمعہ خالدؓ ان کی لاش پر گئے تو یوحنا کی انگلی اسی طرح کھڑی تھی اور شہادت کا اشارہ کر رہی تھی مسلمانوں نے ان کو مقام ابراہیم (حلب میں ایک جگہ کا نام ہے) میں دفنا دیا۔

اب حلب والوں نے ہر قسم کی رہنمائی سے معذرت کر لی یونس نامی ایک شخص نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے مشورہ مانگنے پر کہا کہ آپ حلب کے قلعہ کا محاصرہ کر لیں اور اطراف وجوانب میں لوگوں کو تاخت وتاراج کے لئے روانہ کریں اس طرح رومی لوگ ہاتھ آ جائیں گے جو قلعوں اور جنگلوں اور گھاٹیوں میں ڈر کر چھپے ہوئے ہیں۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ یہ سن کر ہنسے اور فرمایا: مشورہ تو یہی ہے لیکن اگر پیچھے سے وہ لوگ حملہ

آور ہو گئے تو آگے قلعہ اور پیچھے رومی اور بیچ میں ہم اس طرح ہمیں سخت نقصان ہو گا اس لئے بہتر بات یہ ہو گی کہ ایک دم اس قلعہ پر حملہ کرنا چاہیئے۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس رائے کو پسند کیا اور حملہ کرنے کا حکم دے دیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہ دوڑ دوڑ کر تیار ہو گئے اور قلعۂ حلب کی طرف بڑھتے چلے گئے وہ اس کی پرواہ نہیں کر رہے تھے کہ راستہ ہے یا نہیں انہوں نے گھسنا چاہا، بعض صحابہ کا کہنا ہے کہ شام کے قلعوں میں اس طرح سخت قلعہ اور سخت لڑائی اس سے پہلے نہیں ہوئی تھی جب صحابہ رضی اللہ عنہ بالکل قریب پہنچ گئے تو رومیوں نے فصیل سے منجنیقوں کے ذریعہ سے پتھر برسانا شروع کر دیئے اور اتنے برسائے کہ اکثر ساتھی زخمی ہو گئے یا شہید ہو گئے عرصۂ دراز تک معذورین دیکھے جا سکتے تھے کہ پتھروں کی وجہ سے یا لنگڑے تھے یا لُولے تھے مسلمانوں کو شکست ہوئی۔

ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کی حوصلہ افزائی کی کوشش کی اور یوقنا نے کہا اب مسلمان آنکھ اٹھا کر ادھر نہیں دیکھ سکیں گے اور اگر انہوں نے محاصرہ کیا تو میں ایک حیلہ اور تدبیر کے ذریعے سے ان کو مار ڈالوں گا۔

یوقنا اور اس کے وزیر کا مسلمانوں پر شب خون مارنا اور تدبیر کرنا

جنگ کا پانچواں مرحلہ

یوقنا نے اپنے لشکر کے دو ہزار اشخاص منتخب کر کے حکم دیا کہ رات کے وقت قلعہ سے اتر کر مسلمانوں کی فوج کی طرف جاؤ اور جب انکی آگ بجھ جائے تو ان پر حملہ کر دو، لُوٹ مار شروع کر دو شب خون مار کر ایک دوسرے کی مدد کرو۔ حضرت عبداللہ بن صفوانؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم اس روز غیر مسلح تھے اپنے دشمنوں کی طرف سے بالکل

مطمئن تھے کیونکہ ہم بہت زیادہ تھے ہمارے پہرے دار بھی غافل تھے لوگ سو رہے تھے کہ اچانک ہم رومیوں کے شور وغل کی وجہ سے جاگ اٹھے انہوں نے ہم پر تلوار رکھ لی ہمارا بہادر شخص اس وقت وہی ہوتا تھا جو جان بچانے کے لئے گھوڑے پر سوار ہو جاتا اس کو کوئی پتہ نہیں ہوتا تھا کہ یہ کیا بلا آئی ہے کہاں سے آئی ہے اور کیسے اور کب ٹلے گی؟ لوگوں نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے گرد جمع ہو کر ان کو اطلاع کی، آپ رضی اللہ عنہ نے گھوڑے پر سوار ہو کر لشکر کے گرد چکر لگایا رومیوں کے سردار نے جب دیکھا کہ عرب تیار ہو گئے تو اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جان بچاؤ اور لُوٹا ہوا سامان چھوڑ دو، چنانچہ رومی واپس چلے گئے اس دن شہیدوں اور زخمیوں کے علاوہ رومی پچاس یا ساٹھ آدمیوں کو قید کر کے لے گئے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں پر حملہ کر دیا اور ان کے سو آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔ یوقنا نے ان پچاس مسلمانوں کو فصیل پر لا کر قید کی حالت میں عام مسلمانوں کے سامنے شہید کر ڈالا ہر قیدی کی زبان پر زوردار نعرۂ تکبیر ہوتا تھا اور کلمہ توحید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جاری تھا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے عام اعلان کیا کہ ہر مسلمان ذاتی طور پر اپنی حفاظت کی فکر کرے تا کہ دوسرے پر اعتماد نہ ہو، مسلمانوں نے پھر لڑنے کی تیاری کی لیکن یوقنا اب دوسرے مکر اور تدبیر کی فکر میں لگ گیا کیونکہ محاصرہ بدستور جاری تھا تو اس نے سوچا کہ اب کون سا مکر اختیار کرنا چاہیئے اتنے میں ان کا ایک جاسوس ان کے پاس آیا اور کہا کہ اگر کچھ مکر کرنا چاہتے ہو تو اب خوب وقت ہے یوقنا نے کہا وہ کیسے؟ اس نے کہا کہ مسلمانوں نے بطنان والوں سے صلح کر لی ہے اور اب ایک جماعت وہاں گئی ہوئی ہے تا کہ وہاں سے سامان رسد لائے بس اب موقع ہے کہ ان پر حملہ بول دیا جائے وہ تھوڑے ہیں۔ یوقنا نے ایک ہزار آدمیوں کو تیار کیا اور رات کی تاریکی میں قلعہ کا دروازہ کھول کر روانہ کیا جاسوس آگے آگے تھا اور یہ لوگ برابر بڑھتے چلے جا رہے تھے صبح کو رومیوں اور مسلمانوں کا آمنا سامنا ہوا مناوش بن ضحاک رضی اللہ عنہ امیر تھے

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مسلمانو! یہ رومی آ گئے ہیں ثابت قدم رہو اور صبر سے کام لو جنت سامنے ہے یہ کہہ کر آپ نے حملہ کر دیا رومیوں نے بھی حملہ کر دیا اور گھمسان کا رن پڑا سخت معرکہ ہوا، سو میں سے بیس مسلمان شہید ہو گئے اور باقی بھاگ گئے اور رومی ان کے خچروں اور سامان کے مالک ہو گئے۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ان مسلمانوں سے پوچھا کیا ہوا؟ انہوں نے کہا کہ جنگ ہو گئی ہمارے امیر حضرت مناوش اور دوسرے اشخاص شہید ہو گئے اور ہم بھاگ آئے اور خچر سامان وغیرہ ہم سے چھین لیا گیا حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کفار تو محصور ہیں پھر یہ کس نے کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا ہمیں معلوم نہیں کہ کس نے کیا مگر دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ ایک سردار کی معیت میں ایک کثیر فوج نے ہمیں آلیا، ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ابو سلیمان! ان کاموں کو آپ خوب جانتے ہو جتنے آدمی لے سکتے ہو لے لو اور ان لوگوں کا تعاقب کرو یاد رکھو ان جنگل والوں سے ہمارا معاہدہ ہے اگر وہ عہد پر قائم ہیں تو احتیاط کرنا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا رومی سردار کا تعاقب کرنا

حضرت خالد رضی اللہ عنہ جانے کے لئے تیار ہو گئے اسلحہ زیب تن کیا اور اکیلے نکل گئے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو اکیلے جانے سے منع فرمایا آپ نے فرمایا اگر وہ لوگ ایک یا دو ہزار ہوں تو میں اکیلا ان کے لئے کافی ہوں ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ ٹھیک ہے مگر اپنے ساتھ کچھ افراد قبیلہ طئی سے لے لو۔ چنانچہ آپ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ اور اسی طرح چند بہادروں کو لے کر روانہ ہو گئے جب معرکہ کی جگہ پہنچے تو آپ نے مقتول مسلمانوں کی لاشیں دیکھیں آپ نے دیہات والوں پر حملہ کر دیا انہوں نے کہا کہ ہم معاہدہ پر قائم ہیں صلح کی حالت میں ہیں آپ نے پوچھا پھر کس شخص نے ہمارے آدمیوں کو شہید کیا ہے انہوں نے کہا یوقنا کی طرف سے ایک جرنیل آیا تھا ان کے ساتھ ایک ہزار فوج تھی

انہوں نے یہ کام کیا ہے۔

خالد رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کا پتہ اور جانے کا راستہ پوچھا ان معاہدین نے لاعلمی کا اظہار کیا پھر خالد رضی اللہ عنہ کو اندازہ ہو گیا کہ وہ لوگ کس طرف گئے ہیں آپ رضی اللہ عنہ نے گھوڑے کو ایڑ دی اور ایک واقف آدمی کو ساتھ لیا تا کہ راستہ بتایا کرے آپ رضی اللہ عنہ بڑھتے چلے جا رہے تھے کہ ایک پہاڑ پر پہنچ کر رہبر نے کہا کہ ادھر ہی گھات میں رہو یہ ایک ہی راستہ ہے اور دشمن یقیناً رات کو اس پر آئے گا کچھ دیر کے بعد رومی لشکر واپس جاتے ہوئے پہنچ گیا اور خالد رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان پر سخت حملہ کیا آپ رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ یوقنا خود اس لشکر میں ہے، آپ رضی اللہ عنہ اس کی تلاش میں تھے چنانچہ سپہ سالار پر حملہ کر کے اس کو قتل کیا مگر وہ یوقنا کا سرادر تھا مسلمان بھی رومیوں پر ٹوٹ پڑے اور بجز چند افراد کے باقی سب کو قتل کیا تین سو گرفتار کر کے ان کے سردار کے سر کو نیزہ پر رکھ کر واپس ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرف لوٹ گئے۔ دونوں طرف سے تکبیروں کی صدائیں بلند ہوئیں ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے تین سو قیدیوں پر اسلام پیش کیا گیا مگر انہوں نے انکار کیا چنانچہ قلعہ کے سامنے جبکہ رومی دیکھ رہے تھے ان لوگوں کی گردنیں اڑا دی گئیں۔

صبح کو ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھا کر حکم دیا کہ محاصرہ سخت کر دو چنانچہ ایک عرصۂ دراز تک سخت محاصرہ رہا اس کے بعد ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دشمن محفوظ ہے اس لئے پیچھے ہٹو تا کہ وہ میدان میں نکل آئے چنانچہ مسلمان قلعہ سے چند میل کے فاصلہ تک پیچھے ہٹ گئے مگر ان تمام حربوں کا دشمن پر مطلق اثر نہ ہوا، دشمن نے نہ دروازہ کھولا اور نہ صلح کی مسلمانوں نے اپنی فوج کی تلاشی لی تا کہ جاسوسوں کا پتہ چل سکے چنانچہ ایک جاسوس پکڑا گیا جو معلومات قلعہ والوں کو فراہم کر رہا تھا، محاصرہ طول کھینچتا گیا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نہایت متفکر تھے حتیٰ کہ آپ رضی اللہ عنہ نے پانچ ماہ محاصرہ کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور آپ رضی اللہ عنہ سے محاصرہ اٹھانے اور دوسرے شہروں کی طرف رخ کرنے کی اجازت

مانگی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا کہ محاصرہ ہرگز نہ اٹھائیں ورنہ جن جن علاقوں کو فتح کیا ہے سب سے ہاتھ دھونا پڑے گا اس لئے جتنا بھی عرصہ لگے پرواہ نہیں ہے حتی کہ یہ قلعہ فتح ہو جائے، میں یمن وغیرہ کی ایک جماعت بھیج رہا ہوں جو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے وقف ہیں یہ مختصر جماعت ابھی قاصد کے ساتھ شام جا رہی تھی کہ راستہ میں حلب کے قلعہ کا تذکرہ آیا اور فتح نہ ہونے کی وجوہات پر بات ہوئی اس جماعت میں ایک غلام تھا جس کا نام دامس ابوالہول تھا۔

دامسؒ کا قلعہ فتح کرنے کے لئے ترکیب کرنا

جنگ کا چھٹا مرحلہ

دامس ابوالہول بنو طریف کا غلام تھا نہایت بہادر اور قوی الجثہ تھا سیاہ فام تھا اس کی شجاعت کے بڑے بڑے کارنامے تھے اس نے عبداللہ بن قرط قاصد سے کہا کہ میں اس قلعہ کو ان شاء اللہ فتح کروں گا عبداللہ نے فرمایا کہ مسلمان شہسوار تو عرصہ دراز سے پڑے ہیں آپ کس طرح فتح کر سکتے ہیں ابوالہول غصہ سے بھر گیا اور کہا کہ اسلام روکتا ہے ورنہ میں تجھے ابھی قتل کر دیتا تم میرے ساتھیوں سے میرے بارے میں معلوم کرو، بہر حال لوگوں نے کہا کہ دامس دامس ہے، ابوالہول تو ابوالاہوال ہے کبھی ناکام نہیں ہوا ہے اکیلے ہو کر پورے قبائل سے انہوں نے مقابلہ کیا ہے قوم مہرہ کو شکست دی ہے، عبداللہ نے فرمایا اللہ بہتر کرے اور تمہارا کہنا سچ ثابت ہو۔

بہر حال یہ لوگ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ تک پہنچ گئے انہوں نے سخت محاصرہ کر رکھا تھا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے دامسؒ کے متعلق عجیب عجیب واقعات سنے تھے آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو بلا کر گفتگو کی اور فرمایا کہ اللہ کی ذات سے امید ہے کہ آپ کسی حیلہ سے اس قلعہ کو فتح کر دیں گے مگر آپ ذرا بتائیں کہ آپ کیا حیلہ کرنا چاہتے ہیں۔ دامسؒ نے فرمایا کہ اے امیر! راز کو

افشا نہیں کیا جا سکتا ہے، بھید چھپا ہوا ہی بہتر ہوتا ہے۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ٹھیک ہے مگر یہ بتاؤ کہ ہم آپ کے ساتھ کیا تعاون کریں گے ہمارے ذمہ کیا ہوگا؟ دامسؒ نے کہا کہ آپ فوج کو قلعہ کے قریب لے جائیں تا کہ رومیوں پر رعب بیٹھ جائے آگے کام میرا ہے۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فوج کو مسلح کر کے قلعہ کی طرف روانہ کیا جب مسلمان تیار ہو کر قلعہ کے قریب پہنچ گئے تو یوقنا اور اس کے لشکر پر رعب پڑ گیا وہ لوگ فصیل پر چڑھ کر ان لوگوں کو دیکھنے لگے اور پھر مسلمانوں پر تیروں کی بارش کی۔ سنتالیس دن تک مسلمان لگاتار قلعہ کے ارد گرد پڑے رہے اور دامس مسلسل حیلہ پر حیلہ کرتا رہا مگر کوئی حیلہ کامیاب نہ ہو سکا اس کے بعد وہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہنے لگے کہ اے امیر! میرا ہر حیلہ ناکام ہو گیا ہے میں عاجز آ گیا ہوں تا ہم ایک تدبیر اور حیلہ باقی ہے امید ہے کہ اس میں کامیاب ہو جائیں گے۔ ابو عبیدہ نے فرمایا کہ وہ کیا تدبیر و حیلہ ہے؟ دامس نے کہا کہ آپ مجھے تیس آدمی لشکر سے دے دیں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو بہادر تمہیں چاہیئے اسے لے لو دامس رضی اللہ عنہ نے تیس آدمیوں کو چن لیا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ان تیس آدمیوں سے فرمایا یہ ایک تدبیر ہے آپ کی قدر کو کم کرنا نہیں آپ یہ نہ سمجھیں کہ ہم پر غلام کو امیر کیوں مقرر کیا سب نے کہا کہ آپ کے حکم کو ہم مانتے ہیں اگر آپ کسی بے دین کافر کو بھی ہم پر امیر بنا دیں تو ہم ماننے کے لئے تیار ہیں دامسؒ نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ آپ اپنی فوجوں کو لے کر واپس روانہ ہو جائیں اور ہم پر ایک نگران مقرر کر دیں تا کہ ہمارے احوال ہر وقت آپ تک پہنچایا کرے اور وہ گشت کرتا رہے ایک جگہ نہ ٹھہرے۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ لشکر لے کر واپس روانہ ہوئے دامسؒ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ لشکر کو جانے دو تم چھپے رہو اور پھر دامسؒ نے اپنے ساتھیوں کو لے کر ایک غار میں چھپا دیا اور خود غار کے سامنے بیٹھ گئے رومیوں نے جب دیکھا کہ مسلمان محاصرہ اٹھا کر واپس چلے گئے تو نہایت خوش ہو گئے یوقنا سے کہنے لگے کہ سردار! دروازہ

کھول دیجئے ہم مسلمانوں کا تعاقب کرتے ہیں کیونکہ وہ بھاگ نکلے ہیں یوقنا نے ان کو اس سے منع کیا اور دن بھر قلعہ کے اندر رہے مسلمانوں کا لشکر واپس جا چکا تھا دامسؓ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ قلعہ کا کوئی آدمی قید کر کے لاؤ تا کہ وہاں کے احوال معلوم ہو سکیں کوئی شخص جانے کے لئے تیار نہ ہوا تب دامسؓ ابوالہول کھڑے ہو گئے اور خود جا کر ایک رومی کو قید کر کے لائے مگر وہ زبان نہیں جانتا تھا اسی طرح کئی دفعہ آپؓ گئے اور رومیوں میں سے رات کے وقت کوئی نہ کوئی قید کر کے لائے مگر کوئی بھی زبان نہیں جانتا تھا بالآخر آپؓ قلعہ کے قریب سے ایک عربی نصرانی کو قید کر کے لائے اور تفتیش کر کے قلعہ کے احوال معلوم کئے پھر ان قیدیوں کو قتل کر کے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اب فتح کا امکان ہے، دامسؓ نے دو آدمیوں کو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ کیا کہ آج رات ہم کاروائی کرنے والے ہیں اور صبح ہوتے ہی آپ رضی اللہ عنہ باہر سے کاروائی کریں یہ دونوں آدمی چلے گئے۔

حضرت دامسؓ کا بھیس بدل کر قلعۂ حلب میں داخل ہونا

جنگ کا ساتواں مرحلہ

امام المغازیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت دامسؓ نے بکری کی کھال پہنی اور سوکھی روٹی ساتھ لے کر اپنے ساتھیوں سمیت قلعہ کی طرف جانے لگے رات کا وقت تھا پہرہ بہت سخت تھا قلعہ کے چاروں اطراف سے پہرے دار شور کر رہے تھے حضرت دامسؓ اور آپ کے ساتھی ہاتھ پیر زمین پر لگا کر چوپاؤں کی طرح چلتے تھے جب کبھی کوئی آہٹ محسوس کرتے تھے تو کھال کو ہلا کر روٹی کو توڑ کر ایسی آواز اور صورت بناتے تھے جس طرح کتا ہڈی کو چبا رہا ہوتا ہے آپ کے ساتھی آپ کے ساتھ تھے آپ نے قلعہ کے

چاروں اطراف گھوم کر ایک برج ایسا پایا جو نسبتاً کم اونچا تھا اور جس پر چوکیدار سوئے ہوئے تھے آپ بمعہ اپنے ستائیس ساتھیوں کے قلعہ کی دیوار تک پہنچ گئے۔ لوگوں کی باتیں سنائی دے رہی تھیں آپ نے ساتھیوں سے مشورہ کیا سب نے کہا ہم آپ کے تابع ہیں اگر ہمارے جسم کے ٹکڑے ہو جائیں ہمارے لئے یہ آسان ہے مگر بغیر مقصد حاصل کئے واپس نہیں جائیں گے۔ دامسؓ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص ایسا ہے جو اس قلعہ پر چڑھ جائے؟ سب نے جواب دیا کہ یہ قلعہ ایسا ہے کہ اس پر پرندہ مشکل سے اڑتا ہے ہم بغیر سیڑھی کے کیسے چڑھ سکتے ہیں۔ دامسؓ نے اپنی جماعت سے مضبوط اور طاقتور سات آدمیوں کو چن لیا اور خود نیچے بیٹھ گئے اور اپنے شانوں پر دوسرے آدمی کو بٹھایا اور کہا کہ اس پر تیسرا، چوتھا آٹھ آدمی ایک دوسرے پر بیٹھ جائیں اور دیوار کے ساتھ ٹیک لگا دے سب نے ایسا ہی کیا پھر آپ نے سب سے اوپر والے شخص کو اٹھنے کے لئے کہا وہ اٹھا پھر اس کے نیچے والا اٹھا اس طرح آخر میں دامس جو سب سے نیچے تھا وہ اٹھ کھڑا ہوا اب اوپر والے شخص نے کچھ چھلانگ لگا کر قلعہ کے برج کو پکڑ لیا اور اس پر چڑھنے میں کامیاب ہو گیا وہاں چوکیدار شراب کے نشہ میں مست پڑا تھا اس کو قتل کر کے نیچے گرایا پھر دو اور چوکیدار مست سو رہے تھے ان کو قتل کیا اور پھر اپنی پگڑی لٹکا کر ایک ایک ساتھی کو برج پر چڑھایا اس طرح اٹھائیس آدمی اوپر برج تک پہنچ گئے۔ دامسؓ نے کہا کہ اب تم چھپے رہو میں اندر قلعہ والوں کو دیکھ آتا ہوں چنانچہ دامسؓ نے یوقنا کے مکان کے قریب جا کر دیکھا کہ یوقنا ایسی مجلس میں بیٹھا ہوا ہے جہاں ہر قسم کی آسائش و آرائش عطریات اور مستی کا سامان موجود ہے اس کے ارد گرد بڑے بڑے بہادر سردار بیٹھے ہیں اور یہ لوگ کھانا کھا رہے ہیں دامسؓ نے کہا اگر اس وقت ہم نے حملہ کیا تو ان لوگوں کی کثرت کی وجہ سے ہم اپنے مقصد تک نہیں پہنچ سکیں گے ہاں البتہ صبح کے وقت حملہ کر دیں گے یہ لوگ غفلت میں ہوں گے اور

ادھر مسلمانوں کی فوجیں قلعہ کے دروازہ پر ہوں گی کیونکہ ہمارے دو آدمیوں نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی ہوگی سب نے کہا بہت اچھا۔ دامسؒ پھر بڑے دروازہ کے پاس جا کر اندازہ لگانے لگے دیکھا کہ قلعہ کے دو دروازے ہیں ایک بیرونی دروازہ ہے دوسرا اندرونی دروازہ ہے اندر والا دروازہ مقفل ہے اور دو دروازوں کے بیچ دہلیز میں بہت سارے لوگ شراب کے نشہ میں مست پڑے ہیں حضرت دامسؒ نہایت پریشان ہوئے پھر آپؒ دیوار میں سوراخ کر کے دہلیز تک پہنچے اور وہاں سب کے سب رومیوں کو قتل کیا اور باہر کا دروازہ کھولا پھر اندر کا دروازہ بھی کھولا اور اپنے ساتھیوں کو دروازوں پر متعین کیا ایک آدمی کو اندر سے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ کیا تا کہ ان کو اطلاع ہو جائے اور پھر صبح کے قریب دامس نے رومیوں پر حملہ کیا یوقنا کے لوگ پریشان تھے کہ یہ لوگ کیسے آ گئے صحابۂ کرام نے اندر فلک شگاف نعرۂ تکبیر بلند کیا وہ لوگ سمجھے کہ قلعہ مسلمانوں سے بھرا پڑا ہے بہر حال انہوں نے مسلمانوں پر حملہ کیا مسلمانوں نے بھی ان پر حملہ کیا اور ستائیس آدمیوں کی پورے لشکر سے ان کے قلعہ کے اندر گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی دامسؒ نے اپنے ساتھیوں کو صرف تلوار اور خنجر لے جانے کی اجازت دی تھی اب تلواروں نے اپنا کام شروع کیا رومی انتہائی بہادری سے لڑے، چار صحابہ کرام شہید ہو گئے اب تئیس افراد مقابلہ میں رہ گئے حضرت دامسؒ اپنے ساتھیوں کو بچاتے تھے اور رومیوں پر حملہ بھی کرتے تھے آپ کا ہر ساتھی شیر ببر کی طرح لڑ رہا تھا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا دامسؒ کی مدد کے لئے آنا

جنگ کا آٹھواں مرحلہ

دامسؒ کے ساتھی قلعہ میں لڑ رہے تھے اور اب باقی شہید ہو کر صرف بیس آدمی رہ گئے تھے۔ حضرت دامسؒ کو سامنے سے ستر زخم آئے تھے ایک زخم بھی پشت پر نہیں تھا پانچ

ہزار رومی لشکر کے مقابلہ میں یہ شیر کھڑے تھے اور ڈٹ کر مقابلہ کر رہے تھے ان حضرات کو رومیوں نے گھیرے میں لے رکھا تھا اور ان میں سے ایک کی بھی توقع نہیں تھی کہ وہ بچ جائے گا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اس سلسلہ میں نہایت متفکر تھے ان دو آمیوں نے جن کو دامس رحمۃ اللہ علیہ نے اطلاع کے لئے بھیجا تھا ان کی پہلے ملاقات حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے ہوئی خالد رضی اللہ عنہ حالات سنتے ہی ایک ہزار کا لشکر جرار لے کر قلعہ کی طرف بڑھے اور نعرۂ تکبیر اس زور سے بلند کیا کہ رومی حواس باختہ ہو گئے خالد رضی اللہ عنہ نے گرج کر اپنے آنے کا اعلان کیا رومی بھاگ گئے اور دامس رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھیوں کی جان میں جان آگئی رومی منتشر ہو گئے اور مسلمانوں نے ان کو مارنا شروع کیا حضرت ضرار رضی اللہ عنہ بڑھ بڑھ کر گردنیں اڑا رہے تھے اب رومیوں نے شور و غوغا برپا کر کے لفون لفون کہنا شروع کیا یعنی امان امان مسلمانوں نے بھی تلوار روک لی اس وقت تک ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بھی افواج اسلامیہ کے ساتھ یہاں پہنچ گئے تھے مسلمان آپ کی رائے کے منتظر تھے آپ نے سب قلعہ والوں کو حاضر کرنے کا حکم دیا چنانچہ جب وہ لوگ حاضر ہو گئے تو آپ نے ان کو اسلام کی دعوت دی سب سے پہلے یوقنا اور ان کے چند سرداروں نے اسلام قبول کیا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے رومیوں کے بوڑھوں اور بچوں کو چھوڑ دیا اور نواح کے دیہاتیوں کو معاف کر کے جزیہ مقرر کر کے واپس کیا اور قلعہ کا سامان مال غنیمت کے طور پر جمع کیا حضرت دامس رحمۃ اللہ علیہ کو دوگنا حصہ دیا اور جب تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کے زخم ٹھیک نہ ہوئے مسلمان وہیں پر ٹھہرے رہے۔

ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے یوقنا سے پوچھا کہ کل تک تو تم ہمیں ہلاک کرنا چاہتے تھے اور آج اتنے مخلص مسلمان کیسے نظر آ رہے ہو؟ یوقنا نے کہا کہ جب آپ قلعہ میں داخل ہو گئے تو میں سوچتا تھا کہ یہ کیسے ہو گیا ہم اتنے زیادہ اور مضبوط اور یہ لوگ اتنے قلیل اور کمزور اسی سوچ میں سو گیا، رات کو خواب میں چاند سے زیادہ خوبصورت اور مشک و عنبر سے زیادہ معطر شخص کو میں نے دیکھا پوچھا تو معلوم ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی جماعت کے ساتھی ہیں میں نے آ کر ان کے ہاتھ کا بوسہ لیا وہ مجھ سے فرمانے لگے یوقنا! یوں کہہ دو

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور میں وہی محمد ﷺ ہوں جس کی بشارت عیسیٰؑ نے دی تھی میں نے کہا کہ آپ ﷺ میرے لئے دعا فرمادیں کہ میں عربی بولنا سیکھوں اگر آپ سچے رسول ہیں تو مجھے عربی آجائے گی آپ نے میری طرف اشارہ کیا جب میں بیدار ہوا تو فصیح عربی جانتا تھا اور اب آپ کے سامنے بھی عربی بول رہا ہوں اس لئے میں اسی وقت مسلمان ہو چکا تھا یوقنا دوران گفتگو زاروقطار رو رہا تھا کہ اس نے اپنے بھائی یوحنا اور دوسرے لوگوں پر کتنا ظلم کیا ہے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تیرا بھائی شہید ہو کر جنت پہنچ گیا ہے اب تم پر کوئی ملامت نہیں ہے یوقنا نے کہا تم لوگ گواہ رہو کہ میں آئندہ جو جہاد فی سبیل اللہ کروں گا اس کا ثواب میرے بھائی یوحنا کا ہوگا اس گفتگو کے بعد مسلمان آئندہ کا لائحہ عمل سوچنے لگے کہ کدھر کا رُخ کریں کیونکہ حلب فتح ہو چکا تھا بڑے بڑے سردار یا مارے گئے تھے یا قید میں تھے اس موقع کے مطابق راقم الحروف نے پھر کہا:

من عهد عاد كان معروفاً لنا
اسر الملوك وقتلها وقتالها

معرکۂ قیساریہ میں فتح اعزاز

جنگ کا نواں مرحلہ

حضرت عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں فتح شام میں ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا اور آپ کے لشکر میں کام کر رہا تھا جو رومی لوگ دین اسلام میں داخل ہو گئے تھے زیادہ تر انہیں کے ساتھ رہا کرتا تھا میں نے ان میں سے کسی بھی شخص کو یوقنا سے زیادہ مخلص، محنت میں کامل، جہاد کا حامی اور رومیوں کی جنگ کا ماہر نہیں دیکھا بخدا اس نے مسلمانوں کی خیر خواہی کی اور کفار کے ساتھ زبردست جہاد کر کے اپنے رب تعالیٰ کو راضی کیا۔

الغرض ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے یوقنا سے مشورہ لیا کہ کدھر کا رخ کرنا چاہیئے یوقنا نے کہا کہ اے امیر! اعزاز کا قلعہ بڑا مستحکم قلعہ ہے وہاں میرا چچازاد بھائی حاکم ہے جس کا نام دادریس ہے وہ سخت جنگجو قسم کا آدمی ہے اگر آپ رضی اللہ عنہ نے انطاکیہ کا رخ کیا تو یہ شخص پیچھے مفتوحہ علاقوں پر حملہ کر دے گا میری عقل میں یہ بات آتی ہے کہ آپ مجھے سو سوار رومیوں کے لباس میں ملبوس کر کے دے دیں میرے جانے کے بعد آپ کسی عربی سردار کو ایک ہزار فوج دے کر روانہ کریں میں تین میل تک آگے آگے بھاگوں گا گویا کہ میں نے شکست کھائی ہے اور وہ میرے پیچھے دوڑتے ہوئے آئیں میں قلعہ کے پاس مدد کے لئے چیخ وپکار کروں گا تو دادریس مدد کے لئے آئے گا میں کہوں گا کہ عربوں نے میرا تعاقب کیا ہے مجھے بچاؤ وہ مجھے اور میرے سو ساتھیوں کو جگہ دے گا رات کو ہم قلعہ میں کاروائی شروع کر دیں گے اور ایک ہزار مسلمان قلعہ کے قریب چھپ جائیں عین صبح کے وقت قلعہ کے دروازہ پر پہنچ جائیں پھر مشترکہ کاروائی ہوگی۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے یوقنا کو وعظ ونصیحت کر کے سو شہسوارانِ اسلام ان کے حوالہ کر کے رومیوں کی طرف روانہ کیا سب کو رومی لباس میں ملبوس کیا اور دس قبائل سے دس دس بہادر چن لئے جب یہ حضرات بالکل تیار ہو گئے تو ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں آپ حضرات کو ایسے شخص کے ساتھ روانہ کر رہا ہوں جس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کیا ہے میں تم لوگوں پر سب سے پہلے ہر ایک طائفہ پر ایک ایک امیر مقرر کرتا ہوں اور پھر سب پر اللہ تعالیٰ کو حاکم بنا کر روانہ کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کا حکم مانا کرو اور امیر کی اطاعت کرو، عبداللہ یوقنا رحمہ اللہ ان ساتھیوں کو لے کر جب تین میل کے فاصلے پر پہنچ گئے تو ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے مالک نخعی رضی اللہ عنہ کی ماتحتی میں ایک ہزار لشکر دے کر روانہ کیا تاکہ یہ لوگ ان کا پیچھا کریں اور پھر قلعہ کے قریب کسی جگہ میں چھپ جائیں مالک نخعی رضی اللہ عنہ رات کے وقت قلعہ کے قریب پہنچ گئے اور میرہ نامی گاؤں میں اپنے

ساتھیوں سمیت چھپ گئے حضرت ابن عاصم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یوقنا کے ساتھ جب ہم قلعہ کے قریب پہنچ گئے تو وہ ہم سے اس طرح مخاطب ہوا:

''اے نوجوانانِ عرب! اب ہم چونکہ دشمن کے بالکل قریب پہنچ گئے اور وہ لوگ اب تمہاری زبان سے آشنا ہو گئے ہیں اس لئے آپ لوگ کوئی بات نہ کریں میں خود ترجمانی کروں گا خبردار کوئی عربی کلمہ تمہاری زبان سے نہ نکلے اور جب یہ دیکھو کہ میں نے دشمن کو نرغہ میں لے لیا ہے بس پھر تم اپنا کام شروع کر دو۔''

تقدیر کے فیصلے کا تو ان کو معلوم نہیں تھا کہ آگے ان کے ساتھ کیا ہونے والا ہے یہ گفتگو کر کے سب آگے بڑھنے لگے۔

ادھر یوقنا کی تدبیر کی مکمل جاسوسی ہو گئی تھی اور والئی اعزاز کو جاسوسوں نے مکمل طور پر آگاہ کر دیا تھا کہ یوقنا آرہا ہے اور ان کے ساتھ اتنے عرب ہیں اور یہ منصوبہ ہے۔ مالک نخعی رضی اللہ عنہ نے ایک عرب نصرانی کو قید کر کے جب اس سے پوچھ گچھ کی تو معلوم ہوا کہ دشمن نے اس طرح پانچ سو سواروں کو روانہ کیا ہے اور یوقنا کا حیلہ اور تدبیر کی اطلاع پہلے ہو چکی ہے سامنے سے وہ پانچ سو کا لشکر نمودار بھی ہوا اس شخص نے کہا کہ جان بچاؤ اور واپس چلے جاؤ مگر مالک نخعی نے اپنے ایک ہزار ساتھیوں کو ایک گھاٹی میں بٹھا دیا اور جب رات کو وہ لوگ ان کے درمیان آ گئے تو مسلمانوں نے ایک دم ان پر حملہ کیا اور سب کو قتل کر دیا اور ان کے لباس خود پہن لئے تا کہ رومی معلوم ہوں اور صلیبوں کو ہاتھ پر اٹھایا اور کھڑے ہو گئے حضرت مالک رضی اللہ عنہ نے اس قیدی عیسائی پر اسلام پیش کیا اس نے بالآخر اسلام قبول کر لیا۔ مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا دیکھو اپنے گناہوں کو دھونے کے لئے ایک کام تو کرو اس نے کہا کیا کام ہے میں حاضر ہوں؟ مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم جا کر والئی اعزاز کو یہ خبر دے دو کہ راوندان کا حاکم عیسائی تمہاری مدد کے لئے نکل چکا ہے اس نے کہا یہ کام میں کروں گا لیکن آپ مجھے ایک اور آدمی دے دیں تا کہ وہ

میری گفتگو سنیں اور آپ کو پورا اعتماد ہو جائے مالک رضی اللہ عنہ نے اپنے چچازاد بھائی راشد بن قیس کو ان کے ساتھ روانہ کیا یہ حضرات نہایت پہرے کے اندر سے گذر رہے تھے کیونکہ والئی اعزاز نے چار ہزار لشکر کو تیار رہنے کا حکم دیا تھا ایک مقام پر جب یہ لوگ پہنچ گئے تو قلعہ کے اندر سے ایسا شور وغوغا اٹھ رہا تھا گویا کہ اندر جنگ ہو رہی ہے یہ دونوں وہاں خاموش کھڑے رہے قلعہ میں جنگ کی وجہ یہ تھی کہ یوقنا جب اپنے ایک سو ساتھیوں کے ساتھ قلعہ کے قریب گیا تو والئی اعزاز دادریس خود پیدل چل کر اس کے استقبال کے لئے نکلا اور قریب آ کر اس نے یوقنا کے گھوڑے پر حملہ کر دیا یوقنا گھوڑے سے گرا اس نے یوقنا کو گرفتار کر لیا اور باقی سو صحابۂ کرام کو بھی گرفتار کر کے رسیوں میں باندھ دیا اور کہا کہ میں تمہیں ہرقل کے پاس بھیجوں گا وہ سب کو قتل کرے گا اور یوقنا کو انطاکیہ کے چوراہے پر سولی چڑھائے گا اس نے یوقنا کو سخت سست کہا کہ مسیحؑ تجھ سے ناراض ہے تو نے غداری کی ہے مذہب کو تبدیل کیا ہے اور پھر اس کے چہرے پر کچھ دیر تک تھوکتا رہا اور پھر سب کو لے جا کر ایک قلعہ میں بند کر دیا، اس نے ان لوگوں پر ایک نگران مقرر کیا جس کا نام لاوان تھا اور وہ خود اس والی کا لڑکا تھا وہ لڑکا یوقنا کو پہلے سے جانتا تھا اور چاہتا تھا کہ یوقنا کی لڑکی کسی طرح اس کے نکاح میں آ جائے آج یوقنا اس کی قید میں تھا وہ خود نگران تھا وہ لڑکا یہ جانتا تھا کہ یوقنا ان کے باپ سے مذہبی بنیاد پر زیادہ علم رکھتا ہے اور یوقنا نے جب اسلام قبول کر لیا ہے تو لامحالہ یہ دین حق ہو گا اس لڑکے نے سوچا کہ اگر میں بھی مسلمان ہو جاؤں اور یوقنا سے اس کی لڑکی کی بات کر دوں تو اسلام بھی نصیب ہو جائے گا اور لڑکی بھی، اس نے جا کر یوقنا سے کہا کہ اگر آپ مجھے اپنی لڑکی نکاح میں دو گے تو میں مسلمان بھی ہو جاؤں گا اور تم سب کو رہا کر دوں گا اور اپنے باپ کو قتل بھی کر دوں گا یوقنا نے فرمایا بیٹے اسلام قبول کر لو اور بغیر کسی لالچ کے اللہ کی رضا کے لئے قبول کرو باقی معاملات ہمارے اپنے ہیں لڑکی کی کیا

بات ہے۔ چنانچہ وہ لڑکا مسلمان ہو گیا اور باپ کے قتل کے لئے گیا مگر اس کی بہنوں اور ماں نے پہلے سے باپ کا کام تمام کر دیا تھا یوقنا نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں نے تمہاری رہائی کو اپنی بیٹی کا مہر بنا دیا ہے تم گواہ رہو میں نے اپنی بیٹی اس کے نکاح میں دے دی ہے وہ لڑکا واپس آیا اور باپ کے قتل کا سارا قصہ سنایا۔ یوقنا نے اپنی تلوار ہاتھ میں لی اور صحابہ رضی اللہ عنہ کو اشارہ کیا کہ اب کاروائی شروع کرنے کا وقت ہے چنانچہ قلعہ کے اندر نعرۂ تکبیر بلند ہوا تسبیح و تہلیل اور درود پاک کی گونج اٹھی اندر سے رومیوں نے بھی کاروائی شروع کی اور گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی، باہر کے دو مسلمانوں کو پتہ چلا تو فوراً مالک رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور سارا قصہ سنا دیا حضرت مالک نے صحابہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اپنے ساتھیوں کی مدد کے لئے پہنچو چنانچہ سو مسلمان تو حفاظت کے لئے ادھر ہی رہ گئے اور باقی گھوڑوں پر سوار ہو کر قلعہ کی طرف بھاگ پڑے نیزے تنے ہوئے تھے، باگیں چھوٹی ہوئی تھیں اور گھوڑے وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا کا مظاہرہ کرتے ہوئے قلعہ کی طرف سرپٹ دوڑ رہے تھے جب اسلامی فوج قلعہ کے پاس پہنچ گئی تو ذمہ دار عیسائیوں نے کہا کہ قلعہ کھول دو کیونکہ یہ حاکم راوندان ہماری مدد کے لئے آ رہا ہے رومیوں کے لباس اور صلیبوں کی وجہ سے انہوں نے مسلمانوں کو نہیں پہچانا۔ جب دروازہ کھولا گیا اور لشکر اسلام اندر داخل ہوا تو سب نے نعرۂ تکبیر بلند کیا تکبیر و تسبیح و تہلیل کے فلک شگاف نعروں سے قلعۂ کفر گونج اٹھا۔ فَتَحَ اللّٰهُ وَخَذَلَ الْكُفْرُ کی صدائیں بلند ہوئیں اہل اعزاز نے جب اپنے آپ کو اندر اور باہر دونوں طرف سے گھرے ہوئے دیکھا تو ہتھیار پھینک دیئے اور لفون لفون، امان امان پکارنے لگے مسلمانوں نے فوراً تلواریں روک دیں اور ہتھیار اور دوسری اشیاء پر قبضہ کر لیا قیدیوں کو حراست میں لے لیا گیا، مسلمانوں نے یوقنا اور اس کے ساتھیوں کا شکریہ ادا کیا اور سب نے اس فتح پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ کفر کے سرغنے زمین پر تڑپ رہے تھے اور

کچھ قید میں تھے اور راقم نے کہا:

من عهد عادٍ كان معروفالنا
اسر الملوك وقتلها وقتالها

حضرت مالک نخعی رضی اللہ عنہ کے ساتھی اسی خوشی میں تھے کہ اچانک فضل بن عباس رضی اللہ عنہ اپنے ایک ہزار لشکر کے ساتھ بزاعہ اور منبج کے علاقوں کی فتح کی خبر لے کر واپس آ گئے۔ صحابہ کی ملاقات اور سلسلۂ کلام نے اس خوشی کو دوبالا کر دیا۔

سرزمین شام کا پایہ تخت انطاکیہ کا فتح ہونا

جنگ کا پہلا مرحلہ

حضرت مالک رضی اللہ عنہ نے یوقنا سے واپس جانے کی درخواست کی مگر یوقنا نے قسم کھالی کہ جب تک انطاکیہ کو فتح نہ کروں مسلمانوں کو چہرہ نہیں دکھاؤں گا یہ کہہ کر یوقنا نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کے لشکر سے اپنے قبیلے کے نو مسلم دو سو آدمیوں کو چن کر لیا اور انطاکیہ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ فضل بن عباس رضی اللہ عنہ باقی ماندہ لشکر کے ساتھ واپس آ گئے، یوقنا نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں ایک حیلہ کرنا چاہتا ہوں تم میری بات مانو آپ نے اس طرح حیلہ اور تدبیر کی کہ چار آدمیوں کو اپنے ساتھ لیا اور باقی آدمیوں سے کہا کہ تم چار روز تک انطاکیہ کے قریب اس مقام پر رہو اور اس کے بعد ''تاج'' کی سڑک سے اس انداز سے انطاکیہ میں آؤ گویا کہ تم عربوں سے بھاگ کر آئے ہو اس کے بعد داؤ چلانا میرا کام ہے، ابھی ان چار اشخاص کو لے کر میں ''حارم'' کے راستہ سے جا رہا ہوں اور آئندہ ملاقات ان شاء اللہ انطاکیہ میں ہوگی۔ جب یوقنا انطاکیہ کے بالکل قریب دیر سمعان کے علاقے میں پہنچے تو سامنے بڑی فوج راستوں کی حفاظت پر متعین تھی آپ سے جب پوچھا گیا کہ کون ہو؟ اور کہاں جا رہے ہو اور یہ چار آدمی کون

ہیں؟ تو آپؒ نے فرمایا کہ میں یوقنا حلب کا والی ہوں عربوں سے شکست کھا کر بھاگ چلا آیا ہوں اور ہرقل کے پاس جانا چاہتا ہوں اور یہ چار میرے ساتھی میرے قبیلہ کے لوگ ہیں یہ بھی بھاگ آئے ہیں ان لوگوں نے یقین کر کے اپنے سواروں کی معیت میں ان کو بادشاہ کے پاس پہنچا دیا بادشاہ ایک گرجا میں نماز پڑھ رہا تھا یوقنا کھڑے رہے فراغت کے بعد بادشاہ کو سلام کیا آداب بجالائے، تعارف ہوا کہ یہ یوقنا سردار حلب ہے بادشاہ اس کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا میں نے سنا ہے تم نے عربوں کا دین قبول کرلیا ہے؟ یوقنا نے کہا بادشاہ سلامت آپ نے جو سنا ہے سچ سنا ہے میں نے عربوں کو دھوکہ دینے کے لئے اسلام قبول کیا تھا تاکہ ان کے مکر وفریب کو قریب سے دیکھ کر مقابلہ کرسکوں ان سے میں نے ایک سو سرداروں کو لے کر قلعہ اعزاز فتح کرنے کا وعدہ کیا تھا اور میرا خیال تھا کہ یہاں آ کر سب کو قتل کر دوں گا مگر قلعہ اعزاز پہنچ کر دادریس نے میری کوئی بات نہ سنی اور مجھے اور تمام لوگوں کو قید کر کے رکھ دیا، ادھر سے عربوں نے قلعہ والوں پر حملہ بول دیا اور سب کو قتل کر دیا، میں اور یہ چار ساتھی بچ کر نکل آئے میں نصرانیت کی محبت میں آیا ہوں اور میں نے اسی محبت کے نتیجہ میں اپنے بھائی یوحنا کو قتل کیا ہے۔

علامہ واقدیؒ فرماتے ہیں کہ وہاں کے تمام معززین اور سرداروں نے یوقنا کی بات پر اعتماد کیا اور ہرقل خوش ہو گیا جبکہ یوقنا نے فرمایا کہ اب آپ دیکھ لیں گے کہ میں عربوں کو جنگ کا کیسا مزہ چکھاتا ہوں وہاں حلب کے ایک قلعہ میں ایک سال تک میں ان سے لڑتا رہا۔ بادشاہ نے کہا کہ حلب کی بجائے میں تمہیں انطاکیہ کا حاکم مقرر کرتا ہوں اور تیرے سر پر اپنا تاج رکھتا ہوں، یوقنا نے بادشاہ کو دعا دی ابھی یہاں یہ باتیں ہو رہی تھی کہ جسر حدید کا پاسبان دوڑتا ہوا آیا کہ حلب سے دو سو سوار آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ایک ہی قبیلہ کے لوگ ہیں اور عربوں سے بھاگ کر آئے ہیں بادشاہ

نے یوقنا سے کہا کہ تم جاؤ اور احتیاط کے ساتھ تمام احوال معلوم کر کے آؤ اگر وہ لوگ تمہارے رشتہ دار ہیں تو ان کو بلا لاؤ اور اگر دشمن کے لوگ ہیں تو پکڑ کر لاؤ تا کہ ان سے تفتیش احوال ہو سکے یوقنا نے فرمایا بادشاہ سلامت ایسا ہی ہوگا۔ یہ کہہ کر یوقنا گھوڑے پر سوار ہو کر گئے اور ان لوگوں سے ایسے انداز سے ملے کہ کسی کو پتہ نہ چلا کہ یہ لوگ پہلے سے یوقنا کے بٹھائے ہوئے ہیں، ان لوگوں نے سب کے سامنے یہ ظاہر کیا کہ ہم عربوں سے بھاگ کر آئے ہیں یوقنا نے ان کو مرحبا کہا اور پھر سب کو بطور مہمان شہر تک لائے بادشاہ نے ان سب کے لئے ایک مکان کا انتظام کیا اور سب کا اکرام کیا اور یوقنا کو انعام دیا اور بھرپور بھروسے کا اظہار کیا پھر بادشاہ نے یوقنا سے کہا کہ مرعش قلعہ میں میری چھوٹی بیٹی زیتونہ ہے اس نے آدمی بھیجا ہے وہ وہاں عربوں سے ڈرتی ہے اور ادھر میرے پاس آنا چاہتی ہے تم دو ہزار سپاہی لے کر جاؤ اور اس کو لے آؤ یوقنا نے کہا ٹھیک ہے۔ چنانچہ اعلیٰ انتظامات کر کے یوقنا کو روانہ کر دیا گیا اب یوقنا چاہتے تھے کہ کسی طرح سے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اور مسلمانوں کو پتہ چل جائے کہ ہم لوگ بادشاہ کے پاس ہیں اور تدبیر چلا رہے ہیں۔

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کی گرفتاری

جنگ کا دوسرا مرحلہ

حضرت مالک رضی اللہ عنہ نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو یوقنا کے متعلق سب کچھ بتا دیا کہ وہ اس طرح مہم پر انطاکیہ جا چکا ہے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فتح اعزاز کے سلسلہ میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو اس طرح خط لکھا:

از طرف ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ عامر بن الجراح بعالی جناب امیر المومنین عمر بن الخطاب! السلام علیکم "اللہ تعالیٰ کی تعریف اور حضرت پاک ﷺ پر درود کے بعد عرض ہے کہ اللہ نے

ہم پر کرم کیا جس کا شکر تمام مسلمانوں پر واجب ہے اللہ تعالیٰ نے کفار کے سب سے کٹھن قلعے، اور بدکاروں کے دشوار گذار شہر فتح کروادیئے، ان کے بادشاہوں کو ذلیل کیا اور ان کی زمینوں، شہروں اور مالوں کو ہمارے قبضہ میں کر دیا، قلعہ حلب (ایک سال کے بعد) فتح ہوا اور ساتھ ساتھ فتح اعزاز بھی مکمل ہوئی سردار یوقنا مسلمان ہوئے اور دل سے اسلام قبول کیا ان کے گناہوں کو اللہ معاف کر دے، ان کے وجود کو دین کے لئے نصرت، مسلمانوں کے لئے عبرت اور کافروں کے لئے ہلاکت کا سبب بنا دے اب اس وقت وہ ایک حیلہ چلانے کے لئے انطاکیہ گئے ہوئے ہیں انہوں نے اپنی جان کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو راضی کرنے کے لئے ہلاکت میں ڈالا ہے آپ کو یہ خط لکھ رہا ہوں اب ہمارا ابھی انطاکیہ جانے کا ارادہ ہے تاکہ وہاں جا کر رومی باغیوں ہرقل وغیرہ کی سرکوبی کریں، اب انطاکیہ کے سوا ملک شام میں کوئی قابل ذکر قلعہ بغیر فتح کیے نہیں رہا ہے، ہم اس قلعہ کے خزائن کو چھیننا چاہتے ہیں جیسا کہ ہمارے نبی ﷺ نے ہم سے وعدہ فرمایا تھا تمام مسلمانوں کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ" اس خط کے ساتھ خمس کا مال بھی مدینہ منورہ روانہ کیا گیا۔

اس کے بعد ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کو بلا کر ان کو دو سو سوار دے کر حکم دیا کہ راستوں کو تاخت و تاراج کرتے ہوئے انطاکیہ کی طرف بڑھے چلو حضرت ضرار رضی اللہ عنہ دو سو سوار لے کر کچھ معاہد اشخاص کو بھی ساتھ لے کر رسول اللہ ﷺ کے غلام حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی معیت میں چلے جا رہے تھے، معاہد راستہ بتلا رہے تھے۔ جب یہ حضرات مرج دابق مقام پر پہنچے تو معاہد نے کہا کہ یہیں پر آرام کرو، تھکے ماندے تھے رات بھر سفر کیا تھا سحری کے وقت سو گئے اور سوتے چلے گئے، آنکھ اس وقت کھلی جب جبلہ کے بیٹے ایہم بن جبلہ نے سب کو گھیرے میں لے لیا تھا، یہ کم بخت اچانک آپڑا، حضرت ضرار رضی اللہ عنہ ایک سو ساتھیوں کے ساتھ جاگ اٹھے مگر باقی ساتھی اس وقت اٹھے جبکہ کفار نے مارنا شروع کر دیا تھا، مسلمانوں کے گھوڑے بھاگ چکے پیدل لڑائی شروع ہو گئی

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ شیر ببر کی طرح گونجتے گرجتے میدان میں نکل آئے اور مسلمانوں کو چوکنا کیا آپ نے فرمایا کہ بس اب موت ہے اور الجنة تحت ظلال السیوف کو تم خوب جانتے ہو، آگے بڑھو اور دشمن کو لے لو۔

حضرت سمرہ بن غانم رضی اللہ عنہ ایک فصیح و بلیغ خطیب تھے آپ نے ایک پر مغز خطبہ جلدی جلدی دیا اور محمدی کچھار کے شیروں نے کفار اشرار پر ایک دم حملہ کر دیا۔ حضرت ضرار سب سے آگے تھے اور یہ اشعار گا رہے تھے۔

اَلاَفَاحْمِلُوْا نحو اللئام الكَوَاذِبِ
وَارْوَوْاسُیُوفًا مِنْ دِمَاءِ الكَتَائِبِ
وَذُبُّوا عَنِ الدِّیْنِ المُعَظَّمِ فی الوَرٰی
وَارْضُوا اِلٰهَ الحَقِّ رَبَّ المواهِبِ
فَمَنْ كَانَ فِیْكُم یَبْتَغِیْ عِتْقَ رَقْبَةٍ
مِنَ النَّارِفِی یَوْمِ الجزا والمآرِبِ
فَیَحْمِلُ هٰذا الیَوْمِ حَمْلَةَ ضَیْغَمٍ
وَیُرْضِی رَسُوْلاً فِی الوَرٰی غیرَ کاذبِ

ترجمہ: خبردار! ان نالائقوں جھوٹوں پر حملہ کر دو اور اپنی تلوار کی پیاس ان لشکروں کے خون سے بجھا دو، اپنے دین معظم سے دنیا میں ان کو ہٹا دو اور اپنے انعامات والے پروردگار کو راضی کر دو جو شخص تم میں سے قیامت میں دوزخ سے بچنے کی آرزو رکھتا ہے، وہ آج شیر کی طرح کفار پر حملہ کر دے اور اپنے سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کر دے۔

علامہ واقدیؒ فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے اور حملہ کرتے جاتے تھے لوگ پیچھے تھے اور سب اپنی جانوں کو اللہ کے لئے پیش کر رہے تھے جنگ اتنی تیز تھی کہ جس کا بیان کرنا مشکل ہے ایہم بن جبلہ مسلمانوں اور خصوصاً حضرت ضرار رضی اللہ عنہ

کے حملوں کو دیکھ کر تعجب کر رہے تھے بالآخر ایہم بن جبلہ نے اپنی فوج کو بھرپور حملے کا حکم دے دیا اور کہا کہ اس جوان کے گھوڑے کو چھلنی کر دو چنانچہ سب کفار اشرار نے مل کر حضرت ضرار رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا آپ کا گھوڑا گرا اور آپ رضی اللہ عنہ بھی گھوڑے سے نیچے گر گئے نصرانیوں نے آپ رضی اللہ عنہ پر ہجوم کیا اور آپ کو پکڑ کر رسیوں میں باندھ لیا آپ کے ساتھیوں کو بھی قید کر لیا اور سب کو انطاکیہ روانہ کیا۔

ایہم بن جبلہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو قید میں لے جا رہا تھا کہ راستہ میں یوقنا سے آمنا سامنا ہوا معلوم کرنے سے پتہ چلا کہ وہ بھی ہرقل کی ایک مہم پر مرعش سے اس کی بیٹی کو انطاکیہ لے جا رہا ہے یوقنا کو ایہم بن جبلہ نے حضرت ضرار رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی جنگ کا پورا نقشہ سنا دیا اور پھر ان کی گرفتاری کی پوری داستان سنا دی یوقنا کا دل دھڑکنے لگا مگر بات چھپائی اور ایہم بن جبلہ کو ظاہری طور پر شاباش دی اور کہا کہ آپ نے ایسے شخص کو قید کر لیا ہے جنہوں نے سرزمین شام کو تہہ و بالا کر کے رکھ دیا ہے اور بڑے بڑے سرداروں کو مارا ہے اب یہ لوگ سب مل کر انطاکیہ روانہ ہو گئے۔

ہم نے ان کے سامنے اول تو جذبہ رکھ دیا
پھر کلیجہ رکھدیا دل رکھدیا سر رکھ دیا

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہرقل کی قید میں

جنگ کا تیسرا مرحلہ

علامہ واقدیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس جنگ میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ بھی تھے جب یہ لوگ گرفتار ہوئے تو رات کے وقت حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرف بھاگنے لگے تا کہ ان کو اطلاع کر دیں راستہ میں ایک

شیر اچانک سامنے آیا حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے شیر! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں خادم ہوں اور پھر اپنا پورا قصہ شیر کے سامنے سنا دیا شیر دم ہلاتا ہوا آپ کے پاس آیا اور پھر ڈکارتے ہوئے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کو اپنی حفاظت میں لے لیا اور آبادی تک حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کو پہنچا دیا۔

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے جب مسلمانوں کی گرفتاری کا ذکر کیا تو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ بڑے پریشان ہوئے حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے جب سنا تو رونے لگے اور فرمایا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پھر حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کی بہن خولہ رضی اللہ عنہا کو جب خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پھر کہنے لگیں اے بھائی! کاش مجھے خبر ہوتی کہ تمہیں زنجیروں میں جکڑ دیا گیا ہے یا لوہے میں قید کر لیا گیا ہے یا جنگل میں پھینک کر تمہیں تمہارے خون سے رنگ دیا گیا ہے حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے بھائی کے فراق میں کافی اشعار پڑھے جس سے اردگرد کی تمام عورتیں بھی رونے لگیں ان خواتین میں ایک حضرت مزرعہ رضی اللہ عنہا تھیں ان کے بیٹے کو بھی قید کر لیا گیا تھا انہوں نے بھی کافی اشعار پڑھے جن کے چند اشعار یہ ہیں:

فَیَا وَلَدِیْ مُذْغِبْتَ کَدَّرْتَ عَیْشَتِیْ
فَقَلْبِیْ مَصْدُوْعٌ وَطَرْفِیْ دَامِعٌ

وَفِکْرِیْ مَقْسُوْمٌ وَعَقْلِیْ مُوْلَہٌ
وَدَمْعِیْ مَسْفُوْحٌ وَدَارِیْ بَلَاقِعٌ

فَاِنْ تَکُ حَیًّا صُمْتُ لِلّٰہِ حِجَّۃً
وَاِنْ تَکُ الْآخَرُ فَمَا الْحُرُّ جَازِعٌ

ترجمہ: میرے بیٹے! جب سے تم غائب ہوئے ہو میرا عیش مکدر ہو گیا ہے دل پھٹ گیا، فکر بٹ گئی، آنسو جاری ہیں اور عقل بے ہوش و پریشان ہے

اور گھر ویران ہے اگر تم زندہ ہو تو میں اللہ کے لئے ایک سال کے روزے رکھوں گی اور اگر کوئی دوسری بات ہے تو شریف جزع فزع نہیں کرتا۔

جب ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا خط حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھ لیا اور جواب میں لکھا کہ بغیر کسی تاخیر کے آپ انطاکیہ کی طرف روانہ ہو جائیں اس خط کے بعد ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ انطاکیہ روانہ ہو گئے اور لشکر اسلام آپ کے ساتھ تھا ادھر ہرقل کو خوشخبری دے دی گئی کہ تمہاری بیٹی صحیح سالم آرہی ہے اور ایہم بن جبلہ دو سو مسلمانوں کو قید کر کے لا رہا ہے بادشاہ نے جشن منانے کا اعلان کیا شہر انطاکیہ کو سجایا گیا اور استقبال کے بڑے انتظامات کئے گئے فقراء میں کھانا تقسیم کیا اور لباس فاخرہ خود ہرقل اور ارکان دولت نے زیب تن کیا اس شہر میں سب سے پہلے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم قیدیوں کی حیثیت سے داخل کئے گئے بعض بد بخت ان کے چہروں پر تھوکتے جاتے تھے اور ہر طرف سے ان سب کو گالیاں دی جا رہی تھیں ایہم بن جبلہ اور یوقنا ایک ساتھ بادشاہ کے پاس پہنچے آداب بجالائے بادشاہ نے ان کو انعام دے کر حکم دیا کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے سامنے لاؤ، ہتھکڑیوں میں جکڑے ہوئے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہ کے سامنے کھڑے ہو گئے، آوازیں آئیں کہ بادشاہ کے سامنے سجدہ کرلو حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے لئے یہ جائز نہیں کہ ہم مخلوق کے سامنے سجدہ کریں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اس سے منع فرمایا ہے۔

پھر ہرقل نے قیس بن عامر انصاری رضی اللہ عنہ سے اسلام کے بارے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بڑے تفصیلی سوالات کئے حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے تفصیل سے جواب دیا، اس مجلس میں عیسائیوں کا بڑا پوپ بھی بیٹھا ہوا تھا اس نے کہا کہ بادشاہ سلامت! عیسیٰ علیہ السلام نے جس نبی کی خوشخبری دی ہے وہ ابھی تک آیا نہیں ہے یہ لوگ تاویلیں کرتے ہیں اس پر حضرت ضرار رضی اللہ عنہ بے قابو ہو گئے اور کہا اے رومی کتے! تو جھوٹا ہے اور یہ تیری ملعون شکل بھی جھوٹی ہے تم تو نہ عیسیٰ علیہ السلام کو ماننے والے ہو اور نہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حالانکہ انجیل اور تورات میں

محمد ﷺ کی خبر دی گئی ہے اور وہ وہی محمد بن عبداللہ مکی مطلبی ہیں مگر کفر نے تمہیں اندھا کر دیا ہے۔ ہرقل نے پوچھا یہ کون شخص ہے؟ حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ صحابی رسول ﷺ ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ ہے جن کے کارنامے مشہور ہیں، بادشاہ نے کہا اچھا یہ وہ شخص ہے جو کبھی پیدل لڑتا ہے کبھی سوار، کبھی لباس میں اور کبھی برہنہ بدن، کہا ہاں۔ اس پر بادشاہ چپ ہو گیا مگر پادری کو غصہ آیا اور وہ کھڑا ہو گیا جو ارکان دولت تھے وہ بھی کھڑے ہو گئے اور بادشاہ کی جان کے لئے خطرہ بن گئے۔ ہرقل نے جب دیکھا کہ معاملہ بگڑ گیا ہے تو اپنی جان بچانے کے لئے حکم دیا کہ ضرار رضی اللہ عنہ کو قتل کر دو چنانچہ ہتھکڑیوں میں جکڑا ہوا یہ صحابی رسول ﷺ چاروں طرف سے حملوں کے زد میں آ گئے آپ پر ہر طرف سے تلواریں چل رہی تھیں جس کے نتیجے میں آپ کے جسم پر ایک سو چودہ زخم آئے مگر خدا نے ان کو بچانا تھا کوئی مہلک زخم نہیں آیا، پادری نے دل تو ٹھنڈا کیا مگر اب مطالبہ کیا کہ ضرار رضی اللہ عنہ کی زبان کاٹ ڈالو۔ جب یوقنا نے یہ دیکھا تو آگے بڑھا اور بادشاہ سے کہا کہ اب یہ شخص ویسے ہی مرنے والا ہے اس لئے زبان کاٹنے کی کیا ضرورت ہے ہاں کل تک اس کو مہلت دو اگر بچ گیا تو پھر زبان کاٹ دو ہرقل نے کہا ٹھیک ہے اور تم اس کو اپنے ہاں لے جاؤ۔ چنانچہ یوقنا نے حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کو اپنے ہاں لے جا کر مرہم پٹی کی حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ یہ تو یوقنا ہے تو کہنے لگے کہ شاید تم لوگ اسلام سے پھر گئے ہو؟ یوقنا کا بیٹا بھی باپ کے ساتھ اس خدمت میں شریک تھا رات کے وقت حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے انتہائی دردناک قسم کے اشعار ایک لمبے قصیدے کی شکل میں ان کو لکھوائے اور وہاں مسلمانوں تک پہنچانے کا فرمایا جب قاصد یہ اشعار لے کر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے سامنے پڑھ کر سنائے، لوگ یاد کر کے بہت پریشان ہوئے حضرت خالد رضی اللہ عنہ بھی بہت پریشان تھے اور حضرت خولہ نے تو اجازت مانگی کہ مجھے بدلہ لینے کی اجازت دے دیں ادھر ہرقل کو یہ خطرہ لاحق ہو گیا کہ مسلمان

انطاکیہ کی طرف بڑھ رہے ہیں اس نے یوقنا کو اتفاق رائے سے امیر الحرب مقرر کیا اور
تمام فوج ان کی کمانڈ میں دے کر گرجا میں گیا اور نماز نصرت پڑھی دعائیں کروائیں او
پھر کہا کہ یہ دو سو مسلمان لے آؤ تا کہ ان کو ذبح کر کے قربانی کا کام پورا کیا جائے اس پر
یوقنا نے کہا کہ بادشاہ سلامت آپ دیکھ رہے ہو کہ میدان جنگ تیار ہے اگر آپ کے
لوگ قید ہو گئے تو مسلمان ان کا براحشر کر دیں گے اس لئے میرا مشورہ ہے کہ ان دو سو
مسلمانوں کو ابھی قتل نہ کیا جائے ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ ہمارے کسی کام آ جائیں۔ اس
دوران پادریوں اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہ کی شدید مناظرے کے انداز میں گفتگو ہوئی اپنے
اپنے مفاخر کا تذکرہ بھی ہوا اور خوب ایک دوسرے کے بارے میں قومی وملی و مذہبی
برائیاں بیان ہوئیں ادھر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ افواج اسلام لے کر جسر الحدید تک
پہنچ گئے جو انطاکیہ کے بالکل قریب تھا تا کہ انطاکیہ پر حملہ کریں۔

(نوٹ): میرے مسلمان بھائیو! خدارا کچھ تو سوچو! ہمارے اسلاف نے کیسی کیسی
قربانیاں پیش کی ہیں۔ ہرقل کے دربار میں ان نفوس قدسیہ کی حالت کو دیکھو اور ان
کے مصائب اور پھر استقلال کو دیکھو اور پھر ان دعویداروں پر ماتم کرو جو دن رات
کہتے تھکتے نہیں کہ ہمارا کام صحابہ کا کام ہے اور جب جہاد کی بات آتی ہے تو کہتے
ہیں ہم ٹھیک ہو جائیں گے تو بس کافر خود بخود مٹ جائیں گے ہمارے اعمال کے
اثرات سے ان کی حکومتیں ٹوٹ جائیں گی صحابہ کی قربانیوں کو دیکھو اور ان کے اعمال
کو بھی دیکھو کیا کوئی ملک بغیر قربانی کے صرف زبانی جمع خرچ سے ٹوٹا ہے؟

زور بازو آزما شکوہ نہ کر صیاد سے
آج تک کوئی قفس ٹوٹا نہیں فریاد سے

مسلمانوں کا انطاکیہ پر چڑھائی کرنا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کرامت

جنگ کا چوتھا مرحلہ

علامہ واقدیؒ فرماتے ہیں کہ مسلمان انطاکیہ پہنچ گئے اور وہاں کا ایک اہم پُل بھی یوقنا ؒ کی تدبیر سے مسلمانوں کے ہاتھ میں آ گیا۔

ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے خالد! ہم رومی کتوں کی سرزمین یعنی انطاکیہ پہنچ گئے ہیں چند ساعت میں بادشاہ کا لشکر ہمارے مقابلے میں پہنچنے والا ہے ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے امین امت! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ

آپ اپنی فوج کو تیار رہنے کا حکم دیں اور ایک ایک سردار کے ماتحتی میں فوجوں کو پے در پے روانہ کریں۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا اور سب سے پہلے سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی ماتحتی میں اس کے بعد رافع بن عمیرہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں پانچ پانچ ہزار سوار روانہ کیے ان کے پیچھے حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ کو نشان دے کر تین ہزار کے لشکر کے ساتھ ان کو بھیجا۔ اس کے بعد رایۃ العقاب جس کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خود حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے لئے باندھا تھا حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے لے لیا اور اپنے ساتھ بڑا لشکر لے کر روانہ ہوئے اس کے بعد خود حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بقیہ لشکر لے کر چل پڑے، رومی اپنے خیموں اور علاقوں میں تھے کہ اچانک انہیں لشکر اسلام کے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنائی دی رومیوں نے جلدی جلدی اپنی فوج ترتیب دی سب سے پہلے ان کو حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کا اسلامی جھنڈا نظر آیا اور پھر یکے بعد دیگرے جھنڈے نمودار ہونا شروع

ہوئے اور سب سے آخر میں ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اپنی فوج ظفر موج کے ساتھ تشریف لائے اور سب نے وہاں ڈیرہ ڈال دیا، ہرقل کو جب پتہ چلا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انطاکیہ میں داخل ہو گئے ہیں تو اس نے اپنے ارکان دولت، والیان مملکت اور افسران حکومت کو ایک بڑے کنیسہ گرجا گھر میں جمع کر کے ایک طویل تقریر کی، عیسائیت کے فضائل بیان کر کے ان کو غیرت دلائی اور کہا۔

کہ اب اپنے گھر کی فکر کرو میں نے تمہیں بہت پہلے کہا تھا کہ عربوں کے ساتھ صلح کر لو مگر تم نہ مانے، میں نے تمہیں کہا تھا کہ یہ دین برحق ہے اس کا مقابلہ مت کرو مگر تم سننے کے لئے تیار نہ ہوئے بلکہ الٹا مجھے قتل کرنا چاہا اب عرب اپنے بیوی بچوں کو لے کر آئے ہیں ان کا نکالنا بغیر ہمت اور جرأت کے آسان کام نہیں ہے قربانی دینی پڑے گی تب جا کر اپنی عورتوں اور بچوں کی حفاظت ہو سکے گی۔ یاد رکھو اگر تم نے اپنے وطن عزیز کی حفاظت اغیار سے نہ کی اور عربوں کو تلواروں کی باڑ کے سامنے رکھ کر انہیں موت کے دروازے تک نہ پہنچایا تو نہایت ذلت کا سامنا ہوگا، کہاں گئی تمہاری عزت اور کہاں ہے تمہارے اسلاف کی تاریخ؟ آج عربوں نے تمہارے گھروں میں سکونت اختیار کر لی ہے تمہارے گرجاؤں کو مسجدوں میں تبدیل کر دیا ہے، تمہارے باشاہوں کو ذلیل کر کے تمہاری عورتوں کو باندیاں اور تمہارے بچوں کو غلام بنا لیا ہے۔

ہرقل کی یہ تقریر سن کر جبلہ بن ایہم غسانی کھڑا ہوا اور کہا اے بادشاہ! عربوں کی یہ جنگ اور جرأت مدینہ میں ان کے خلیفہ عمر رضی اللہ عنہ کی وجہ سے ہے اگر آپ اجازت دے دیں تو میں ایک غسانی بہادر کو مدینہ بھیج دوں تا کہ وہ چپکے سے اسے قتل کر دے اس کے قتل کی خبر جب یہ لوگ سنیں گے تو شام کا ملک چھوڑ کر یہاں سے بھاگ جائیں گے۔ ہرقل نے کہا کہ یہ خوش کن اور دل بہلانے والی بات ہے جس کا کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا ہے تاہم اگر تم چاہو تو ایسا کر گزرو۔

جبلہ نے ایک آدمی واثق بن مسافر کو اس کام کے لئے روانہ کیا جو مشہور بہادر تھا یہ آدمی مال اور حکومت کی لالچ میں اس ارادے سے مدینہ منورہ پہنچ گیا اس نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو تنہا ایک باغ میں سوتے ہوئے پایا اور قتل کا ارادہ کیا کہ اچانک ایک شیر نمودار ہوا اور حفاظت کے لئے پہرہ دینے لگا شیر کے ڈر سے وہ آدمی درخت پر چڑھ گیا جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی آنکھ کھلی تو شیر چلا گیا وہ آدمی درخت کے اوپر سے یہ سارا نظارہ دیکھ رہا تھا وہ آدمی یہ ماجرا دیکھ کر حیرت زدہ رہ گیا اور اسے یقین ہو گیا کہ یہ دین برحق ہے۔ اس کے دل میں اسلام کی عظمت بیٹھ گئی اور اس کے دل کی دنیا تبدیل ہو گئی چنانچہ وہ فوراً نیچے اترا اور نیچے اتر کر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور کہا کہ اے عمر! آپ نے انصاف کیا خدا کی قسم! کائنات آپ کی حفاظت کرتی ہے درندے آپ کی حفاظت کے لئے پہرہ دیتے ہیں اور جن و فرشتے آپ کی تعریف کرتے ہیں اور پھر اس شخص نے پورا قصہ سنایا اور مشرف باسلام ہوا۔ اس شخص نے عربی میں اس طرح تاریخی جملے ادا کیے ''عَدَلْتَ فَاَمِنْتَ وَاَمِنْتَ فَنِمْتَ'' یعنی آپ نے عدل قائم کیا تو آپ امن میں آگے جب امن میں آگئے تو آرام سے سو گئے اور شیر پہرہ دینے لگا۔

ادھر ہرقل نے اپنی فوجوں سے لڑنے مرنے کا عہد و پیمان لیا اور کنیسہ سے باہر آتے ہی ان کی فوجیں حرکت میں آگئیں کفریہ نعرے بلند ہونے لگے اور ایک طوفان بدتمیزی اٹھ کھڑا ہوا حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ یہ دیکھ کر فوراً گھوڑے پر سوار ہوئے اور اسلامی لشکر صف بستہ ہو گیا ہر جرنیل اپنی اپنی جگہ پر مستعد کھڑا ہو گیا مسلمانوں نے علام الغیوب شہنشاہ علی الاطلاق کے ذکر سے آوازوں کو بلند کیا نعرۂ تکبیر کی صدائیں ہر طرف سے آنے لگیں، حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ربیعہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو مامور کیا کہ مجاہدین اسلام کے دلوں کو وعظ و نصیحت سے گرما دیں اور مسلمانوں کو جہاد و شہادت کی خوب ترغیب دلائیں حضرت ربیعہ نہایت فصیح و بلیغ خطیب تھے آپ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور فرمایا۔

اے لوگو! آخر یہ توقف کب تک؟ بس اب حملے کے لئے تیار ہو جاؤ، دیکھو ارواح کے طوطوں نے کالبد کے پنجرے سے نکلنے کا ارادہ کر لیا ہے، خوشی خوشی اپنے مالک حقیقی کی طرف چلنے کے لئے تیار ہو گئے ہیں، اپنے منادی کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ادھر چل پڑے ہیں اور ہمیں اشارہ کی زبان کے ساتھ یہ کہتے ہوئے چلے جا رہے ہیں کہ جب تمہارے رب نے تمہاری جانوں کو تم سے خرید لیا ہے تو پھر اس کے خرچ کرنے میں کیوں دیر لگا رہے ہو؟

جفا کی تیغ سے گردن وفا شعاروں کی
کٹی ہے برسرِ میدان مگر جھکی تو نہیں

پایہ تخت انطاکیہ میں حق و باطل کا معرکہ

جنگ کا پانچواں مرحلہ

حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ جب اپنا وعظ ختم کر چکے تو سب سے پہلے رومیوں کے لشکر میں سے لڑائی کے لئے نسطاروس جو رومیوں میں ایک بہادر اور لوہے کا گویا ایک برج تھا نکل آیا اور میدان میں آ کر حریف کا طلب گار ہوا۔ حضرت دامس ابوالہول رحمۃ اللہ علیہ اس کی طرف چلے آئے آپؒ گھوڑے پر سوار تھے ہر ایک نے دوسرے پر حملہ کیا لڑائی کے شعلے بلند ہوئے مگر آپ کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور آپؒ اس کی پشت سے اچھل کر زمین پر آ گرے، نسطاروس آپ کی طرف جھکا اور آپ کو گرفتار کر کے حقارت کے ساتھ کھینچتا ہوا اپنے خیمہ کی طرف لے گیا اور اپنے آدمیوں کے حوالے کر کے پھر میدان میں آ گیا، حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ اس کے مقابلے کے لئے آگے آئے آپ رضی اللہ عنہ شکل و شباہت میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے بالکل مشابہ تھے کفار کی صفوں سے ایک رومی کہنے لگا کہ یہ وہی شخص ہے جو ہمارے ملک کا فاتح ہے اور ہمارے بڑے بڑے

سرداروں کا قاتل اور بہادروں کو قید کرنے والا ہے اب تو ہر رومی نے چاہا کہ میدان میں خالد رضی اللہ عنہ کو صرف دیکھ سکے وہ لوگ ایک دوسرے پر ٹوٹنے اور گرنے لگے۔ حتی کہ خیموں کی رسیاں تک ٹوٹ گئیں اور نسطاروس کا خیمہ بھی زمین بوس ہو گیا اس کے خادموں نے جب دیکھا کہ خیمہ گر گیا تو دامسؒ سے عرض کیا کہ ادھر کوئی نہیں ہے آپ ہماری مدد کریں اور یہ خیمہ اٹھا دیں ہم نسطاروس سے آپ کی رہائی کی سفارش کر دیں گے آپؒ نے کہا ٹھیک ہے جب انہوں نے آپ کی ہتھکڑیاں کھول دیں آپ ایک دم ان پر جھپٹے اور تینوں کو قتل کر کے نسطاروس کا لباس اور گھوڑا لے کر غسانی لشکر میں آ کر شامل ہو گئے اس وقت دامس ایک نصرانی معلوم ہو رہے تھے جبلہ اور اس کا بیٹا وہاں موجود نہیں تھے بلکہ میدان جنگ میں تھے اور حازم بن یغوث کو بطور سپہ سالار مقرر کیا ہوا تھا دامس جا کر حازم کے پاس کھڑے ہو گئے۔

حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ اور نسطاروس کے مابین برابر جنگ جاری تھی دونوں تھک گئے تھے اور گھوڑے پسینہ پسینہ تھے مگر کوئی حریف دوسرے پر غالب نہ آ سکا آخر دونوں جدا ہو گئے نسطاروس جب خیمہ کے پاس آیا تو خیمہ کو زمین بوس اور خدام کو مقتول پایا تو خیال کیا کہ یہ دامس کا فعل ہے وہاں سے سیدھا بادشاہ کے پاس گیا اور کہا یہ عرب پکے شیطان ہیں اور قصہ سنا دیا اب رومی اور غسانی لشکر کو دامسؒ کے اس قصے کا علم ہو گیا اور سب جانتے تھے کہ وہ اب تک لشکر ہی میں بھیس بدل کر گھوم رہا ہے کیونکہ بھاگتا ہوا نہیں دیکھا گیا اب فوج حرکت میں آئی حضرت دامس کو اندازہ ہو گیا کہ یہ سب کچھ میری وجہ سے ہے چنانچہ آپؒ نے ایک دم حازم بن یغوث غسانی لشکر کے جرنیل کو تلوار مار کر قتل کیا اور باقی لشکر اتنا مرعوب ہوا کہ کوئی کچھ نہ کر سکا اور حضرت دامس مسلمانوں کے لشکر میں دوبارہ آ گئے اور اپنا سارا قصہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو سنا دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو دعا دی۔

ادھر جبلہ بن ایہم کو جب اپنے چچا زاد بھائی حازم اور فوج کے جرنیل کے قتل کا علم ہوا تو آگ بگولا ہوا اور بادشاہ سے اجازت مانگی کہ مسلمانوں پر بھرپور حملہ کیا جائے یہ

باتیں ہو رہی تھیں کہ اچانک کچھ آدمی گھوڑے دوڑاتے ہوئے نظر آئے بادشاہ نے پوچھا تو پتہ چلا کہ رومۃ الکبریٰ کا والی فلنطانوس تین ہزار لشکر کے ساتھ ہرقل کی مدد کے لئے کئی سو میل مسافت طے کر کے آ رہا ہے ہرقل ان کے استقبال کے لئے باہر نکلا اور اپنے خیمہ کے پاس فلنطانوس کا خیمہ نصب کروایا نعرے بلند ہوئے، مشعلیں اٹھائیں گئیں اور خوشیاں منائیں گئیں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو ایک جاسوس نے آ کر سارا قصہ سنا دیا آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر اس طرح دعا مانگی:

''اے الٰہ العالمین! تیرے دشمن اپنی کثرت کی وجہ سے ہم پر غالب آنا چاہتے ہیں، تُو ان کا شیرازہ پراگندہ کر دے، ان کے کلموں کو متفرق، لشکروں کو ہلاک اور ان کے قدموں کو متزلزل کر دیجئے۔ اے اللہ جس طرح تو نے یوم احزاب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی تھی اسی طرح ہماری مدد فرما دیجئے، آپ کی دعا پر صحابہ کرام آمین کہتے تھے۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو تین ہزار لشکر کے ساتھ ساحل کی طرف روانہ کیا اور فرمایا کہ وہاں کفار اکٹھے ہو رہے ہیں ان پر حملہ کر دینا لیکن مسلمانوں کی حفاظت کرنا اور احتیاط سے کام لینا، آپ رضی اللہ عنہ نے وہاں جا کر کاروائی کی اور سخت حملہ کر کے غلے کا ذخیرہ جو ابھی ہرقل کے پاس جانے والا تھا اپنے قبضہ میں لے لیا اور وہاں سے واپس آ گئے جبلہ غسانی اور ہرقل کو جب پتہ چلا تو تلملا اٹھے اور عہد کیا کہ اب مسلمانوں پر فیصلہ کن حملہ کریں گے اب ہر قسم کے جرنیل ہرقل کے اردگرد تیار کھڑے تھے اور اشارے کے منتظر تھے۔

حضرت یوقنا ان فوجوں کو ترتیب دے رہے تھے فلنطانوس نے آ کر ہرقل کے سامنے سجدہ کیا اور کہا کہ تم لوگ اور تمہارے افسر بہت لڑ چکے ہیں اب بہتر یہ ہوگا کہ ان عربوں کے ساتھ مجھے لڑنے کی اجازت دے دیں میری دلی خواہش ہے کہ میں آج ان محمدیوں سے لڑ کر اپنے دل کی بھڑاس نکال لوں اور آپ کا دل خوش کر دوں، پھر اس نے رومیوں کی ذلت کا تفصیلی تذکرہ کیا اور سب کو رُلا یا بادشاہ نے اس کو شاباش دی مگر

ایک مصاحب نے جو بادشاہ کا سب سے قریب تر تھا چیخ کر کہا کہ بادشاہ پہلے سے غمگین ہیں، زخمی دل لے کر پھر رہے ہیں اور تم مزید زخموں پر نمک پاشی کر رہے ہو چپ ہو جاؤ، ان باتوں کا فلنطانوس پر برا اثر ہوا خاص کر اس بات پر کہ بادشاہ نے بھی اس شخص کو کچھ نہ کہا، اب والی رومۃ الکبریٰ فلنطانوس کا دل ہرقل سے بدظن ہو گیا اور اس نے یہ فیصلہ کیا کہ میں اب مسلمانوں سے رابطہ کروں گا چنانچہ اس نے اپنے خاص ساتھیوں سے مشورہ کیا اور کہا کہ ہم اپنے دین کی مدد کے لئے آئے تھے اور اس بادشاہ نے ہماری تذلیل کی اب سب بگڑ گئے اور مسلمانوں سے رابطہ کے لئے جانے کی تیاری شروع کر دی چنانچہ یہ لوگ وہاں سے چلے گئے سب سے پہلے ان کی ملاقات یوقنا سے ہوئی یوقنا سے والی رومۃ الکبریٰ فلنطانوس نے پوشیدہ حال پوچھا، بڑی بحث ہوئی تفتیش اور پڑتال کی گئی مگر یوقنا نے ان کو کوئی بات نہ بتائی مجبوراً وہ آدمی نکل کھڑے ہوئے راستے میں یوقنا سے پھر ملاقات ہوئی، اب یوقنا نے سمجھ لیا کہ یہ آدمی پکا ہو گیا ہے اور ایمان لانا چاہتا ہے چنانچہ یوقنا نے بات ظاہر کر دی اور کہا کہ میں خود مسلمان ہوں لیکن ایک تدبیر کی غرض سے یہاں ٹھہرا ہوا ہوں تم واپس ہو جاؤ مل کر منصوبہ بنائیں گے فلنطانوس بہت خوش ہوا ہاتھ چوما اور کہا کہ آپ اکیلے کیا کر سکتے ہیں یوقنا نے فرمایا کہ میرے پاس حضور علیہ السلام کے دو سو ساتھی بھی ہیں جو ہرقل کی قید میں ہیں میں کوئی منصوبہ بناؤں گا آپ جلدی نہ کریں بلکہ ہرقل کی فوج میں شامل رہیں ان دو سو صحابہ کو چھڑا کر پھر سب مل کر ہرقل کو پکڑیں گے اور باہر سے لشکر اسلام کارروائی کرے گا کیونکہ میں اب جاسوسوں کو ان کی طرف بھیج رہا ہوں فلنطانوس مسلمان ہو گیا اور اس نے عہد کر لیا کہ اب بقیہ زندگی اس دین حق کی مدد اور نصرت میں گذاروں گا۔

ادھر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ اے ابو عبیدہ! میں تجھے مبارک باد اور بشارت دیتا ہوں کہ کل انطاکیہ فتح ہو گا والئ

رومۃ الکبریٰ اور یوقنا کی اس طرح گفتگو ہوئی ہے وہ دونوں تمہارے قریب ہی ہیں تم ان کے پاس اپنا آدمی بھیج دو۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ جب خواب سے بیدار ہوئے تو خالد رضی اللہ عنہ سے یہ خواب بیان کیا چنانچہ حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کو ان کی طرف روانہ کیا گیا یوقنا اور فلنطانوس آپس میں گفتگو کر رہے تھے کہ حضرت ضمری رضی اللہ عنہ نے آکر ان کو تمام حالات سے آگاہ کیا فلنطانوس کے لئے خوشخبری بھی تھی وہ دونوں بہت خوش ہو گئے۔

اب یوقناؒ ان دوسو صحابہ کرام کے چھڑانے کے لئے روانہ ہوئے جو انطاکیہ شہر میں قید میں تھے ابھی کچھ آگے گئے تو دیکھا کہ سامنے مشعلیں روشن کئے ہوئے کچھ لوگ آرہے ہیں قریب سے دیکھا تو سب سے پہلے قید میں حضرت ضرار رضی اللہ عنہ بن ازور ہیں اور پیچھے باقی صحابہ ہیں۔ یوقناؒ نے پوچھا ان کو کہاں لے جارہے ہو؟ یہ تو میری نگرانی میں قید میں تھے۔ اس شخص نے جو بادشاہ کا خاص مقرب تھا کہا کہ بادشاہ نے کل ان کے قتل کا حکم دیا ہے تاکہ مسلمانوں کو مرعوب کیا جاسکے۔ یوقناؒ نے کہا کہ دیکھو بھائی! اب عرب کے ساتھ ہماری جنگ ہونے والی ہے اگر تم ان کو آج قتل کروگے تو کل تمہارا ایک آدمی بھی قیدی نہیں رہے گا بلکہ سب کو مسلمان قتل کریں گے اب بہتر یہ ہے کہ تم ہرقل کو سمجھادو کہ ان کے قتل کا معاملہ مؤخر کردے۔ چنانچہ بادشاہ سے بات ہوئی تو اس نے کہا کہ چلو یوقنا ان کو اپنی نگرانی میں رکھے۔ یوقناؒ ان صحابہ رضی اللہ عنہم کو اپنے ہاں لے آئے اور سب کی ہتھکڑیاں کاٹ دیں اور ان کے ہاتھ میں اسلحہ دیا اور پورا قصہ سنایا کہ ایسا منصوبہ ہے۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ اگرچہ کمزور ہوگئے تھے کیونکہ آٹھ ماہ قید میں گذر چکے تھے مگر پھر بھی فرماتے تھے کہ خدا کی قسم کل جہاد ہوگا اور ہم اپنے رب کو راضی کریں گے آپ کے تمام زخم بھی اس طویل عرصہ میں ٹھیک ہوگئے تھے اتفاق کی بات ہے کہ ہرقل نے اس رات خواب دیکھا جس میں اس کو یقین ہوگیا کہ میرا ملک زائل ہونے والا ہے ہرقل نے اپنے اہم جواہرات اور سامان اور اپنی اولاد بیٹیاں اور بیویاں سب کو

چپکے سے کشتیوں میں بٹھلایا اور نکلنے کے لئے تیار ہو گیا اور اپنے خاص خاص احباب کو بھی اپنے ساتھ لے لیا اور اپنا لباس اور تاج ایک شخص کو پہنایا جس کا نام بالیس تھا جو ہرقل کے بہت مشابہہ تھا اب ہرقل کی جگہ بالیس شام کی حکومت چلا رہا تھا۔

علامہ واقدیؒ فرماتے ہیں کہ بالیس کا قصہ اس طرح ہوا کہ جب صبح ہوئی تو مسلمانوں کا لشکر مرتب ہوا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنے لشکر جرار کو لے کر آگے بڑھے ادھر کافروں کا لشکر بھی گھوڑوں پر سوار ہوا بالیس لشکر کے وسط میں آ گیا سب لوگ اسے ہرقل ہی سمجھ رہے تھے فلنطانوس کے لشکر نے بالیس کے لشکر کو بیچ میں لے رکھا تھا۔

حضرت یوقنا نے اپنے قبیلے کے لوگوں کو مسلح کیا تھا اور دو سو صحابہ بھی مسلح تھے سب سے پہلا حملہ حضرت خالد نے کیا اس کے بعد سعید بن زید نے پھر ربیعہ بن قیس نے ان کے بعد میسرہ نے بعد ازاں عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے پھر ذوالکلاع حمیری نے پھر فضل بن عباس نے پھر مالک نخعی نے اور پھر عمرو بن معد یکرب زبیدی نے رضوان اللہ علیہم۔ ان سب سردارانِ اسلام کے بعد ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ بقیہ لشکر لے کر حملہ آور ہوئے۔

اب دونوں طرف کے لوگ ایک دوسرے سے مخلوط ہو گئے، لڑائی کے شعلے چاروں طرف سے اٹھنے لگے، حضرت یوقنا نے اپنے قبیلہ کے ساتھ ایک طرف سے حملہ کیا۔

حضرت ضرار تلوار لے کر سینہ سپر ہو گئے اور حملہ پر حملہ کرنے لگے، آپ نے جہاد کا حق ادا کیا اور رومیوں سے اپنا بدلہ لیا، جب تلوار چلاتے تو چیخ کر کہتے: یہ ضرار بن ازور کی قید کا بدلہ ہے۔

آپ کے تمام ساتھیوں کا رخ نصرانی عرب کی طرف تھا حضرت رفاعہ بن زہیر اپنے ساتھیوں کو نصیحت فرماتے اور جوش و جذبہ دلا کر کہتے جاتے تھے کہ جنہوں نے تمہیں قید کیا تھا ان سے بدلہ لے لو، اکٹھا حملہ کرو اور یاد رکھو کہ جنت کے دروازے کھل گئے، حوریں تمہارے انتظار میں ہیں ان کا مہر جانوں کی قربانی ہے۔

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتار رہے تھے کہ اچانک لشکروں کو چیرتا پھاڑتا اور فوجوں کو منتشر اور پراگندہ کرتا ہوا ایک سوار نکلا جو چیخ چیخ کر یہ کہہ رہا تھا یہ ضرار رضی اللہ عنہ کا بدلہ ہے آپ رضی اللہ عنہ نے اسے غور سے دیکھا تو وہ آپ کی بہن خولہ بنت از ور تھیں، آپ نے زور سے آواز دے کر کہا یا بنت از ور! اللہ تجھے اجر عظیم دیں میں تیرا بھائی ضرار بن از ور ہوں حضرت خولہ ان کی طرف متوجہ ہوئیں، سلام کیا اور چاہا کہ کلام کریں مگر بھائی نے فرمایا یہ وقت سلام کلام کا نہیں ہے، اے بہن! کافروں سے لڑنا تمہاری گفتگو سے افضل ہے، ہاں اپنے گھوڑے کو میرے گھوڑے کے برابر رکھو اور لڑو، اللہ کی راہ میں جہاد کرو اگر ہم میں سے کوئی شہید ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض کوثر کے پاس ملاقات ہو گی۔ یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ اچانک آپ رضی اللہ عنہ نے رومی لشکر کو بھاگتے ہوئے دیکھا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ والئی رومۃ الکبریٰ فلنطانوس نے جب دیکھا کہ جنگ کے شعلے بھڑک اٹھے ہیں تو انہوں نے اپنی فوج کے ساتھ حملہ کر دیا اور بالیس کے پاس پہنچ کر اس کو گرفتار کر لیا آپ اسے ہرقل ہی سمجھ رہے تھے ایک چیخنے والے نے زور سے کہا کہ رومۃ الکبریٰ کے والی نے دھوکہ دے کر ہرقل کو گرفتار کر لیا ہے یہ آواز بجلی کی طرح فوج میں پھیل گئی اور پھر اس قدر بھگدڑ رومیوں میں مچ گئی کہ الامان، مسلمانوں نے ان میں قتل عظیم برپا کیا اور اجنادین اور یرموک کے بعد سب سے زیادہ کفار یہاں واصل جہنم ہوئے صرف عرب متنصرہ میں سے بارہ ہزار آدمی مارے گئے مسلمانون نے جبلہ اور اس کے بیٹے کو تلاش کیا مگر وہ لوگ ہرقل کے ساتھ بھاگ چکے تھے ہرقل نے کشتی میں بیٹھ کر سرزمین شام پر آخری نظر دوڑائی اور درد بھرے لہجے میں کہا:

اَلسَّلامُ عَلَیْکِ یَا اَرْضَ الشَّامِ لَا اَرَاکِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ.

''اے سرزمین شام! میں تجھے آخری سلام دے رہا ہوں اور قیامت تک تجھے دوبارہ نہ دیکھ سکوں گا۔''

اس طرح سلطنت شام کا خاتمہ ہو گیا صحابہ کرام نے ایک دوسرے سے علیک سلیک کر کے اللہ کا شکر ادا کیا انطاکیہ کا عظیم مال غنیمت جمع کیا یوقنا اور فلنطانوس بھی تشریف لائے اور صحابہ کرام نے ان دونوں کا شکریہ ادا کیا ان کے ہاتھ میں بالیس گرفتار تھا حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس پر اسلام پیش کیا جب اس نے انکار کیا تو آپ نے اس کی گردن اڑانے کا حکم دے دیا اور راقم الحروف نے کہا۔

هُمُ الْجِبَالُ فَسَلْ عَنهُمْ مَصَادِمَهُمْ
مَاذَارَ أي مِنهُمْ فِي كُلِّ مُصْطَدَمِ

ترجمہ: صحابہ شجاعت کے پہاڑ تھے ذرا دشمن سے انکے حملوں کا پوچھ لو کہ معرکوں میں دشمن نے کیا کچھ دیکھا۔

اس کے بعد ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے نام ایک خط لکھا اور فتح انطاکیہ کا مژدہ اور دیگر تفصیلات کے علاوہ یہ مشورہ مانگا کہ اب دور دراز کے درّے باقی رہ گئے ہیں کیا ہم ان درّوں میں جہادی مہم جاری کر کے ان لوگوں کا پیچھا کریں جو وہاں رہتے ہیں یا نہیں؟ دوسرا مشورہ یہ مانگا کہ بعض مسلمانوں نے بعض رُومی لڑکیوں سے نکاح کرنے کی خواہش کی ہے میں نے تو منع کر دیا ہے کہ کہیں دنیا کی طرف رغبت ہو کر جہاد میں سستی نہ کریں اور کوئی فتنہ کھڑا نہ ہو اسی وجہ سے میں نے ان کو انطاکیہ سے بھی تین دن کے بعد چلے جانے کا حکم دیا کیونکہ وہاں کی آب وہوا نہایت عمدہ ہے اور مجھے خوف ہوا کہ سستی نہ آئے، اب میں حلب میں آپ کے خط کا انتظار کروں گا، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس خط کا جواب دیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

''السلام علیکم''، میں اس اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ جس نے مسلمانوں کی مدد ونصرت کی، آپ کا یہ لکھنا کہ ہم نے انطاکیہ کی آب وہوا کے عمدہ ہونے کی وجہ سے وہاں قیام

نہیں کیا مناسب معلوم نہیں ہوتا ہے، آپ کو یہ چاہیئے تھا کہ مسلمانوں کو آرام کرنے دیتے تاکہ جنگ کی تھکن دور ہو جاتی اور وہ اللہ کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے آپ کا یہ لکھنا کہ میں انتظار میں ہوں کہ انتہائی درّوں میں جاؤں یا نہیں اور کفار کا تعاقب کروں یا نہیں؟ تو عرض ہے کہ میں دور ہوں آپ وہاں موجود ہیں حالات آپ کے سامنے ہیں، دشمن آپ کے قریب ہے، آپ اپنے جاسوسوں سے مدد لیں اگر وہاں پر فوج کشی کرنا مناسب ہے تو مسلمان فوجوں کو لے کر ان پر حملہ کر دیں اور ہر طرف سے ان کی ناکہ بندی کر دیں پھر یا صلح ہوگی یا جنگ۔ آپ کا یہ لکھنا کہ بعض مسلمانوں نے رومی لڑکیوں سے نکاح کرنا چاہا تھا تو جس شخص کے حجاز میں اہل و عیال نہیں ہیں تو ان کو نکاح کرنے دیں، نیز جو آدمی باندی خریدنا چاہتا ہے تو اسے خرید لینے دیں کیونکہ اس طرح زنا سے وہ محفوظ رہے گا تمام مسلمانوں سے سلام کہہ دینا۔

فتح انطاکیہ کے بعد قبائلی درّوں میں جہادی مہم

جنگ کا پہلا مرحلہ

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے خط پڑھ کر صحابہ کرام سے مشورہ لیا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قبائل کی طرف جانا میری صوابدید پر چھوڑا ہے اب آپ حضرات مجھے مشورہ دیں کہ ہم کو کیا کرنا چاہیئے؟ صحابہ خاموش رہے آپ رضی اللہ عنہ نے پھر پوچھا مگر کسی نے جواب نہیں دیا آپ نے تیسری بار پھر پوچھا اور فرمایا کہ اس سکوت کا کیا مطلب؟ کیا تمہارے اندر بزدلی آگئی؟ یا جتنی نیکیاں کر لی ہیں ان پر اکتفاء کر لیا، کیا تمہارا کوئی گناہ باقی نہیں رہا؟ سب بخشے گئے کیا نیکیاں زیادہ کما لیں؟ مجمع سے حضرت میسرہ بن مسروق رضی اللہ عنہ جواب دینے لگے کہ اے امیر! ہم خوف کی وجہ سے چپ نہیں ہیں بلکہ ادب کی وجہ سے ایک

دوسرے کے انتظار میں چپ رہے ہم تجارت پیشہ نہیں بلکہ جہاد فی سبیل اللہ کے لوگ ہیں ہم تو تجارت جانتے بھی نہیں ہیں، یہاں بیٹھ کر کیا کریں گے ہمارا کام تو صرف جہاد ہے آپ امیر الجیش ہیں آپ ہم کو حکم ارشاد فرمائیں۔ خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دشمن کا تعاقب نہ کرنا سستی ہوگی اور دشمنوں کے طلب میں نکلنا اور مال غنیمت حاصل کرنا اللہ کی نصرت کی نشانی ہے آپ پہاڑوں اور دروں میں ہر طرف سے فوج روانہ کریں۔

چنانچہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے میسرہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ایک جھنڈا اور ایک کامل نیزہ ہلا ہلا کر پیش کیا اور فرمایا کہ اے میسرہ! یہ تین ہزار کا لشکر لے کر قبائل شام میں جان توڑ کوشش کرو اور ایسی فتح حاصل کرو کہ دنیا یاد رکھے اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے یمن کے ایک ہزار غلاموں کو منتخب کیا، ان پر ابو الہول کو سردار مقرر کیا اور ان کو میسرہ رضی اللہ عنہ کے ماتحتی میں دیا، یہ لشکر نہایت منظّم انداز سے مسلح ہو کر تیار ہو گیا اس فوج کے ساتھ خاص خاص جاسوس بھی روانہ ہوئے جو راستوں کو جانتے تھے اور علاقے سے واقف بھی تھے اب قرآن کریم کی تلاوت اور نعروں کی گونج شروع ہوگئی اسلامی لشکر نے جھنڈوں کو حرکت دے دی اور نہایت جوش وخروش کے ساتھ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے رخصت ہوئے۔

رہبر آگے ہوئے اور اسلامی فوج اونچے اونچے درختوں کے جنگل اور تنگ و تاریک گھاٹیوں میں داخل ہوگئی راستہ صرف اتنا تھا کہ آدمی گھوڑے کے ساتھ آگے کو جا سکتا تھا مگر مڑنے کا امکان نہیں تھا صحابہ کو خطرہ ہوا کہ اگر یہاں کسی سے مقابلہ ہو گیا تو بچنا مشکل ہوگا بلند و بالا پہاڑ اور برفانی ہوائیں لگ رہی تھیں اور ان پہاڑوں پر چڑھائی الگ مصیبت بنی ہوئی تھی باپیادہ ہو کر مجاہدین اسلام چڑھنے لگے پیروں میں جوتے ٹوٹ گئے، پیر خون آلود ہونے لگے، تین دن اور تین رات مسلسل سفر کر کے بالآخر ایک کشادہ مقام پر مسلمان پہنچ گئے۔

دامس ابو الہول کے پاس کپڑا کم تھا وہ تو کانپنے لگے اور فرمایا اللہ ان لوگوں کو تباہ کرے جب گرمیوں میں اتنی سردی ہے تو سردیوں میں کتنی سردی ہوگی۔ حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ نے

آپ کو اپنا گرم پوستین عطا کیا اور رہبر نے کچھ گرم چیزیں کھلائیں اور کچھ اخروٹ پیش کیے تو آپ کی جان میں جان آئی مسلمان برابر بڑھتے چلے جا رہے تھے رومیوں نے ان تمام علاقوں کو مسلمانوں کے خوف سے خالی کر دیا تھا پانچویں دن صحابہ کرام نے ایک شہر کو دیکھا وہاں کوئی آدمی نہ تھا البتہ ہر قسم کا سامان موجود تھا مرغ اذانیں دے رہے تھے جانور چر رہے تھے اور وافر مقدار میں گرم کپڑے موجود تھے مسلمانوں نے انہیں خوب استعمال کیا حضرت دامسؓ تو جھپٹ جھپٹ کر کپڑے جمع کر رہے تھے تاکہ آیندہ سردی میں کام آسکے مسلمان وہاں سے آگے چلے گئے اور ایک نہایت عمدہ چراگاہ میں پہنچ گئے جو مرج القبائل کے نام سے مشہور تھی ان دروں کی لڑائی اسی نام سے موسوم ہے۔

اس مقام پر صحابہ رضی اللہ عنہ نے پڑاؤ کیا میسرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم اسلامی لشکر سے بہت دور نکل گئے ہیں ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اتنے دور جانے سے ہمیں منع کیا تھا یہ حضرات یہی گفتگو کر رہے تھے کہ اچانک ایک مسلمان ایک نصرانی کو گھسیٹتا ہوا لایا جاسوس نے اس شخص سے گفتگو کی تو اس نے کہا کہ ہرقل جب بھاگ گیا تو اس نے قبائل کی حفاظت کے لئے تیس ہزار لشکر اس طرف بھیجا تھا اور خود شام کو یوں خطاب کیا تھا کہ اے سرزمین شام! تجھے سلام میں تجھے قیامت تک دوبارہ نہیں دیکھ سکوں گا۔ حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ اس کثیر تیار فوج کی خبر سن کر متعجب ہوئے اور سر جھکا دیا حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ کیوں پریشان ہیں آپ نے فرمایا کہ علاقہ انتہائی تنگ ہے مجھے خوف ہے کہ میرے جھنڈے کے نیچے صحابہ کرام کو کوئی مصیبت نہ پہنچے پھر میں عمر رضی اللہ عنہ اور پھر خدا کے سامنے کیا جواب دوں گا۔ لشکر اسلام نے فرمایا کہ آپ پریشان نہ ہوں ہم نے اپنی جانوں کو اللہ تعالیٰ کے لئے جہاد میں وقف کر دیا ہے اور اللہ نے ہم سے اس کے عوض جنت کا وعدہ کیا ہے۔ حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ نے اس قیدی کافر سے معلوم کیا کہ آیا لڑنے کے لئے آگے جا کر جگہ بہتر ہوگی یا یہی جگہ بہتر ہے اس نے کہا جگہ یہی ہے آگے جگہ نہیں ہے لیکن بہتر یہ ہوگا کہ تم لوگ یہاں سے

بھاگ نکلو۔ حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ کی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ نصرانی لشکر نمودار ہوا رات کا وقت بھی قریب تھا اس لئے صبح کے انتظار میں دونوں فوجیں رات گذارنے لگیں حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز پڑھائی اور پھر ایک پُر مغز تقریر کی، دلیران اسلام کو تیار ہونے کا حکم دیا غلاموں کا لشکر حضرت دامسؓ کے جھنڈے کے نیچے کھڑا ہو گیا اور اشراف عرب کا لشکر حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ کے جھنڈے کے نیچے چلا گیا۔ اسلامی لشکر کا میمنہ، میسرہ، قلب، مقدمہ اور ساقہ تیار ہو گیا

ادھر نصرانی لشکر بھی تیار ہو گیا اور انہوں نے اپنی صفیں ترتیب دیں تین صفیں تھیں اور ہر صف میں دس ہزار جوان کھڑے ہو گئے تھے آگے آگے صلیبیں رکھ دیں اور خوب مسلح ہو گئے پھر ان میں سے ایک نصرانی آگے آیا جو عربی بھی جانتا تھا اس نے آگے آ کر مسلمانوں سے کہا تم ظالم ہو، پورا شام فتح کیا پھر بھی صبر نہ آیا اور ان دروں میں ہمارا پیچھا کیا لیکن یاد رکھو تم کو تمہاری موت گھسیٹ کر لائی ہے اب تم خود ہماری قید میں آ جاؤ تا کہ تم لوگوں کو ہرقل کے پاس بھیج دیا جائے ورنہ سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔ حضرت دامسؓ نے آگے بڑھ کر فرمایا کہ تم نے بغیر تجربہ کے یہ بات کہہ دی ہے میں عربوں کا ایک ادنیٰ غلام ہوں تم پہلے میرے ساتھ مقابلہ کر کے دیکھو ذرا قریب تو آ جاؤ یہ کہہ کر آپؓ نے اس پر نیزے کا ایسا وار کیا کہ وہ زمین پر جا گرا اور مر گیا۔ آپ نے نیزہ ہلا کر پھر مقابل کا مطالبہ کیا ایک اور رومی آگے بڑھا مگر آپؓ نے اس کو بھی قتل کیا اب رومی گھبرا گئے کہ یہ حالت جب غلام کی ہے تو شرفاء کیسے ہوں گے۔ آپ گھوڑے سے اتر کر ان پر حملہ آور ہوئے اور ایک شخص کو صف میں مار ڈالا اور پھر رومیوں کی صفوں کے درمیان هَلْ مِنْ مُبَارِزٍ کا نعرہ لگاتے رہے رومی ڈرے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک نوجوان آگے آیا جس کے ماتحت دس ہزار کا لشکر تھا اس نے ایک دم دامسؓ پر حملہ کر دیا۔

برف پوش پہاڑوں پر ایمان اور کفر کا مقابلہ

جنگ کا دوسرا مرحلہ

مسلمانوں نے جب یہ حالت دیکھی کہ مشرکین دامسؒ پر ٹوٹ پڑے ہیں تو حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ نے چلا کر کہا ''اَلْحَمْلَةَ، اَلْحَمْلَةَ'' یہ سنتے ہی مسلمان جھپٹ پڑے اور دونوں لشکر آپس میں مل کر ایک نظر آنے لگے لڑائی تیز تر ہو کر شعلے مارنے لگی غلاموں نے دامسؒ کی بڑی حفاظت کی اور بڑی بے جگری سے لڑے، اب آفتاب بھی اس منظر کو دیکھنے کے لئے نصف النہار میں آسمان پر کھڑا ہو گیا فوجی ایک دوسرے سے جدا ہونے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے جنگ عین شباب پر تھی ہر طرف مار دھاڑ اور قتل کا سماں بندھا ہوا تھا مسلمانوں کو تائید ربی کا بھروسہ تھا اور کفار اپنے بُرے انجام کے انتظار میں تھے آخر دونوں لشکر چکنا چور ہو کر جدا ہوئے، ایک خلق کثیر قتل ہوئی رومی نو سو قید اور گیارہ سو موت کے گھاٹ اترے مسلمانوں کے دس آدمی گرفتار ہوئے اور تقریباً پچاس آدمی شہید ہو گئے حضرت دامسؒ نظر نہ آئے بہت تلاش کیا مگر نہیں ملے مسلمانوں کو افسوس ہوا کہ شاید مارے گئے یا گرفتار کر لئے گئے۔ حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کون ہے جو گرفتار شدگان کی خبر لائے اور دامسؒ کا حال بھی معلوم کرے آپ کو ابھی تک کسی نے جواب نہیں دیا تھا کہ اتنے میں رومیوں نے ایک اور سخت حملہ کیا۔ تیس ہزار کفار نے اچانک چار ہزار مسلمانوں پر ایسا سخت حملہ کیا کہ والامان، الامان۔ الحفیظ، الحفیظ۔ حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو ترغیب دے کر جوش دلایا اور فرمایا کہ بس تلواروں کو ہاتھ میں لو اور میانوں کو توڑ دو یہ سن کر مسلمانوں نے میانوں کو پھینک دیا اور ایسے لڑے کہ ہر ایک نے خیال کیا کہ بس اب یہیں پر موت ہے اور عہد کیا کہ تلوار کا ایک ٹکڑا بھی

جب تک باقی رہے گا جنگ جاری رہے گی ایک طرف سے پہاڑ کی چوٹی پر نعرۂ تکبیر کے فلک شگاف نعرے بلند ہو رہے تھے اور دوسری طرف شرک و کفر کے صلیبی نعرے اٹھ رہے تھے غلاموں کا جنگی شعار یا محمد، یا محمد تھا اور عرب شرفاء کا شعار النصر، النصر تھا، لڑائی جاری تھی کہ اچانک کفار کے وسط لشکر سے زبردست شور اٹھا معلوم ہوا کہ دامسؓ اور باقی دس قیدی رومیوں کے اندر گھس کر لڑ رہے ہیں اور کلمۂ توحید کا مستانہ نعرہ لگا رہے ہیں تمام رومی لشکر آپ اور آپ کے ساتھیوں پر ہجوم کر چکے ہیں اور وسط لشکر میں آپ چاروں طرف سے دفاع کر رہے ہیں اور اپنی تلوار کے جوہر دکھاتے ہوئے رجز کے اشعار پڑھ رہے ہیں۔ بعض صحابہ نے آپؓ سے کلام کرنا چاہا مگر آپ نے جواب نہیں دیا اور مسلسل لڑتے رہے آپ کا پورا بدن اور تلوار اور نشان خون آلود تھا گویا کہ وہ خون کے دریا سے تیر کر آئے ہوں ''امیر الحرب'' نے آپ کا استقبال کیا مسلمان خوش ہوئے حالات پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ کفار نے مجھے اور میرے دس ساتھیوں کو قید کر لیا بیڑیاں پہنا دیں اور ہم موت کے انتظار میں رات گذارنے لگے۔ رات کو حضور ﷺ سے خواب میں ملاقات ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا لَا بَأس عَلَیکَ یَا دَامِس فَاِنَّ مَنزِلَتَکَ عِندَ اللّٰہِ عَظِیمٌ یہ کہہ کر آپ نے ہماری بیڑیاں کھول دیں اور زنجیر توڑ دی ہم نے فوراً تلواریں ہاتھ میں اٹھالیں اور رومیوں کو مارنا شروع کیا اور اب یہاں آگئے ہیں مسلمانوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور حضور ﷺ پر درود بھیجا۔

ادھر رومی فوج کا ایک جرنیل جارس نامی پھر آگے بڑھا اس نے تازہ دم بیس ہزار فوج کو میدان میں اتارا تو حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو اس طرح تقریر فرمائی اے لوگو! جو بلائیں تم پر نازل ہو رہی ہیں تم ان پر صبر کرو اور ثابت قدم رہو کیونکہ صبر مصائب ہی کے وقت ہوتا ہے اس وقت ہم چاروں طرف سے دشمنوں کے نرغہ میں ہیں لیکن ہم ان سے اللہ کی مدد اور نصرت کے بغیر نہیں لڑتے ہیں اللہ ہمارا حامی و مددگار

ہے اب ہمارے اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے درمیان سات دن کی مسافت ہے ان کو بھی یہ معلوم نہیں تھا کہ ہمارا مقابلہ اتنے بڑے لشکر سے ہوگا، اب بتاؤ ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ حاضرین نے مشورہ دیا کہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو اطلاع کرنی چاہیئے۔ چنانچہ ایک تیز رفتار آدمی رومی لباس پہن کر دن رات دوڑتا ہوا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس اس حالت میں پہنچا کہ وہاں گر کر بے ہوش ہوگیا جب ہوش آیا تو تمام قصہ سنایا کہ مسلمان سب کے سب کفار کے محاصرے میں ہیں ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بڑے پریشان ہوئے اور فوراً حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اپنی جان کو اللہ تعالیٰ کے لئے جہاد فی سبیل اللہ میں وقف کر دیا ہے میں اللہ کے راستے میں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے میں بخل نہیں کرتا ہوں یہ کہہ کر آپ رضی اللہ عنہ نے اسلحہ زیب تن کیا، اپنی کلاہ سر پر رکھ لی اور تیار ہو گئے اسلامی لشکر سے تین ہزار مسلح نوجوان نکل کھڑے ہوئے اور اس کے بعد ایک ہزار مزید حضرت عیاض بن غانم رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے روانہ فرمائے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ جب دروں میں نکل گئے تو آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر اس طرح دعا مانگی۔ الٰہی! آپ ہمارے لئے ادھر کا راستہ آسان کر دیجئے اس کی دوری کو لپیٹ کر رکھ لیجئے اور ہم پر طاقت سے زیادہ بار نہ ڈالیئے۔

ادھر حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ کو کفار نے چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا اور آپ دن بھر شام تک لڑائی میں مشغول رہتے رومی قتل کے باوجود روزانہ بڑھتے جاتے تھے مسلمان ان کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنے ہوئے تھے ادھر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ رب لایزال کے سامنے سجدہ میں گر پڑے اور مسلمانوں کی حفاظت کے لئے بہت الحاح اور گڑ گڑا کر کی دعا مانگی۔

چلی ہے لے کے وطن کے نگار خانے سے
شہادتوں کی تمنا کشاں کشاں مجھ کو

حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کی گرفتاری اور رہائی

جنگ کا تیسرا مرحلہ

ان دروں میں اسلام اور کفر کی لڑائی روزانہ جاری رہتی تھی ایک دن رومیوں کی صفوں سے ایک دیو ہیکل شخص نکل آیا ہاتھ میں لوہے کا بڑا گرز تھا اور خود لوہے کا برج بنا ہوا تھا صفوں کے درمیان آ کر مقابل کا خواہاں ہوا۔ محمدی کچھار سے مقابلہ کے لئے ایک جوان میدان میں کود آیا آپس میں کچھ مقابلہ ہوا مگر اس مسلمان جوان کا گھوڑا زخمی ہوا آپ کو اسلامی سپہ سالار نے واپس بلا لیا کافر نے آپ کا پیچھا کیا تو مقابلہ کے لئے حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ میدان میں آئے ایک دوسرے پر زبردست حملے ہوئے، شجاعت کے جوہر دکھائے گئے آخر ایمان غالب آیا اور کفر نے جان توڑ دی، بڑا معتمد سردار جو تیس ہزار لشکر پر تین سرداروں میں سے ہرقل کی طرف سے مقرر ایک سردار تھا مارا گیا۔ اس کا گھوڑا حضرت حذافہ رضی اللہ عنہ نے چھین لیا سامان لے لیا۔ اتنے میں اس کا بدلہ لینے کے لئے دوسرا سردار کفار کی صفوں سے نکل آیا، غصہ سے بھرا ہوا تھا، قسمیں اٹھا رہا تھا کہ بدلہ ضرور لوں گا، حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حذافہ رضی اللہ عنہ کو اس کے مقابلہ پر جانے سے روک دیا کیونکہ حذافہ رضی اللہ عنہ بہت تھک چکے تھے مگر حضرت حذافہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں مقابلہ میں صرف میں جاؤں گا کیونکہ کافر میرا نام لے کر بلا رہا ہے نہ جاؤں گا تو یہ بزدلی ہے، پیارے نبی کی زندگی کی قسم مقابلہ پر میں ہی جاؤں گا۔

بہر حال دونوں کا میدان میں آمنا سامنا ہوا کافر نے دیکھا کہ حذافہ رضی اللہ عنہ اسی گھوڑے پر ہیں جو ابھی مقتول سردار کا گھوڑا تھا وہ خبیث تو پہاڑ کی طرح حضرت حذافہ رضی اللہ عنہ پر حملہ آور ہوا اور آپ کو مہلت بھی نہ دی کہ آپ کو پکڑ لیا اور اپنے ساتھیوں کے پاس لے جا کر زنجیروں میں جکڑ کر ہرقل کی طرف قسطنطنیہ روانہ کیا اور کہا کہ اے بادشاہ! تیرے بڑے سردار کا قاتل یہی شخص ہے اس کام سے فارغ ہو کر یہ کافر سردار فخر کرتا ہوا اکڑتا

ہوا پھر مقابلہ کے لئے میدان میں آ گیا اسلامی فوج سے تین سپاہی آگے بڑھنے لگے
تا کہ اس کا مقابلہ کریں لیکن میسرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو ملامت کی اور پھر سب کو روک
کر مقابلہ کے لئے خود نکل گئے اور جھنڈا حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دے
دیا اور شیر کی طرح گرجتے ہوئے اور رجز کے اشعار پڑھتے ہوئے اس جرنیل کے
سامنے آئے اور ایک دم اس پر حملہ کر دیا اس نے بھی آپ پر حملہ کیا اور دیر تک دونوں
حریف جوہر شجاعت دکھاتے رہے اور دادِ شجاعت لیتے رہے، کبھی غبار جنگ میں
غائب ہو جاتے اور پھر ظاہر ہو کر لڑتے رہتے، مسلمان اپنے اسلامی جرنیل کے لئے
دعائیں مانگتے رہے۔ کافر جرنیل نے دیکھا کہ دور سے اسلامی لشکر کے پیچھے سے ایک
چمکتا ہوا نشان چلا آ رہا ہے کافر نے میسرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ دیکھو تو سہی یہ کون لوگ آ رہے
ہیں اسلامی جرنیل نے پیچھے نہ دیکھا مگر کافر نے قسمیں کھلائیں کہ دیکھو تو سہی، حضرت
میسرہ رضی اللہ عنہ نے جب پیچھے مڑ کر دیکھا تو کافر نے فوراً آپ پر حملہ کیا اور آپ کو قابو میں
کر لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا چمکتا ہوا نشان فضا میں لہراتا ہوا آ رہا
ہے۔ مسلمانوں نے اسے دیکھ کر نعرۂ تکبیر بلند کیا کافر جرنیل کی گرفت رعب و ہیبت
سے ڈھیلی پڑ گئی اور حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ نے مڑ کر اس پر ایسا ہاتھ مارا کہ اس کا ہاتھ کٹ گیا
اور وہ بھاگتا ہوا اپنی فوج میں چلا گیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے آ کر حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ سے
ملاقات کی، ایک دوسرے کو سلام کیا آپ رضی اللہ عنہ نے میسرہ رضی اللہ عنہ سے احوالِ جنگ کا پوچھا
میسرہ رضی اللہ عنہ نے سب کچھ بتا دیا اور حضرت حذافہ رضی اللہ عنہ کی گرفتاری کا ذکر بھی کیا حضرت
خالد رضی اللہ عنہ یہ سن کر رو پڑے اور انا للّٰہ و انا الیہ راجعون پڑھا۔ اور پھر فرمایا کہ خدا کی
قسم! خالد یا ان کو چھڑا لائے گا یا انہیں کا ساتھی بن جائے گا ادھر یہ باتیں ہو رہی تھی اور
ادھر سے ایک رومی جرنیل جو ٹاٹ کا لباس پہنے ہوئے تھا نمودار ہوا اور آ کر حضرت
خالد رضی اللہ عنہ کو سجدہ کرنے لگا خالد رضی اللہ عنہ نے اس کو اس سے روکا۔

پھر ایک دوسرے کا تعارف ہوا اس کے بعد رومی نے کہا کہ آپ کا نیا لشکر ہم نے

دیکھ لیا ہے اب ہم میں مقابلہ کی طاقت نہیں ہے کیا آپ یہ کر سکتے ہیں کہ ہم سے صلح کر لیں اور ہم آپ کے قیدی کو رہا کر دیں اور آپ ہمارے علاقوں سے واپس چلے جائیں۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم تین باتیں چاہتے ہیں ① اسلام قبول کر لو ② یا جزیہ ادا کرو ③ یا جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ، رہا یہ کہ قیدی وہ ہم زبردستی تم سے چھڑا لیں گے۔ رومی نے کہا کہ ہم کو ایک دن کی مہلت دو تاکہ ہم مشورہ کر لیں۔ خالد رضی اللہ عنہ نے ان کو کل تک مہلت دے دی رومیوں نے رات کو ہر جگہ روشنی کی تاکہ بھاگنے کا کسی کو خیال نہ آئے مگر راتوں رات سب بھاگ نکلے۔ صحابہ صبح انتظار میں تھے مگر بعد میں پتہ چلا کہ ان لوگوں نے دھوکہ کر کے جان بچالی اب خالد رضی اللہ عنہ کو سخت غصہ آیا اور تعاقب کے لئے کھڑے ہو گئے لیکن حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو روکا اور کہا کہ آگے راستے سخت کھٹن ہیں لہٰذا جانے کی ضرورت نہیں ہے، وہاں کا مال غنیمت صحابہ کرام نے جمع کر لیا اور فتح و کامرانی کے ساتھ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس واپس لوٹ آئے۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے کہ مسلمان صحیح سالم واپس آئے اور کفار کی بڑی تعداد ماری گئی لیکن آپ کو حضرت حذافہ رضی اللہ عنہ کی وجہ سے بہت صدمہ پہنچا اور آپ نے تمام صورت احوال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ خط لکھ کر آگاہ کیا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حضرت حذافہ سے قلبی محبت تھی آپ رضی اللہ عنہ بھی بہت غمگین ہوئے اور ہرقل کے نام ایک خط لکھا جب کہ ہرقل شام چھوڑ چکا تھا اور قسطنطنیہ میں اپنے بیٹے کی ریاست میں قیام پذیر تھا آپ رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ اگر ہرقل نے حذافہ رضی اللہ عنہ کو رہا نہ کیا تو مدینہ منورہ سے اس پر فوج کشی کر دوں گا۔ آپ نے اس طرح خط لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے جو تمام جہانوں کے پروردگار ہیں جنہوں نے نہ اپنا کوئی بیٹا بنایا نہ کوئی بیوی اور درود و سلام ہو اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر۔

یہ خط اللہ تعالیٰ کے بندے عمر بن الخطاب کی طرف سے ہے۔

اما بعد! جس وقت تجھے میرا خط ملے اسی وقت اپنے قیدی عبداللہ بن حذافہ کو میرے پاس بھیج دو، اگر تم نے میری تحریر پر عمل کیا تو تیری ہدایت کی امید کی جاسکتی ہے اور اگر تم نے انکار کیا تو میں ایسے آدمیوں کی فوج تیری طرف روانہ کروں گا جنہیں ذکر اللہ سے نہ تجارت روک سکتی ہے اور نہ خرید وفروخت''

جب یہ خط ہرقل کے پاس پہنچ گیا اور اس نے پڑھ لیا تو آپ نے حضرت حذافہ کو اپنے پاس گفتگو کے لئے بلایا۔ قوم کے رؤسا اور جرنیل حلقہ کئے ہوئے تھے ہرقل کے سر پر تاج رکھا ہوا تھا صحابی رسول ﷺ جا کر ہرقل کے سامنے کھڑے ہو گئے۔

ہرقل: تم کون ہو؟۔

حذافہ رضی اللہ عنہ: میں ایک مسلمان ہوں قریش کا۔

ہرقل: اپنے نبی کے خاندان سے؟

حذافہ رضی اللہ عنہ: نہیں۔

ہرقل: ہمارے دین میں داخل ہو جاؤ ایک سردار کی لڑکی دے دوں گا۔

حذافہ رضی اللہ عنہ: میں اپنا دین اور پیارے نبی کے طریقوں کو قیامت تک نہیں چھوڑ سکتا۔

ہرقل: تم عیسائی بن جاؤ تمہیں بہت سی دولت اور باندیاں دے دوں گا جواہرات کا خزانہ تمہارے حوالہ کر دوں گا۔

حذافہ رضی اللہ عنہ: خدا کی قسم! اگر تم اپنی اور اپنی قوم کی ساری بادشاہت بھی دے دو گے میں تب بھی اپنے اسلام کو نہیں چھوڑوں گا۔

ہرقل: تو میں بری طرح تمہیں قتل کر دوں گا۔

حذافہ رضی اللہ عنہ: تم میرے جسم کے ایک ایک جوڑ کو کاٹ کر جلا دو تب بھی میں مذہب کو ترک نہیں کروں گا اور جو کچھ کرنا ہے کر گزرو۔

ہرقل: اگر چھوٹنا چاہتے ہو تو اس صلیب کو سجدہ کرو۔

حذافہ رضی اللہ عنہ: حاشا للہ یہ تو کبھی بھی نہیں ہو سکتا ہے۔

ہرقل: تو پھر سُور کا گوشت کھالو میں چھوڑ دوں گا۔

حذافہ رضی اللہ عنہ: ہرگز نہیں کھاؤں گا۔

ہرقل: یہ شراب پی لو صرف ایک گھونٹ لے لو چھوڑ دوں گا۔

حذافہ رضی اللہ عنہ: خدا کی قسم ہرگز نہیں پیوں گا۔

ہرقل: یہ تو کرنا پڑے گا ہم زبردستی کھلائیں گے، پلائیں گے اور پھر اس نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ اس کو ایک کمرہ میں بند کرلو اور یہ چیزیں سامنے رکھو جب بھوک پیاس لگے گی تو کھائے گا، چار دن تک صحابی رسول ﷺ نے بھوک و پیاس برداشت کی لیکن اس کو ہاتھ نہیں لگایا جب ہرقل اس میں بھی کامیاب نہیں ہوا تو اس نے حذافہ کو ڈرانے دھمکانے کا راستہ اختیار کیا کہ عیسائی بن جاؤ ورنہ میں تجھے قتل کردونگا۔

ہرقل: عیسائی بن جاؤ ورنہ میں تجھے قتل کروں گا۔

حذافہ رضی اللہ عنہ: یہ ہرگز نہیں ہوسکتا تم جو چاہو کر گزرو۔

ہرقل: خادموں سے کہا کہ حذافہ کو سُولی پر چڑھا کر تیر مار کر قتل کردو چنانچہ آپ کو سُولی پر چڑھا دیا گیا مگر ہرقل نے تیر مارنے والوں سے کہا کہ سر کی طرف سے قریب قریب تیر مارو ٹھیک ٹھیک نہ مارو چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ پر سر کی جانب سے تیروں کی بارش کردی گئی پھر پاؤں کی طرف سے اسی طرح تیر چلائے گئے پھر ہرقل حضرت حذافہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا

ہرقل: دیکھو تیری موت قریب ہے اب بھی عیسائی مذھب کو اپناؤ گے تو بچ جاؤ گے ورنہ نہیں۔

حذافہ رضی اللہ عنہ: ہرگز نہیں میں جان دے سکتا ہوں مگر اسلام سے نہیں پھر سکتا۔

اب خادموں سے ہرقل نے کہا کہ اسکو سولی سے اتار لاؤ اور ایک بڑی دیگ میں تیل ابال کر اس میں اسکو ڈالدو۔

چنانچہ جب دیگ میں تیل خوب کھولنے لگا تو ہرقل کے حکم سے دو مسلمان لائے گئے اور حضرت حذافہ کے سامنے کھولتے تیل میں ڈال دیئے گئے، منٹوں میں انکی

ہڈیوں سے گوشت الگ ہو گیا ہرقل نے پھر کہا۔

ہرقل: تم نے دیکھ لیا جو حشر تمہارے ساتھیوں کا ہوا وہی حشر تمہارا ہو گا، عیسائی مذہب اختیار کر و اب بھی وقت ہے۔

حذافہ رضی اللہ عنہ: میں نے تجھے صاف صاف کہہ دیا کہ میں مذہب کو قطعاً نہیں چھوڑ سکتا تم اس بات کو بھول جاؤ۔

ہرقل: اسکو بھی اس دیگ میں ڈالدو تا کہ یہ بھی جل جائے

چنانچہ خادموں نے حذافہ کو دیگ کے قریب کر دیا۔

حذافہ رضی اللہ عنہ: اس موقع پر حضرت حذافہ زار و قطار رونے لگے دیکھنے والوں نے ہرقل سے کہا کہ وہ سخت رو رہا ہے، ہرقل نے کہا کہ اسکو میرے پاس لاؤ تا کہ میں معلوم کروں کہ رونے کی وجہ کیا ہے۔

ہرقل: اب بھی موقع ہے کہ عیسائیت قبول کر لو بچ جاؤ گے۔

حذافہ رضی اللہ عنہ: ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا ہے اس بات کو بھول جاؤ۔

ہرقل: ارے کم بخت! جب بات وہی انکار کی ہے تو اتنے زار و قطار روتے کیوں ہو؟ ہم سمجھے کہ گھبرا گئے ہو۔

حذافہ رضی اللہ عنہ: میرے رونے کی وجہ یہ ہے کہ میں نے جب دیکھا کہ میرے پاس ایک جان ہے تو مجھے رونا آیا کہ کاش میرے جسم میں ہزار جانیں ہوتیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا میں قربان کر دیتا، ایک جان سے کیا ہو گا کسی نے سچ کہا ہے۔

من کیستم کہ بہر شما جان فدا کنم
اے صد ہزار جان مقدس برائے تُو
می خواہم از خدا بدعا صد ہزار جان
تا صد ہزار بار بمیرم برائے تُو

یعنی میں کیا چیز ہوں کہ آپ کے لئے جان قربان کروں آپ کے لئے تو

ایک لاکھ جانیں قربان ہوں۔ میں تو اللہ تعالیٰ سے ایک لاکھ جانیں مانگتا ہوں تا کہ اللہ کے لئے ایک لاکھ مرتبہ قربان ہو جاؤں۔

ہرقل: اگر تم میرے سر اور پیشانی پر بوسہ دیدو تو میں تم کو رہا کر دوں گا۔

حذافہ رضی اللہ عنہ: اگر تم میرے ساتھیوں کو بھی رہا کر دو تو میں تیری پیشانی پر بوسہ دے سکتا ہوں۔

ہرقل: ٹھیک ہے تم میری پیشانی پر بوسہ دو میں تم کو اور تمہارے سارے ساتھیوں کو رہا کر دوں گا اس شرط پر حضرت حذافہ نے ہرقل کی پیشانی کا بوسہ لیا اور پھر اپنے ساتھیوں کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جب حذافہ رضی اللہ عنہ کی آمد کا پتہ چلا تو آپ اہل مدینہ کے ساتھ استقبال کے لئے نکل آئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حذافہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ اپنی پیشانی آگے کریں تا کہ میں آپ کی پیشانی کا بوسہ لوں اور اکرام کروں کیونکہ آپ نے مسلمانوں کی رہائی کے لئے ہرقل کی پیشانی کو بوسہ دیا ہے اس طرح حضرت حذافہ رضی اللہ عنہ کا مسلمانوں نے عظیم استقبال کیا اور اکرام کیا۔

تاریخ کی ایک اور کتاب میں لکھا ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے تحریری خط سے ہرقل گھبرا گیا تھا چنانچہ اس نے حضرت حذافہ رضی اللہ عنہ کو بیش بہا تحفے تحائف کے ساتھ رہا کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ وہاں سے واپس ہو کر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کر کے مدینہ منورہ روانہ ہوئے مسلمانوں نے آپ رضی اللہ عنہ کا استقبال کیا شام میں بھی اور مدینہ میں بھی۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سجدۂ شکر ادا کیا اور بہت خوش ہو گئے۔ حضرت حذافہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ موتی ہرقل نے آپ کے لئے تحفہ دیا ہے مدینہ کے جوہریوں سے جب معلوم کیا تو اس موتی کی قیمت کا اندازہ کوئی نہ لگا سکا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھ گئے اور فرمایا رومی کتے نے میرے لئے یہ تحفہ بھیجا کیا آپ لوگ میرے لئے اس کو حلال سمجھتے ہو؟ سب نے کہا ہاں، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں کل قیامت میں کیا جواب دوں گا

اس کو آپ نے فروخت کر کے مال بیت المال میں جمع کرادیا۔اس طرح سلطنت شام کا خاتمہ ہو گیا اور لشکر اسلام حلب میں قیام پذیر ہوا اسلام کا پرچم ملک شام پر بلند ہوا اور کفر کی شوکت خاک میں مل گئی اللہ کا نام بلند ہوا اور کفر کی آواز دب گئی ہزاروں مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا اور اس طرح انہوں نے اپنے مبارک خون سے گلشن محمدی کی آبیاری کی، سچ ہے:

لِلضَّرْبِ وَالْحَرْبِ اَقْوَامٌ لَهَا خُلِقُوا
وَلِلدَّوَاوِيْنِ حُسَّابٌ وَكُتَّابٌ
مَوْتُ الشَّهِيْدِ حَيَاةٌ لَانَفَادَ لَهَا
قَدْمَاتَ قَوْمٌ وَهُمْ فِى النَّاسِ اَحْيَاءٌ

ختامۂ مسک

ہرقل عظیم تو اس صدمہ کی وجہ سے مر گیا اور اس کے بیٹے قسطنطین نے اس کی جگہ لے لی، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو اس کے سرکوبی کے لئے اس طرف روانہ کیا گیا یاد رہے کہ یہ مہم سرزمین شام سے ہٹ کر روم کے علاقے میں ہے سلطنت شام سے بھاگے ہوئے لوگوں کے لئے یہ جگہ ایک ریاست کی حیثیت رکھتی تھی یہاں پانچ ہزار لشکر مسلمانوں کے پاس تھا اور مقابل دشمن کی اَسّی ہزار فوج میدان میں تھی دونوں طرف سے مذاکرات چلتے رہے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے بھی ایک بار قاصد بننے کی کوشش کی، عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بعد میں خود جانے کی تجویز دے دی اور بڑے سخت حالات سے گذر کر آپ رضی اللہ عنہ نے مذاکرات کئے اور اس موقع پر بہت بڑی جرأت کا مظاہرہ کیا۔ تلوار رکھنے کے لئے آپ رضی اللہ عنہ پر بڑا زور ڈالا گیا مگر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تلوار ہماری عزت ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کو اسی کے ساتھ بھیجا اور ہمارے دین کی حفاظت اسی میں ہے ہم تمہارے قول کے مطابق جو کی روٹی کھانے والے تھے لیکن

اب ہم نے عمدہ کھانے دیکھ لئے ہیں عمدہ پھل کھالیا ہے اب ہم ہرگز یہاں سے واپس نہیں جائیں گے بلکہ تم کو اس زمین سے ہٹائیں گے کیونکہ ہم کو موت اتنی پسند ہے جتنی کہ تمہیں زندگی پسند ہے اب بات صاف ہے یا اسلام قبول کرلو یا جزیہ ادا کرلو اور یا جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ واپس آگئے اور مسلمانوں کو تیار رہنے کا حکم دے دیا کیونکہ مذاکرات ناکام ہو چکے تھے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے اپنی فوج پر ابطال المسلمین حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ اور دیگر بہادران اسلام کو مقرر کیا ادھر کفار نے شور بدتمیزی برپا کیا اور صلیبیں بلند ہو گئیں اور فوراً حملہ کر دیا کچھ مسلمان زخمی اور ایک شہید ہو گیا اور ایک ثقفی غریب مسلمان نے ایک رومی جرنیل کو جہنم رسید کیا جس پر قسطنطین آگ بگولہ ہو گیا اور ایک اعلیٰ ماہر جنگ کو مقابلہ کے لئے بھیجا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے اعلان پر ایک نوجوان مقابلہ میں نکل گیا۔ دیر تک شمشیر زنی ہوتی رہی آخر میں مسلم نوجوان کو کاری زخم لگا آپ واپس آئے اور کافر اکڑ رہا تھا آپ کو آپ کے چچازاد بھائی نے طعنہ دیا کہ بھاگ گیا مگر آپ پٹی کر کے پھر گئے اور ایسا جچا تلا تلوار کا ہاتھ اس کافر کو مارا کہ وہ ٹکڑے ہو کر گر پڑا۔ نوجوان مسلمان آگے بڑھا اور رومی فوج پر حملہ کیا کئی کو قتل کر کے خود جام شہادت نوش کیا اس کے بعد کفار کی صفوں سے ایک اور جرنیل نکل آیا جس کا نام قیدمون تھا یہ بڑا ہوشیار مدبر پہلوان شخص تھا۔ شام اور روم کی سرزمین میں یہ شخص سب سے مقدم شمار کیا جاتا تھا مسلمانوں نے آتے ہوئے اس کو دیکھا گویا کہ لوہے کا ایک پہاڑ آرہا ہے۔ اس نے آکر مقابل کو طلب کیا ایک یمنی لڑکا جو یمن سے اپنی ماں اور بہن کے ساتھ ہو کر صرف شہادت کی غرض سے آیا تھا آگے بڑھا اور ماں بہن کو الوداع کر کے کہا کہ حضور علیہ السلام کے حوض کوثر کے پاس ملاقات ہو گی اس نوخیز لڑکے نے بہت اچھا مقابلہ کیا اور پھر شہید ہو گیا قیدمون اکڑ رہا تھا حضرت اقشم رح اس کے مقابلہ پر آئے اس نے آپ کو بھی شہید کیا۔ حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ کو سخت غصہ آیا اور اپنے نفس کو

ملامت کی اور کہا کہ کچھ ہوش کرو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کا بندھا ہوا جھنڈا تیرے ہاتھ میں ہے اور خاموش کھڑا ہے؟ یہ کہہ کر آپ میدان میں آئے، کثرت عبادت کی وجہ سے آپ کا بدن نحیف ہو گیا تھا مگر پہنچتے ہی اس پر حملہ کیا دونوں طرف سے جنگ کے شعلے بھڑک اٹھے آپ رضی اللہ عنہ کو کچھ زخم بھی آئے کہ اتنے میں سخت زور کی بارش ہوئی اور زمین مکمل کیچڑ بن گئی اب دونوں حریف پیدل ہو کر کشتی لڑنے لگے کافر نے آپ کے کمر بند کو پکڑ کر آپ کو اٹھایا اور زمین پر گرایا اور آپ کے سینہ پر بیٹھ کر خنجر نکالا تا کہ آپ کو ذبح کر دے حضرت شرحبیل کی زبان سے یہ کلمات نکلے:

''یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْن.'' ابھی یہ الفاظ مکمل ہوئے تھے کہ ادھر کفار کی فوج سے ایک آدمی نکل آیا شرحبیل رضی اللہ عنہ نے خیال کیا کہ میرے ذبح کرنے میں اس کافر کی مدد کر رہا ہے لیکن قریب آ کر اس نے قیدمون کو ٹانگ سے پکڑ کر گھسیٹا اور مجھے آواز دی کہ آؤ مدد پہنچ گئی ہے اور پھر اس نے تلوار نکال کر قیدمون کو قتل کیا اور مجھے کہا کہ اب اس کا سامان اتار لو میں نے تعجب سے کہا کہ آپ کون ہیں کیا کوئی فرشتہ ہیں؟ کہنے لگا میں وہی بدبخت ہوں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا تھا میرا نام طلیحہ بن خویلد ہے جو جنگ یمامہ میں خالد رضی اللہ عنہ سے بھاگ کر شام آ کر مرتد کی زندگی گذار رہا تھا۔ حضرت شرحبیل رضی اللہ عنہ نے فرمایا اب ہمارے ساتھ جاؤ گے اس نے کہا یہ نہیں ہو سکتا ہے شرحبیل رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہیں کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ چنانچہ اس کو لایا اور اس نے توبہ کی اور مسلمان ہوا اور دربار خلافت میں عمر فاروق کے پاس چلا گیا۔

قیدمون کے قتل کے بعد قسطنطین ڈر گیا اور مشورہ کر کے سب قیساریہ کی طرف چلے گئے۔ حضرت عمرو بن عاص نے تمام صورت احوال سے امیر الجیوش ابن الجراح کو آگاہ کیا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم فوراً قیساریہ پہنچو میں بھی وہاں جا رہا ہوں یہ گفتگو خط و کتابت کے ذریعہ سے ہوئی تھی۔

ادھر حضرت یوقنا نے اپنا جنگی کرتب دکھا کر ساحل سمندر میں کارروائی کی جرناس جرنیل

کو فریب دے کر اس کے بہت سارے لوگوں کو قتل کروایا اور تین ہزار فوجیوں کو قیدی بنالیا اور پھر آگے بڑھ کر طرابلس پر حملہ کردیا اور اسے فتح کرلیا۔ اب قسطنطین اور ان کے لوگوں کے پاس ایک ساحل یعنی ''صُور'' کے علاوہ کچھ نہیں بچا تھا۔ مسلمانوں نے صور کا محاصرہ کرلیا لیکن اس سے کچھ پہلے حضرت یوقنا صور کے والی کے ہاتھوں قید ہوگئے۔ اللہ کا کرنا ایسا تھا کہ باسیل نامی رومی افسر مسلمان ہوگیا اور اس نے یوقنا؈ اور آپ کے تمام ساتھیوں کو رہا کیا اور اندر سے لڑائی شروع کرنے کو کہا مگر یوقنا؈ نے فرمایا کہ ایک آدمی جا کر یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو مطلع کردے پھر ہم اندر سے اور وہ لوگ باہر سے کارروائی کریں گے۔

چنانچہ شہر کے اندر سے توحید کا نعرہ تلواروں کے ساتھ بلند ہوا اور کارروائی شروع ہوگئی اور باہر سے صحابہ کرام نے حملہ کردیا یہ شہر بھی فتح ہوا قسطنطین یہاں سے بھاگ گیا اور مسلمان شام روم اور اس کے ملحقہ علاقوں پر قابض ہوگئے اللہ کا کلمہ بلند ہوا اور کفر پاش پاش ہوکر رہ گیا اللہ تعالیٰ کا وعدہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سپہ سالاروں کے ساتھ تھا وہ پورا ہوگیا۔ الحمد للّٰہ علیٰ ذالک حمدًا کثیراً کثیراً

بنا کردند خوش رسمے بخون و خاک غلطیدن

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه محمد و علیٰ آلهٖ واصحابه اجمعین، آمین یارَب العٰلمین۔

(مولانا) فضل محمد بن نور محمد یوسف زئی

استاذ حدیث جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی۔

۲۰ رنومبر ۱۹۹۲ء

۞۞۞